وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا

رسالہ

تبدیلئ عقائد مولوی محمد علی صاحب

و دیگر غیر مبایعین

مع

جواب الجواب

نوشتہ

محمد اسمٰعیل احمدی پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چودھری اللہ بخش پرنٹر چھپا

رسوم　　　تعداد اشاعت ۱۲۵۰　　　قیمت ۵ر

یہ رسالہ قادیان کے تمام تاجران کتب سے مل سکتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت و رسالت

"چند روز ہوئے۔ کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیع
کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اسکا جواب محض انکار کے الفاظ سے
گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی
اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر
جواب صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت
اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔ اور براہین احمدیہ میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔
الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک
وحی اللہ ہے۔ هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ
دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اسمیں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اس
کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جَرِيُّ اللّٰهِ فِيْ حُلَلِ الْاَنْبِيَاءِ۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلو
دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ
اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گ
اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے۔ جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا"۔ اسکی دوس
قرأت یہ ہے۔ کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاج
کو یاد کیا گیا۔ ...... میں جانتا ہوں۔ کہ ضرور خدا میری تائید کریگا۔ جیسا کہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائی
کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں۔ کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے۔ کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس
جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہ
ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر
اور اپنے لئے اسکا نام پا کر اسکے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگ
بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا
نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں
کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"۔ اسکے معنے صرف اسقدر ہیں۔ کہ میں صاحب شریعت
نہیں ہوں"۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ سِيَّمَا الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ مَعَ التَّسْلِيْمِ

دیباچہ

سبب تالیف

مجھے ۱۹۱۵ء میں سلسلہ کے ایک کام کیلئے سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت چند روز لدھیانہ میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ان ایام میں غیر مبائعین نے خصوصیت کے ساتھ اس بات کا چرچا شروع کر رکھا تھا کہ (حضرت) میاں صاحب (سیدنا و امامنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) نے اور ان کی اتباع میں جماعت احمدیہ نے مسئلہ نبوت کے متعلق اپنے عقائد تبدیل کر لئے ہیں۔ اور جس عقیدہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو قائم کیا تھا اسے چھوڑ کر اسکے خلاف یہ نیا عقیدہ اختیار کر لیا ہے کہ امت محمدیہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اور حضور کے فیضان سے منصب نبوت ملنے کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر نبی مُلہَم و محدّث نہیں بلکہ خدا کے نبی اور رسول ہیں۔ چنانچہ انہی ایام میں لدھیانہ کے ایک غیر مبائع بابو عبدالرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر سانہلہ نے مکرمی منشی محمد ابراہیم صاحب احمدی لدھیانوی مرحوم کو اسی بارہ میں ایک لمبا اور مبسوط خط لکھا۔ اور اس کو بصورت اعتراض پیش کر کے ان سے اس کا جواب مانگا۔ منشی صاحب ممدوح بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ اور ان کے لئے خود مفصل جواب لکھنا موجب صعوبت تھا۔ اسلئے انہوں نے اس کا جواب لکھنے کیلئے مجھے کہا۔ میں اگرچہ بہت مصروف تھا مگر انکا کرنا

مناسب نہ سمجھا۔ مَیں حضرت شاہزادہ حاجی عبدالمجید خان صاحب مبلغ ایران رضی اللہ عنہ کے پاس اُترا ہوا تھا اور اس مضمون کی کوئی کتاب وغیرہ میرے پاس موجود نہیں تھی۔ میں حضرت شاہزادہ صاحب ممدوح کی کتب جو ایک الماری میں پڑی تھیں دیکھنے لگا۔ تا اگر اس جواب میں کار آمد ہو سکنے والی کوئی کتاب مل جائے تو اس سے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ حسن اتفاق سے رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو کے بعض فائل انہیں مل گئے ان کی روشنی میں مَیں نے اس خط کا جواب لکھ کر منشی صاحب ممدوح کو دے دیا اور اس کی ایک نقل لیکر اور اس میں بعض مقامات پر کسی قدر مزید تفصیل کر کے قادیان میں مکرمی اخویم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کو رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع کرنے کے لئے بھیجدی اسے انہوں نے ستمبر ۱۹۱۵ء کے پرچہ میں شائع کر دیا اور اس کی کچھ زائد کاپیاں چھپوا کر مستقل رسالہ کی صورت میں بھی شائع کی گئیں جس سے بفضلہ تعالیٰ بہت سے غیر مبایعین کو اور نیز جماعت کے بعض کم واقفیت رکھنے والے احباب کو بہت فائدہ پہنچا۔

مولوی محمد علی صاحب کی عذرات

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمخیال ابتک اس کے جواب سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے اور بجائے اس کے کہ کوئی حقیقی اور واقعی جواب دیں مختلف قسم کے عذرات پیش کر دیتے ہیں جن کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہوتی چنانچہ سب سے اول ستمبر ۱۹۱۵ء میں جب یہ رسالہ شائع ہوا تو مولوی محمد علی صاحب نے اس کے مقابل پر ایک ٹریکٹ لکھا جس میں اس رسالہ کا مفصل جواب النبوۃ فی الاسلام میں دینے کا وعدہ کرنے پر اکتفاء کیا اور اس وقت جواب نہ دے سکنے کی بابت یہ عذر پیش کیا کہ

"یہ رسالہ مجھے یہاں ایبٹ آباد میں ملا ہے...... میرے پاس نہ تو یہاں ریویو آف ریلیجنز ہے اور نہ درحقیقت مجھے ابھی اس قدر فرصت ہے کہ مفصل ان مضامین پر قلم اُٹھا سکوں...... نومبر میں النبوۃ فی الاسلام کا لکھنا شروع کروں گا اور اس میں بالتفصیل ساری باتوں کا جواب دوں گا" (ص ۵ و ۶)

اگرچہ مولوی صاحب کے یہ دونوں عذر بالکل بے حقیقت تھے۔ چنانچہ ٹھیک یہی دونوں عذر اس سے قبل ایک دفعہ کھڑک سنگھ آریہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کئے تھے۔ جن کا حضورؑ نے اسے یہ جواب دیا تھا کہ

"تم یہ جواب دیتے ہو کہ ہمیں فرصت نہیں۔ وید یہاں موجود نہیں۔ بھلا یہ کیا جواب ہے اس جواب سے تو تم جھوٹے ٹھہرتے ہو" (مکتوبات احمدیہ جلد دوم ص۱۲۲)

اور اس فیصلہ کی موجودگی میں مولوی صاحب کا یہی عذرات پیش کر دینا بجا نہیں تھا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کی کوئی پروا نہ کی اور بلا تامل انہی عذرات کو پیش کر دیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح فیصلہ کے مطابق ناقابل التفات تھے۔

اس کے بعد اگر مولوی صاحب "مفصل ان مضامین پر قلم" اٹھانے کے متعلق اپنے وعدہ کا پاس کرتے اور النبوۃ فی الاسلام میں اپنے سابقہ مضامین متعلقہ مسئلہ نبوت کو نقل کر کے ان کے متعلق پیش کردہ امور کا جواب لکھ دیتے جیسا کہ انہوں نے حتمی طور پر لکھا تھا کہ "اس میں بالتفصیل ساری باتوں کا جواب دوں گا" تو ان کی سابقہ کوتاہی کی بہت حد تک تلافی ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ "مفصل ان مضامین پر قلم اٹھانا" اور "بالتفصیل ساری باتوں کا جواب دینا" تو در کنار۔ مولوی صاحب نے اپنی اس کتاب میں ہماری پیش کردہ باتوں میں سے کسی ایک بات کا بھی جواب نہ دیا۔ اور جواب دینے کی بجائے النبوۃ فی الاسلام کے ٹائٹل کے اندرونی صفحہ پر ضمنی طور پر یہ الفاظ لکھ کر کہ "اس اعتراض کا جواب کہ میری کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے میں نے کتاب کے اندر اس لئے نہیں دیا کہ میری بحث اصولی ہے۔ اصولی بحث میں ہم پہلے قرآن شریف اور حدیث کو لیں گے اور انکے ماتحت ائمہ اسلام اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو۔ میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں" اور یہ کہ "یہ طرز کہ اصول کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی باتوں میں تو تو مَیں مَیں کی جائے نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی" (النبوۃ فی الاسلام)

آپ نے اس اعتراض کا جواب دینے کی ذمہ واری سے ہمیشہ کیلئے سبکدوشی حاصل
کرلی۔ مولوی صاحب کے اس جواب کو پڑھ کر ہماری مایوسی اپنے انتہاء کو پہنچ
گئی۔ اور ان کا مفصل جواب دیکھنے کے متعلق ایک عالم کی آرزوئیں خاک میں
مل گئیں۔ کاش مولوی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام میں اس کے جواب
سے بکلی خاموشی اختیار کرنے اور ٹائٹل کے ایک صفحہ پر ضمنی طور پر یہ مایوس کن جواب
دینے کی بجائے اس کتاب کے آخر میں بصورت ضمیمہ مفصل نہ سہی کوئی مختصر سا جواب
لکھ دیتے۔ اور ساتھ ہی کتاب کے ناظرین کے پاس مذکورہ بالا عذر پیش کرنے کی بجائے یہ
معذرت کر دیتے کہ اگرچہ یہ بحث اس کتاب کے اصل موضوع سے خارج ہے۔ مگر
چونکہ میں اپنے ایک ٹریکٹ میں غلطی سے وعدہ کر چکا ہوں۔ کہ میں "النبوۃ فی الاسلام
...... میں بالتفصیل ساری باتوں کا جواب دوں گا"۔ اس لئے مجبوراً مجھے اس
وقت یہ غیر متعلق بحث اس کتاب میں درج کرنی پڑی ہے۔ لیکن مولوی صاحب
نے اس سادہ اور صفائی کے طریق کو چھوڑ کر ایک ایسا عذر پیش کیا جو ایک درحقیقت
انہیں الٹا ملزم کرنے والا بلکہ نہایت ہی شرمندہ اور ذلیل کرنے والا ہے خصوصاً
اس لئے کہ مولوی صاحب نے اپنے اس عذر کے خلاف اور سراسر خلاف اپنی اسی
کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ پر (مغالطہ دہی کے طریق پر)
یہ بحث اٹھائی ہے کہ جماعت احمدیہ کے فلاں فلاں افراد موجودہ اختلاف کے ظہور
سے قبل اپنی فلاں فلاں تحریرات میں مسئلہ نبوت کے متعلق اپنے موجودہ عقائد
کے خلاف اسی عقیدہ کا اظہار کر چکے ہیں۔ جسے اب وہ غلط اور نادرست کہتے ہیں
غرض مولوی صاحب نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے ۲۹۵/۲۹۶ پر زید و بکر کی سابقہ تحریرات
کا سوال اٹھا کر اپنے مذکورہ بالا عذر کو نہ صرف باطل ثابت کیا بلکہ اسے اپنی حیثیت
عزتی اور اپنی پوزیشن پر ایک بدترین سیاہ داغ بنا دیا۔ اور اس طرح سے انہوں نے نہ
صرف اپنی پوزیشن کو مشتبہ کر دیا بلکہ اپنے نئے اختیار کردہ عقائد کے باطل ہونے
پر بھی مہر لگا دی۔

النبوۃ فی الاسلام کی اشاعت کے بعد بھی مولوی محمد علی صاحب نے ایک دو ٹریکٹ
اپنی سابقہ تحریرات در بارہ مسئلہ نبوت کے جواب کے طور پر شائع کئے ہیں۔
مگر انہوں نے مفصل ان مضامین پر قلم "اٹھانا" تو کجا انہوں نے اپنے ان مضامین کو چھوا تک نہیں
اور ہماری پیش کردہ اپنی سابقہ تحریرات کو نہیں درج کرنے اور انکے متعلق ہماری بیان
کردہ باتوں کا جواب دینے کی بجائے انہیں بالکل بالائے طاق رکھ کر بعض ادھر
ادھر کی باتوں سے لوگوں کو جھوٹی تسلی دینے کی کوشش کی ہے۔ کاش ان بعد کے
ٹریکٹوں میں سے ہی کسی ٹریکٹ میں مولوی صاحب اپنے وعدہ کا ایفاء کر دیتے۔ اور
ادھر ادھر کی بے تعلق باتوں کے ساتھ لوگوں کو مطمئن کرنے کی بے سود کوشش
کرنے کی بجائے اصل زیر بحث امر کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھ دیتے۔
مولوی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کے خلاف
جو جو عذرات پیش کئے ہیں۔ ان سب کو اس رسالہ کے آخر میں درج کر کے انشاء اللہ
تعالےٰ ان پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس وقت اصل مضمون مذکورہ صدر مناسب
اصلاح اور ترمیم کے بعد تیسرے ایڈیشن کی صورت میں شائع کیا جاتا ہے۔

اعتراض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق میاں صاحب کے عقائد ان
عقائد کے سراسر برخلاف ہیں جن کی تعلیم خود حضرت اقدس ؑ نے جماعت کو دی تھی۔
اور جن پر جماعت احمدیہ آپکی زندگی میں قائم تھی۔ اب میاں صاحب کے کہنے
سے جماعت کے اکثر حصہ نے ان حضرت اقدس ؑ کے بتائے ہوئے عقائد کو چھوڑ
کر ان نئے عقائد کو اختیار کر لیا ہے۔ حضور ؑ کی زندگی میں تمام جماعت کا یہ عقیدہ
تھا۔ کہ آنحضرت ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعود ؑ نبی
نہیں بلکہ محدث ہیں۔ مگر اب آپ کو نبی کہا جاتا ہے۔ اور نبوت کا دروازہ
کھلا بتایا جاتا ہے اور یہ سب میاں صاحب کی ایجاد ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ مَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ مَعَ التَّسْلِیْمِ

جواب

عقائد ہمنے نہیں بلکہ مولوی محمد علی صاحب اور اُنکے رفقاء نے بدلے ہیں

آپ کا یہ خیال درست نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کے عقائد میں نہیں بلکہ جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کے عقائد میں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ حضرت سیدنا امامنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اور آپکی جماعت جماعت احمدیہ کے اب بھی وہی عقائد ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں تھے۔ اور انمیں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ جو تبدیلی عقائد پیدا ہوئی ہے وہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمخیال اصحاب کے عقائد میں پیدا ہوئی ہے۔ جو روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے اور کسی طرح چھپ نہیں سکتی ؀

اسپر رسالہ ریویو شاہد ہے

اور گو یہ بات کسی دلیل اور ثبوت کی محتاج نہیں ہے مگر چونکہ آپکو اس معاملہ میں غلط فہمی ہوئی ہے اسلئے میں آپ کو ایک ایسی شہادت کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو بالکل صاف اور روشن ہے اور اس کی سچائی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اور وہ ہے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ان فائلوں کی شہادت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں شائع ہوئے اور ان میں اس مسئلہ پر مفصل بحثیں موجود ہیں۔

ریویو کی شہادت کی حیثیت

یہ رسالہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا۔ بلکہ خود حضورؑ نے اسے اپنی طرف سے جاری کرایا۔ اور اس کے اجراء کی غرض ہی حضورؑ کے دعاوی اور حضورؑ کی تعلیم کو صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنا تھی۔ جیسا کہ اس کے پراسپکٹس کے مندرجہ ذیل فقرہ سے ظاہر ہے جو اس رسالہ کے پہلے ہی نمبر میں شائع ہوا تھا۔ اس میں لکھا ہے

"ہم سب سے اول اس رسالہ میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ایسا مصلح اس وقت کون ہے۔ اور پھر ہمارے اس رسالہ کے اغراض میں سے **دوسری** غرض یہ ہے کہ وہ مصلح کن دلائل اور نشانوں کے ساتھ اپنے تئیں من جانب اللہ ظاہر کرتا ہے پھر **تیسری** غرض یہ ہے کہ اس کی اخلاقی تعلیم کیا ہے۔ **چوتھی** غرض یہ ہے کہ وہ کن کن اعتقادات کو سکھلاتا ہے۔ اور کن سے منع کرتا ہے۔ **پانچویں** غرض یہ ہے کہ وہ کن کن علوم اور معارف کو لایا ہے۔ اور اس کے معارف کس کتاب الٰہی کے موافق ہیں اور اس سے نکلتے ہیں۔ **چھٹی** غرض یہ ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لئے عمل اور سلوک کا وہ کیا راہ سکھلاتا ہے۔ یہی ستہ ضروریہ اصل اغراض اس رسالہ کے ہونگے" (ریویو آف ریلیجنز۔ اردو جلد اول نمبر اول صٓ)

ان مضامین سے حضرت کی اور جماعت کی بیخبری ناممکن تھی!

یہ رسالہ ان اغراض کے ماتحت ماہوار نکلتا ہے اور شروع سے ابتک احمدیوں میں اور غیر احمدیوں میں مسلمانوں میں اور غیر مسلموں میں۔ ہندوستان میں اور دیگر ممالک میں بکثرت شائع ہوتا اور پڑھا جاتا ہے۔ اور ابتدا میں اور بنگالوں میں خاص دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اس میں شائع ہونے والے مضامین حضورؑ کے اور جماعت

کے اور نیز مخالفین کے مطالعہ میں آتے تھے۔ اور یہ قطعاً ممکن نہ تھا کہ اس میں کبھی کوئی ایسا مضمون شائع ہوتا جو حضورؑ کی تعلیمات اور حضورؑ کے دعاوی کے سراسر خلاف ہوتا اور وہ حضورؑ سے بھی بکلی مخفی رہتا۔ اور حضورؑ کی جماعت سے بھی۔ اور مخالفین سلسلہ بھی ایسے مضمون سے بالکل بے خبر رہتے۔

اس پر حضورؑ کا اور جماعت کا خاموش رہنا بھی ناممکن تھا

اِسی طرح یہ بھی ممکن نہ تھا کہ اس رسالہ میں اس کے اغراض اور مقاصد کے مخالف مضامین کو شائع ہوتے دیکھ کر حضورؑ اس کے متعلق خاموشی اختیار کرتے اور تمام کی تمام جماعت بھی خاموش رہتی۔ اور مخالفین بھی ایسے مضامین کو اس میں دیکھ کر خاموشی کے ساتھ پاس سے گذر جاتے جو حضورؑ اور حضورؑ کی جماعت اور آپ کے سلسلہ کے خلاف ایک چھوٹے سے چھوٹے ذرہ کو ایک بڑے سے بڑا پہاڑ بنا کر دکھایا کرتے ہیں۔ اور جو ہر وقت ایسے مواقع کی تاک میں رہتے ہیں جن میں انہیں اعتراض کی گنجائش مل سکے۔ اور جب کوئی ایسا موقع نہ پائیں تو جھوٹ اور بہتان سے کام لے کر اعتراضات کرنے لگتے ہیں۔

اِس رسالہ میں حضورؑ کی زندگی میں حضورؑ کی نبوت و رسالت کا اثبات

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اِس رسالہ میں حضور کی زندگی میں اور حضور کے سامنے مفصل اور مبسوط مضامین لکھ کر اس بات کو ثابت کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کیلئے غیر تشریعی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے نبی اور رسول اور زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں۔ اور نبی اور رسول کے الفاظ آپ پر اپنے انہی معنوں میں صادق آتے ہیں جن معنوں میں وہ قرآن کریم میں احادیث میں اور سابقہ الہامی کتابوں میں آئے ہیں۔ اور جن کے رو سے دیگر انبیاء و رسل نبی اور رسول کہلاتے رہے ہیں۔ اور ٹھیک انہی معنوں میں یہ الفاظ اِس رسالہ میں حضور کی زندگی میں اور حضور کی وفات کے بعد بھی سالہا

سال تک متواتر اور مسلسل طور پر حضورؑ کے لئے استعمال کئے جاتے رہے ہیں۔ اور اس میں نہایت شد و مد کے ساتھ آپؑ کی نبوت اور رسالت کو ثابت کیا جاتا رہا ہے۔ اور اس کے خلاف ایڈیٹر کا یا کسی نامہ نگار کا کبھی کوئی ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا

اِس رسالہ میں ان عقائد کی متواتر اشاعت ان کی صحت کا ایک قطعی ثبوت ہے

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہ ہوتا۔ تو ممکن نہ تھا کہ جس رسالہ کو حضورؑ نے اپنے دعاوی اور اپنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے جاری کیا تھا. اسی رسالہ میں آپ کی زندگی میں اور آپ کے سامنے آپ کے دعاوی اور آپؑ کی تعلیم کے خلاف آپ کو نبی اور رسول بتایا جاتا اور آپ کو اور آپ کی جماعت کو ان باتوں کا کوئی علم نہ ہوتا۔ یا علم پا کر آپ خاموشی اختیار کرتے اور اس میں ایسے خطرناک مضمون کو دیکھ کر نہ تو حضورؑ اس کی تردید فرماتے اور نہ ہی جماعت کے لوگ اس پر اطلاع پاتے یا اطلاع پا کر اس کے خلاف آواز اُٹھاتے۔ اور یہ بات تو وہم میں بھی نہیں آسکتی کہ ایسی خطرناک کارروائی سالہا سال تک مسلسل اور متواتر طور پر اس رسالہ کے ذریعہ سے وقوع میں آتی اور حضورؑ کی وفات تک بڑی شد و مد سے ایسی خطرناک تعلیم اس رسالہ میں جس کی غرض ہی حضورؑ کی تعلیم کو صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اور شائع ہوتی رہتی اور باوجود اس کے حضور کبھی اس کی تردید نہ کرتے بلکہ اس رسالہ کی خریداری اور اشاعت کو بڑھانے کے لئے تمام جماعت کو اور بھی تاکید فرماتے۔ اور جماعت بھی اس میں ایسے خطرناک مضامین کو پڑھ کر اور انہیں حضور کی تعلیم اور سلسلہ احمدیہ کے عقائد کے خلاف پا کر برابر اس کی اشاعت میں کوشاں رہتی اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھاتی۔ اور نہ ہی حضورؑ کی خدمت میں عرض کرتی کہ آپ ہمیں اور تعلیم دیتے ہیں اور یہ رسالہ جسے آپ نے اپنے دعاوی اور تعلیمات کی اشاعت کی غرض سے جاری کرایا تھا ہمیں کچھ اور ہی تعلیم دیتا ہے اور اور

ہی عقائد کی طرف ہمیں بلاتا ہے اور پھر ان سب باتوں کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ہم ان متخالف اور متضاد عقائد اور تعلیمات میں سے کونسے عقائد اور کونسی تعلیمات کو مانیں اور کن کو رد کریں۔ بلکہ تمام کی تمام جماعت نہ صرف اپنی خاموشی سے بلکہ اس رسالہ کی اعانت کرکے اور اس کی اشاعت کو بڑھاکر اس کے بیانات پر مہر تصدیق ثبت کرتی۔ اور اس کے ایڈیٹر (مولوی محمد علی صاحب ایم اے) سے کبھی باز پرس نہ کی جاتی کہ او بھلا مانس تم احمدی کہلا کر یہ کیا غضب ڈھا رہے ہو۔ کہ ایسے خطرناک مضامین اپنے ہاتھ سے لکھ کر اس رسالہ میں شائع کر رہے ہو جو احمدیت کی اور اسلام کی نعوذ باللہ بیخکنی کا موجب ہیں۔ بلکہ ایسی صورت میں تو جماعت کا فرض تھا کہ حضورؑ کی خدمت میں عرض کرکے ایسے دشمن سلسلہ کو کان سے پکڑ کر فوراً باہر نکال دیا جاتا نہ کہ اسے شرارت کا اور بھی موقع دیا جاتا۔ کسی معمولی امر کے متعلق کسی مضمون میں کسی غلطی کا واقع ہو جانا اور کسی فروگذاشت کا وقوع میں آنا اور اس پر حضورؑ کا اور جماعت کا واضح طور پر اطلاع نہ پانا یا اطلاع پاکر خاموشی اور چشم پوشی سے کام لینا کوئی بعید از قیاس امر نہیں ہے اور نہ کوئی جائے تعجب ہے مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ سالہا سال تک ایسے ذمہ دار رسالہ میں ایسی گمراہ کن تعلیم دی جاتی رہے جو سلسلہ کے بنیادی پتھر کو ہلا دینے والی ہو اور اسلام کی بیخکنی کا موجب ہو۔ اور یہ بات نہ کبھی حضورؑ کے علم میں آئے نہ جماعت کے علم میں۔ یا یہ کہ ایسی خطرناک کارروائی کو دیکھ کر نہ حضرت اقدس کبھی اس کا انسداد فرمائیں۔ اور نہ ہی جماعت اس کی تردید یا اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔ پس اس رسالہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں سالہا سال تک مسلسل اور متواتر طور پر حضورؑ کو نبی اور رسول کی حیثیت میں پیش کرتے چلے جانا اور بڑی شد و مد سے آپؑ کو مدعی نبوت و رسالت ثابت کرکے آپؑ کے دعویٰ نبوت و رسالت کو قرآن کریم کی آیات سے۔ احادیث نبویہ سے اور

کتب سابقہ کے حوالوں سے پایۂ ثبوت تک پہنچانا اور حضورؑ کا اور جماعت کا اس پر اطلاع پاکر کبھی اس کے خلاف آواز نہ اٹھانا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضور کا دعویٰ واقعی نبوت اور رسالت کا تھا۔ اور آپ کی زندگی میں بھی جماعت آپکو اسی طرح نبی اور رسول یقین کرتی تھی جیسا کہ اب کرتی ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ ابدالآباد تک کرتی رہے گی۔ اور آج ریویو آف ریلیجنز کے ایسے مضامین نہ صرف مولوی محمد علی صاحب کی ذات پر حجت قاطعہ ہیں بلکہ تمام کے تمام احمدی کہلانے والے منکران نبوت و رسالت پر قطعی حجت ہیں اور جس طرح مولوی محمد علی صاحب کے لئے انکے سامنے کسی قسم کا کوئی عذر اور بہانہ پیش کرنے کی گنجائش نہیں ہے اسی طرح انکے کسی ہمخیال کیلئے بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس پر بھی ۔۔۔ ۔۔ ۔۔ بے ہودہ عذرات پیش کرنے لگے۔ تو اس کے لئے ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

مختصر فہرست مضامین رسالہ ریویو آف ریلیجنز جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول ثابت کیا گیا ہے،

افسوس اس مختصر مضمون میں اس بات کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ میں ریویو آف ریلیجنز کے ان تمام مضامین کو نقل کروں جنہیں مولوی محمد علی صاحب سابق ایڈیٹر رسالہ مذکورہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آپ کو نبی اور رسول ثابت کرتے رہے ہیں۔ یا جن میں اس بات کو بہ دلائل قرآن کریم و حدیث و کتب سابقہ ثابت کرتے رہے ہیں کہ امت محمدیہ پر غیر تشریعی نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے۔ پس میں انہیں سے صرف بعض خاص خاص مضامین کی نشان دہی کرتا ہوں۔ تاکہ آپ جب چاہیں آسانی کے ساتھ ریویو کے فائلوں میں سے انہیں نکالکر مطالعہ میں لا سکیں۔ لیکن بہتر یہ ہوگا کہ آپ انہی مضامین پر حصر نہ رکھیں بلکہ ۱۹۰۲ء سے لے کر ۱۹۱۴ء تک کے یا کم از کم ۱۹۰۲ء سے لیکر

۱۹۰۹ء تک کے ریویو کے تمام مضامین دیکھ جائیں۔ کیونکہ گو بہت سے مقامات پر ان میں بظاہر نبوت و رسالت کی کوئی بحث نہیں ہے۔ لیکن ان میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایسے طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ اس سے غیر محسوس طور پر آپ کی نبوت و رسالت کا ایک گہرا اور پختہ نقش ذہن پر قائم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ نبوّت کی بحث پر مشتمل بعض مضامین کی نشاندہی

جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی موجودگی میں

مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے لکھ کر اس رسالہ میں شائع کیا تھا۔

نمبر شمار	جلد / نمبر	صفحات	عنوان مضمون	حوالہ حصہ متعلقہ
۱	۳/۳	۸۵/۹۹	سلسلہ احمدیہ کے ملکی حالات	ص ۸۶
۲	۳/۴	۲۴۲/۲۵۱	عیسوی مذہب کی اشاعت میں روکاوٹیں۔	ص ۲۴۷
۳	۳/۱۱	۴۰۲/۴۰۹	کیا ہم ایمان رکھتے ہیں	ص ۴۰۸ و ۴۰۹
۴	۳/۱۱	۴۰۹/۴۱۱	حضرت مسیح موعود اور کرشن علیہ السلام	ص ۴۱۱
۵	۴/۲	۶۴/۷۷	مسلم پیغام کے تمام حملوں کا جواب	ص ۶۹
۶	۴/۳	۱۰۴/۱۱۱	آریہ سماج کی سخت زبانی	ص ۱۰۸
۷	۴/۱۰	۳۹۴/۴۰۴	ایک نیا معترض" (بجواب خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید)	تمام مضمون
۸	۴/۱۲	۴۶۳/۴۶۹	عصر جدید کا بیوجہ جوش اور سلسلہ احمدیہ کی اصلی غرض	تمام مضمون
۹	۵/۴	۱۲۳/۱۳۹	اسلام سپرچوئلزم اور مخفی سوسائٹیاں	ص ۱۳۱-۱۳۶
۱۰	۵/۴	۱۴۲/۱۵۴	سوالات پادری جے ڈانیل	تمام مضمون
۱۱	۵/۵	۱۶۳/۱۹۲	سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات اور عقائد	تمام مضمون
۱۲	۵/۶	۲۰۳/۲۱۵	عیسائی مذہب میں ریوائول یا نئی زندگی	ص ۲۱۴

نمبر شمار	جلد / نمبر	صفحات	عنوان مضمون	حوالہ حصہ متعلقہ
۱۳	۵/۶	۲۱۵/۲۴۲	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختصر حالات	ص ۲۳۰-۲۴۲
۱۴	۵/۷	۲۶۷/۲۷۷	الٰہی سلسلے اور ارتداد	تمام مضمون
۱۵	۵/۸	۳۱۲/۳۱۸	ایک مکذب کا استہزاء	″
۱۶	۵/۱۲	۴۲۷/۴۳۴	ایک نیا معترض (بجواب خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید)	″
۱۷	۶/۳	۸۱/۱۰۸	آخری زمانہ کا مصلح	″
۱۸	۶/۴	۱۳۷/۱۵۵	ڈوئی کی موت میں خدائی فیصلہ کا اظہار	ص ۱۳۹-۱۴۹
۱۹	۶/۵	۱۸۹/۱۹۳	مذہبی بے چینی	ص ۱۹۱
۲۰	۶/۷	۲۶۸/۲۷۴	شاندار مستقبل کی پیشگوئی	تمام مضمون

اس جگہ ان تمام مضامین کو درج کرنے کی گنجائش نہیں ہے ورنہ میں ان کی صرف نشاندہی کرنے کی بجائے ان کا کم از کم ایک معتدبہ حصہ نقل کر دیتا۔ تاہم چونکہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی پرانی جلدیں اب علی العموم صرف خاص خاص کتب خانوں میں مل سکتی ہیں۔ اور عام حالات میں ان کا دستیاب ہونا دقت اور مشکل سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے میں ان مضامین میں سے بعض بعض فقرے اس جگہ پر نقل کر دیتا ہوں۔ لیکن ریویو کی پرانی جلدوں سے اور خصوصاً ان مضامین سے اس بارہ میں پورا فائدہ اسی صورت میں اُٹھایا جا سکتا ہے کہ انہیں بالاستیعاب اور بہ تمام و کمال دیکھا جائے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ آپ کسی قدر تکلیف بھی برداشت کر کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی یا اردو کے کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے زمانہ کے تمام فائل لیکر دیکھ جائیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ تحقیق حق کی غرض اور نیت سے یہ تکلیف برداشت کرینگے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے آپ پر اس معاملہ کی اصلیت اور حقیقت کھول دیگا۔ وباللہ التوفیق۔

خلاصہ سابقہ تحریرات مولوی محمد علی صاحب متعلقہ مسئلہ نبوت

(۱) "ایک نیا معترض"

(بجواب خواجہ غلام الثقلین صاحب ایڈیٹر عصر جدید)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کی صداقت کو پرکھنے کے معیار میں خواجہ غلام الثقلین صاحب کی غلطی۔ حضورؑ کا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی معنی میں نبی ہونا۔ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے طریق اعتراضات کا اتحاد۔ انبیاءؑ کی تائید کے متعلق وعدہ الٰہی اور اس کے پورا ہونے کے متعلق سنت اللہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کے منکر جو محض نام کے مسلمان ہیں اپنے انکار میں کفار مکہ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ جو نصرت الٰہی حضورؑ کے شامل حال ہوئی اس کی نظیر انبیاءؑ کے سوا کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ مذہبؐ کی غرض کو پورا کرنے والا آج روئے زمین پر سلسلہ احمدیہ کے سوا اور کوئی مذہب نہیں ہے۔

مولوی محمد علی صاحب رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ اردو جلد ۴ نمبر ۱ میں لکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کی صداقت کو پرکھنے کے معیار میں خواجہ صاحب کی غلطی

(۱) "خواجہ غلام الثقلین نے ان اصول کے قائم کرنے میں جن کے رو سے وہ کسی مدعی نبوت کے سچ یا جھوٹ کو پرکھنا چاہتے ہیں بڑی بھاری غلطی کھائی ہے اور اس کی وجہ ان کی قرآن شریف اور اصول حقہ مذہب اسلام سے ناواقفیت ہے۔ جس طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہود اور عیسائیوں نے اپنی کتب کو چھوڑ کر مشرکین عرب کی طرح اعتراض کئے۔ بعینہٖ اسی طرح آج مسلمان قرآن کریم کی کھلی اور سیدھی

راہ کو چھوڑ کر یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اعتراض کر رہے ہیں۔ اور اس تشابہ قلوب کا ثبوت دے رہے ہیں۔ جس کا ذکر قرآن شریف نے سورۃ بقر میں کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرتؐ ایک ہی معنی میں نبی ہیں۔

(۲) چار اصول خواجہ غلام الثقلین نے اپنی طبیعت سے ایجاد کئے ہیں جن کے رو سے وہ حضرت مرزا صاحب کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ علمؐ و انصاف۔ کفایت شعاریؐ۔ چستیؐ و محنتؐ اور اتفاق قومیؐ۔ مگر میں خواجہ صاحب سے دو باتیں پوچھتا ہوں۔ اوّل یہ کہ آیا جس شخص میں یہ چاروں اوصاف پائے جاتے ہونگے وہ اس کو نبی ماننے کے لئے تیار ہوں گے۔ اور دوم یہ کہ آیا ایک متعصب آدمی جو ایک نبی کے خلاف رائے قائم کر چکا ہے۔ جیسے آپ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اور پیشتر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر چکے ہیں وہ ایسی مبہم باتوں میں ایک نبی کے خلاف اعتراض پر ہاتھ ڈال سکتا ہے یا نہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین اور دیگر انبیاءؑ کے مخالفین کا اعتراض کرنے کا طریق ایک ہی ہے

(۳) جہاں تک انبیاء علیہم السلام کی تاریخ دیکھی جاتی ہے۔ مخالفین کو اعتراضوں کے لئے ہر جگہ گنجایش ملتی رہی ہے۔ اور پھر باوجود کہ ان اعتراضوں کے جواب کئی دفعہ دئے جا چکے ہیں۔ مگر مخالفین کے منہ بند نہیں ہو گئے۔ کیا ہم محض خواجہ غلام الثقلین کی خاطر یہ مان لیں کہ آپ تو نیک نیت ہیں اور دوسرے معترضین بدنیت؟

زمرۂ انبیاءؑ کی تائید کے متعلق اور اس بارہ میں وعدہ الٰہی کے پورا ہونے کے متعلق سنت اللہ کا حضرت مسیح موعودؑ پر پورا ہونا

(۴) اللہ تعالےٰ کی اپنے ان خاص بندوں کے ساتھ جن پر وہ اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ اور جن کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور فرماتا ہے۔ یہ سنت قدیم ہے کہ وہ پہلے ایسے حالات میں جب چاروں طرف

سے ناکامی ہی ناکامی نظر آتی ہے۔ ان کو بذریعہ وحی مطلع فرماتا ہے کہ وہ آخر میں غالب اور منصور کئے جائیں گے۔ اس کی دو غرضیں ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو ہر قسم کے غموم وہموم کے اوقات میں جب لوگ ان کی باتوں کو رد کرتے ہیں اور ہر قسم کے مصائب اور تکالیف اور ایذاؤں کے زمانے میں جو مخالفین کی طرف سے ان کو پہنچائی جاتی ہیں۔ خدا کے زندہ اور طاقتور کلام سے تسلی ملتی رہے اور دوسرے یہ کہ انبیاء علیہم السلام کا ناکامیوں کے بعد آخر کامیاب ہونا دنیا کے لئے ایک نشان ٹھہرے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے منکر جو نام کے مسلمان ہیں اپنے انکار میں کفار مکہ سے بھی بڑھ گئے ہیں

(۵) "تعجب ہے کہ مکہ کے بُت پرستوں نے تو اس بات کو سمجھ لیا جب انہوں نے فتح مکہ کے بعد کہا کہ آج ہم آنحضرتؐ کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ وہ نصرت اور تائید کے تمام وعدے پورے ہوئے جو آپ کے ساتھ کئے گئے تھے۔ اور اُس وقت یہ سوال نہ کیا کہ فلاں فلاں اعتراض ابھی آپ کو دُور کرنے چاہیئے اور آج کل کے نام کے مسلمان اسبات کو نہیں سمجھ سکتے"

جو نصرت الٰہی حضرت مسیح موعودؑ کی ہوئی ہے اسکی نظیر انبیاء کے سواء اور کہیں نہیں مل سکتی،

(۶) "پچیس برس پہلے ان باتوں کی خبر دی گئی ہے اور پھر وہ سب بعینہٖ اسی طرح پوری ہوئیں۔ اگر ایسی منصوبہ بازی کی کوئی نظیر دنیا میں ہے۔ تو پیش کرو۔ مگر یاد رکھو۔ کہ اس کی نظیر سوائے زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کہیں نہیں ملتی۔ .... ایک قوم بھی اس ملک میں ایسی نہ رہی جس نے پورا زور مخالفت کا نہ لگایا ہو۔ اور ہر طرح کے منصوبے کئے گئے مگر خدا نے اپنے وعدے کے مطابق ایسی نصرت اور تائید اور حفاظت کی جس کی نظیر سوائے انبیاءؑ کے اور کہیں نہیں ملتی۔"

مذہب کی غرض کو پورا کرنے والا آج سلسلہ احمدیہ کے سوا اور کوئی مذہب نہیں ہے

(۷) "اگر مذہب کی غرض خدا کی ہستی پر یقین ہے تو خواجہ صاحب یاد رکھیں کہ اس غرض کو آج سلسلہ احمدیہ کے سوا روئے زمین پر اور کوئی پورا کرنے والا نہیں" (ایضاً ج ۴ نمبر ۱)

(۲) "عصر جدید کا بیوجہ جوش اور سلسلہ احمدیہ کی اصلی غرض"

(ایضاً بجواب خواجہ غلام الثقلین صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مدعی نبوت ہیں۔ اس لئے آپ کے دعویٰ کو قرآن کریم کے بیان کردہ معیار نبوت سے پرکھو۔ نبی کی نبوت کا قرآن کریم اور کتب سابقہ کی روسے یقینی معیار۔ قرآن کریم نے بار بار معیار نبوت اس لئے بیان کئے ہیں کہ کسی نبی کی شناخت میں مسلمان ٹھوکر نہ کھائیں۔ مذہب کی غرض کیا ہے۔ اس غرض کو آج صرف سلسلہ احمدیہ پورا کرتا ہے۔ نبی اپنی صداقت کے منوانے پر کیوں زور دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی اسی قدیم سنت اللہ کے مطابق نبی بن کر آئے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی اصلی غرض۔ ایک نبی کے کچھ عرصہ بعد دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت کیوں پیش آتی رہی ہے۔ ہر نئی تاریکی کے وقت از سر نو نبی بھیجنے کے متعلق قدیم سنت اللہ۔ بعثت انبیاء کا مقصد اور غرض۔ آئندہ کے لئے بھی سلسلہ بعثت انبیاء کے بقاء کی ضرورت۔ سلسلہ بعثت انبیاء کی ضرورت کا اثبات آفتاب کے روزانہ طلوع وغروب کی تمثیل سے۔ بعثت انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی لاتبدیل سنت۔ نبی کی تعریف۔ انبیاء کی عصمت۔ عصمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ اس وقت کوئی نبی نہ آتا۔ جیسا کہ گذشتہ

زمانوں میں انبیاء آتے رہے ہیں وہ آجکل[19] کے مسلمان کہلانے والے نہ صرف کسی نبی کی آمد کا دروازہ کھلا نہیں مانتے۔ بلکہ نفس مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ بھی بند قرار دے رہے ہیں۔ محض انبیاء کے ذریعہ سے ظاہر ہونے والے نشانات کا مشاہدہ کرانے والا اب صرف سلسلہ احمدیہ ہے۔ ان[21] نشانات کو اسی طریق پر پرکھو جس پر گزشتہ انبیاء کے نشانات کو پرکھا جاتا ہے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرو جیسے پہلے انبیاء سے انکے زمانہ کے کفار نے کئے تھے۔ یہ سلسلہ[22] انہی اصول کو زندہ کرتا ہے۔ جنہیں تمام انبیاء زندہ کرتے رہے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب ریویو اردو جلد ۴ نمبر ۱۲ میں لکھتے ہیں:۔

مسیح موعودؑ مدعی نبوت ہیں اس لئے آپ کے دعویٰ کو قرآن کریم کے قائم کردہ معیار نبوۃ سے پرکھو

(۱) "قرآن شریف نے جو امتیازی نشان سچے اور جھوٹے کے درمیان قائم کیا ہے۔ اس کے رو سے حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ کو پرکھو۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں۔ مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے۔ جس سے اس کا حق پر ہونا کھل جائے۔

قرآن کریم اور کتب سابقہ کی رو سے نبی کی "نبوت" کا یقینی ثبوت

(۲) عیسائیوں کے ہاتھوں میں توریت موجود ہے اور ہزاروں انبیاء کے نمونے ان کی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ مگر کبھی وہ اپنی بحث کو اس رخ پر نہیں لائیں گے کہ توریت نے وہ کونسا امتیازی نشان پیش کیا ہے اور ہزاروں انبیاء کی زندگی میں وہ کونسا امتیازی نشان پایا جاتا ہے جس سے نبی کی نبوت اور منجانب اللہ ہونے پر قطعی اور یقینی ثبوت ملتا ہے۔

قرآن کریم نے انبیاء کی صداقت کے یہ معیار بار بار اسلئے بیان کئے کہ تا مسلمان ٹھوکر نہ کھائیں

(۳) کوئی طالب حق ہوتا تو اس پر بڑی آسانی سے یہ بات کھل جاتی۔ کہ کیوں قرآن شریف نے ایک دو سورتوں میں نہیں بلکہ بار بار اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ کیونکر خدا نے اپنے نبیوں کو اس وقت جب کوئی ان کا مددگار اور معاون نہ تھا۔ اور چاروں طرف مخالف ہی مخالف تھے کامیابیوں کے وعدے دیئے اور آخر دشمنوں کی تمام کوششوں کو نامراد کرکے اپنی نصرت کے وعدوں کو پورا کیا۔ کیا یہ قصے عبث بیان کئے گئے ہیں یا محض کہانی کے طور پر؟ نہیں بلکہ یہ نصیحت اور عبرت کے لئے تھے تا مسلمان ٹھوکر نہ کھائیں کہ خدا تعالیٰ نے حق اور باطل میں کونسا امتیازی نشان قائم کیا ہے۔"

مذہب کی غرض اور آج صرف سلسلہ احمدیہ کا اسے پورا کرنا

(۴) "میں نے اسی اکتوبر کے رسالے میں یہ دعوے کیا تھا۔ کہ اگر مذہب کی غرض خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل اور زندہ ایمان پیدا کرنا ہے تو اس غرض کو آج روئے زمین پر سلسلہ احمدیہ کے سوا اور کوئی پورا کرنے والا نہیں۔"

ہر ایک نبی نے دو باتوں پر زور دیا ہے خدا تعالیٰ پر ایمان اور اپنی صداقت کو منوانا

(۵) یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے دو باتوں پر زور دیا ہے۔ اوّل یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں اور دوسرا یہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کریں۔ کیونکہ خدا پر زندہ ایمان بغیر نبی کو ماننے کے پیدا نہیں ہو سکتا۔"

(۶) "سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بعینہٖ اسی قدیم سنت الٰہی کے مطابق اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا ہے"

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بعینہٖ اسی سنت کے مطابق مبعوث کیا ہے

اس سلسلہ کی اصل غرض

(۷) "اس سلسلہ کی اصل غرض جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین تام اور زندہ ایمان پیدا کرنا ہے کیونکہ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے انسان اپنی زندگی کا اصل مقصد حاصل کر سکتا ہے۔ یعنی یہ کہ گناہ سے نجات حاصل کرکے اسی دنیا میں عالم آخرت کی لذات کا مشاہدہ کرے۔ اور یہ بھی میں کہہ چکا ہوں کہ اس مقصد کو پورا کرنے والا اس وقت سوائے اس سلسلہ کے کوئی نہیں"(۸) اس میں کوئی شک نہیں کہ محض نظارۂ قدرت سے خدا کی ہستی پر یقین کامل پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور اللہ تعالےٰ کے پے در پے نبی اور رسول بھیجنے سے یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبی کے ظہور کے کچھ مدت بعد وہ ایمان دلوں سے اٹھ جاتا تھا۔ اور اس لئے پھر دوسرا نبی اس ایمان کو از سرِ نو تازہ کرنے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ ایک انبیاء کے سلسلہ کو ماننے والے کے لئے اس سے زیادہ واضح ثبوت اس بات کا اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آئی ہے کہ جب کبھی دنیا کے لوگ خدا سے بالکل قطع تعلق کرکے دنیا پر جھک

ہمیشہ ایک نبی کے کچھ عرصہ بعد کسی دوسرے نبی کو بھیجنے کی ضرورت کیوں پیش آتی رہی ہے

پڑے اور ان کے دلوں سے اللہ تعالےٰ کی ہستی کا زندہ ایمان اور کامل یقین گم ہو گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے کسی نبی کی بعثت سے ہی اس کا علاج کیا اور یہ کبھی نہیں ہوا کہ ایسے وقت میں کوئی انسانی کوشش کبھی کارگر ہوئی ہو"(۹) اس سے ایک غور کرنے والی طبیعت سمجھ سکتی ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جس کا وجود نبی کی زندگی میں اور اس کے کچھ عرصہ بعد تک تو پایا جاتا ہے۔ مگر پھر وہ مفقود ہو جاتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ سے نئے نبی کے بھیجنے کی ضرورت پیش آتی رہی۔

بعثت انبیاء کا مقصد اور غرض

اس سوال کا جواب دینے کے لئے سب سے اول اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ وہ کونسے ذرائع ہیں جس سے نبی دنیا کی اصلاح کرتا ہے۔ اور کس طرح سے اس کے ساتھ ہو جانے والوں کے دلوں میں قوت ایمانی پیدا ہوتی ہے۔ سو اس بات کا جواب ہر ایک اہل مذہب کو یہی دینا پڑیگا کہ نبی کے ذریعہ سے وہ خارق عادت نشان ظاہر ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل پیدا کرتے ہیں۔ اور ان کے مشاہدہ سے اس کے پیرووں کے دلوں میں ایک نور پیدا ہوتا ہے اور ان کا ایمان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور عالم آخرت پر بصیرت کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے"(۱۰) مگر نبی کے زمانہ کے کچھ مدت بعد بہت سے وہ نشان جو اس کے زمانہ میں مشاہدہ کئے گئے تھے۔ قصہ او کہانی

سلسلہ بعثت انبیاء کے قائم رہنے کی ضرورت

کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ اور اس لئے پیچھے آنیوالے لوگوں کا ایمان بھی سوائے تھوڑوں کے بصیرت کے درجہ سے گر جاتا ہے۔ اور پھر ایمانی کمزوریاں پیدا ہو کر اعمال میں بھی فرق آجاتا ہے۔ کیونکہ محض قصے اور کہانیاں کبھی انسان کے دل میں یقینی ایمان پیدا نہیں کر سکتیں۔ بلکہ ایمان کا نور تبھی پورے طور پر ظہور کرتا ہے۔ جب خدا تعالٰے کے برکات و انوار کی تجلیاں پورے طور پر مشاہدہ کی جاویں۔ اور تبھی انسان کو سچا اور زندہ ایمان نصیب ہوتا ہے۔ اور ایک سچا اور پاک تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہو کر نفسانی جذبات دب جاتے ہیں۔ اور نفسانی ظلمتیں اور غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور انسان کے اندر ایک سچی تبدیلی ظہور میں آتی ہے۔

(۱۱) مثال کے طور پر نبی کے وجود کو آفتاب سے مشابہت دے سکتے ہیں۔

سلسلہ انبیاء کی ضرورت کا اثبات آفتاب کے سلسلۂ طلوع غروب کی تمثیل سے

کیونکہ جیسے ایک کا وجود دنیا میں نور پھیلاتا ہے۔ دوسرے کا وجود روحانی انوار اور برکات کا ذریعہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد محض گذشتہ آفتاب کے انوار کے قصے واقعی روشنی پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح نبی کے نشانات جب مشاہدہ کی حد سے گذر کر قصہ اور کہانی کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ تو ان قصوں اور کہانیوں سے نور ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ آفتاب نبوت ظہور کر کے دوبارہ اس کی تیز شعاعیں تمام تاریکیوں کو پاش پاش نہ کر دیں (۱۲)۔ یہ خدا کی سنت لاتبدیل ہے۔ یعنی ہمیشہ سے وہ ایمانی ضعفوں اور روحانی تاریکیوں

بعثت انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی لاتبدیل سُنّت اور نبی کی تعریف

کے وقت اسی طرح اصلاح کرتا رہا ہے کہ اپنی طرف سے ایک شخص کو دنیا کی ہدایت کے لئے مامور کر کے اس پر اپنی طاقت اور قدرت کی تجلیات کو ظاہر کرتا ہے اور تمام دنیا کو اس کے مقابلہ میں کھڑا کر کے اپنی نصرت اور تائیدات کو اس کے شامل حال کرتا ہے۔ اور دنیا کے لوگوں کی تمام کوششوں اور تمام منصوبوں کو خاک میں ملا کر دکھاتا ہے کہ ان تمام طاقتوں سے بالاتر وہ طاقت ہے جو اپنے ارادے سے اپنے منشاء کے مطابق کام کر رہی ہے اور جس کا تصرف اس عالم کے ہر ایک ذرہ پر ہے۔ (۱۳) اور اس کو وہ تمام غلاظتوں سے پاک رکھ کر اور پاک

انبیاء کی عصمت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہے

پا کر اس سے اپنا تعلق قائم کرتا ہے اور اپنی ہمکلامی سے اسے مشرف کرتا ہے اور طرح طرح کے خارق عادت امور اس کے لئے ظاہر فرماتا ہے۔ اور امور غیبیہ جن کا علم انسان کی طاقت سے بالکل باہر ہے۔ اس پر منکشف کرتا ہے (۱۴)۔ ایسے ہی ایک نفس زکیہ کی ضرورت اس زمانہ میں بھی تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں لوگوں کے نفسانی جذبات حد سے گذر گئے اور ایمان گویا بالکل ہی دنیا سے اُٹھ گیا۔ پس خدا نے

ایسے ہی ایک نفس زکیہ کی اس زمانہ میں ضرورت تھی

اپنی قدیم سنت کے مطابق ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً ایک شخص کو اسی طرح پر مامور فرمایا۔ جس کے ہاتھ پر اس نے ایسے ہی خارق عادت امور اور نشانات ظاہر فرمائے۔ جیسے وہ ہمیشہ انبیاء کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا رہا۔ پس جو شخص خدا کی سنتوں کو نگاہ میں رکھے گا۔ اور شوخی سے کام نہ لیگا۔ اس پر اس کی صداقت بھی بڑی آسانی سے کھل جاتی ہے (۱۵)۔ ساری دنیا میں اس وقت جس قدر مذاہب کا شور پڑا ہوا ہے۔ سب کا مدار قصے اور کہانیوں پر ہے۔ یعنی ایسے معجزات اور خارق عادت امور پر جن کا نشان

کسی گذشتہ زمانہ میں دیا جاتا ہے۔ حالانکہ کوئی وجہ نہیں بتائی جاتی کہ خدا نے اس وقت وہ اپنی سنت قدیمہ کیوں بدل دی اور کیوں اس سخت ایمانی کمزوریوں کے وقت میں کسی ایسے شخص کو مبعوث نہ فرمایا جیسے وہ ہمیشہ سے مبعوث فرماتا رہا تھا(۲۱)۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر

کوئی وجہ نہ تھی کہ اب نبی نہ آتا

اب نہ صرف سلسلہ نبوت کو بند بتایا جاتا ہے بلکہ مکالمہ الٰہیہ کا بھی انکار کیا جاتا ہے

تمام مذاہب اس بات سے بھی انکار کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ اب اس زمانے میں کسی بشر سے ہمکلام ہو۔ جیسا وہ پہلے ہوا کرتا تھا یا خارق عادت نشانات اور غیبیہ امور اس پر ظاہر کرے جیسا وہ پہلے کیا کرتا تھا۔ گویا نعوذ باللہ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ وہ لاتبدیل خدا بھی بدل گیا۔"

اب نشانوں کا مشاہدہ کرانیوالا محض سلسلہ احمدیہ ہے

(۷) "سلسلہ احمدیہ ہی اس وقت دنیا میں ایک سلسلہ ہے جو ان نشانات کو مشاہدہ کرانے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور مشاہدہ کراتا ہے۔ باقی تمام مذاہب کے پیرو نہ صرف ایسے نشان ہی دکھا نہیں سکتے بلکہ وہ اس بات سے بھی منکر ہیں کہ ان میں اب ایسی طاقت باقی ہے حالانکہ وہ اس بات کے مُقر ہیں کہ کسی وقت پہلے ایسی طاقت ان مذاہب میں موجود تھی۔

سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا ایک روشن ثبوت

(۸) باقی رہا یہ امر کہ اس دعوے میں کہاں تک یہ سلسلہ سچا ہے سو اس کو اسی طریق پر پرکھو جس طریق پر انبیاء سابقین کے نشانات کو پرکھتے ہو۔ اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرو جو پہلے انبیاء علیہم السلام سے کفار نے کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا سیدھا اور صاف طریق ہے۔ جس سے انسان بڑی آسانی سے ایک صاف صاف اور یقینی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ نہ لمبے جھگڑوں کی ضرورت ہے نہ فضول مباحثات کی۔ نہ استہزاء اور سب و شتم کی۔ پہلے انبیاء سے خدا کی کیا سنت رہی؟ اب بھی

وہ اسی سنت کے مطابق کام کر رہا ہے یا نہیں؟ انہیں دو باتوں کے حل ہو جانے سے سب باتیں کھل جاتی ہیں۔"

یہ سلسلہ انہی اصول کو زندہ کرتا ہے جنہیں تمام انبیاء زندہ کرتے رہے ہیں

(۹) "علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ کونسے اصول ہیں جن کو یہ سلسلہ زندہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ وہی اصول ہیں جن کو وقتاً فوقتاً تمام انبیاء زندہ کرتے رہے۔ یہ بات یونہی گذر جانے کے قابل نہیں۔ ہر ایک اہل مذہب بجائے خود غور کرے کہ کیا یہ بات حق نہیں کہ جو اصول مذہب اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کرتے ہیں یہ بعینہٖ وہی اصول ہیں جو تمام انبیاء سابقین پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ پس یہ کبھی ضائع نہیں ہو سکتے۔ بلکہ انہیں کا غلبہ دنیا میں ہو گا۔ اور ضرور ہو گا۔ کوئی مخالفت ان کی کامیابی میں مخل نہ ہو سکے گی۔" (ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۱۴ صفحہ ۱۲)

(۳۴) "ایک نیا معترض نمبر ۲"

(ایضاً بجواب خواجہ غلام الثقلین صاحب)

خواجہ صاحب کے پیشکردہ معیار ہائے صداقت۔ قرآن کریم کی رو سے صداقت انبیاء کی شناخت کا صحیح معیار۔ نصرتِ الٰہی جو سلسلہ انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ خواجہ صاحب ایک مدعی نبوت کے مقابل پر نکلے ہیں۔ خواجہ صاحب کے پیشکردہ اعتراضات۔ ان تمام اعتراضات کا ایک ہی جواب کہ ہماری بحث مدعی نبوت کے متعلق ہے۔ مگر ان مثالوں میں سے کوئی بھی سوائے حضرت عیسیٰؑ کے مدعی نبوت نہیں اور حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت ہیں۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے کوئی ان معنوں میں نبی نہیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں۔ سچا نبی بھی قتل ہو سکتا ہے۔ انبیاء کا خدا تا

مفوضہ کے مطابق فضیلت اور درجات میں اختلاف۔ قتل[9] سے حفاظت کا تعلق نفس نبوت سے نہیں بلکہ مفوضہ خدمت کی عظمت سے ہے حضرت[10] مسیح موعودؑ کے کام کی عظمت اور وعدہ حفاظت نفس[11] نبوت یا کام کی نوعیت کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ میں اور گذشتہ انبیاء میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق[12] صرف مفوضہ کام کے بڑا یا چھوٹا ہونے کا ہے اور اس طرح سے آپ کی فضیلت کا اثبات۔

مولوی محمد علی صاحب ریویو اردو ج ۵ ع۱۲ میں لکھتے ہیں۔

خواجہ غلام الثقلین کے پیش کردہ معیار صداقت

(۱) خواجہ غلام الثقلین صاحب نے چار اصول سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پرکھنے کے لئے قائم کئے تھے یعنی عدل وانصاف۔ کفایت شعاری۔ سعی ومحنت اور اتفاق قومی۔ مَیں نے ان کی اس بحث کی غلطی کو ظاہر کرکے دکھایا تھا۔ کہ یہ وہ اصول نہیں جو کلام ربانی میں حق اور باطل کے درمیان امتیازی نشانوں کے طور پر قائم کئے گئے ہوں۔ نہ ہی ان باتوں پر زور دے کر ہم کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں (۲) بلکہ امتیازی نشان سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں وہ ہے۔ جس کو قرآن کریم نے اس پختہ اور حتمی وعدہ کے رنگ میں بیان کیا ہے کہ

قرآن کریم کی رو سے مدعی نبوت کی صداقت کا صحیح معیار،

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا"

وہ نصرت الٰہی جو سلسلہ نبوت کے ساتھ مخصوص ہے،

(۳) "باقی رہا ان کا یہ سوال کہ سچا نبی قتل بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔ میری بحث تو یہ ہے کہ نصرت اور تائید اس طرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے۔ جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی۔ سو آپ اس کا جواب دیں۔ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان خواجہ صاحب نے نہیں بتایا"

خواجہ غلام الثقلین ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے ہیں

(۴) "آپ کا یہ خواہش کرنا کہ میں آپ سے استفادہ کا خواہش مند ہوں ایک بیہودہ خواہش ہے۔ اور اصول مناظرہ کے خلاف استفادہ کی خواہش تو آپ کو کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ آپ ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے تھے۔"

صداقت انبیاء کے معیار نصرت وتائید پر خواجہ غلام الثقلین کے چار اعتراض

(۵) چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا کے ان معنوں کی تردید میں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ پیش کی ہیں۔ جو انکے اپنے الفاظ میں نقل کی جاتی ہیں۔

پہلا اعتراض دنیا میں شیطان کی اطاعت کرنے والے زیادہ ہیں

خدا نے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو صرف عبادت واطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کر دیگا۔ الّا عبادك منهم المخلصين" مگر صرف تیرے خاص بندوں کو۔ خدا نے دوسری جگہ کہا ہے لقد صدق الابلیس ظنّہ۔ شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا۔ اب علماء فرقہ احمدیہ بتائیں۔ کہ کون قابل اطاعت اور لایق پرستش ہے؟ خدا یا ابلیس؟ اور اس دنیا میں کس کی اطاعت کرنے والے زیادہ ہیں؟

دوسرا اعتراض۔ بنی اسرائیل کے معصوم بچے فرعونیوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے

بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون ان کے بچوں کو قتل کر دیتی تھی۔ اور اس کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے وفی ذالك بلاء من ربكم عظيم۔ پس حکماء سلسلہ احمدیہ جواب دیں کہ طریقہ فرعون حق پر تھا۔ یا ملت ابراہیمی اور قتل ہونے والوں کی اس زندگی میں خدا نے کیا مدد کی؟

تیسرا اعتراض۔ مسیحؑ مصلوب ہوئے

مسیح مصلوب ہوئے اور یہود نے فتح حاصل کی۔ ان دونوں میں کون حق پر تھا اور کس کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے؟

چوتھا اعتراض۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے پانچ کس دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے

خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔

ان سب اعتراضوں کا ایک ہی جواب ہماری بحث مدعی نبوت کے متعلق ہے

(۶) بحث تو یہ تھی۔ کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتائیں کہ ان پیشکردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے؟ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے؟ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں

خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے کوئی بھی نبی نہیں تھا نہ ابوبکرؓ (صدیق) نہ عمرؓ (محدث) نہ علیؓ (بمنزلہ ہارون)

کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے؟ بحث میں تداخل سے کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے جو امر بحث کے لئے پیش ہے آپ اس کے خلاف یا تائید میں جو دلائل چاہیں پیش کریں۔ بے تعلق باتوں کو پیش کرنے سے سوائے اس کے کچھ فائدہ نہیں کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ نے میرے مضمون کا جواب لکھ دیا ہے اور ممکن ہے آپ خود بھی ان بے تعلق باتوں کو دلائل سمجھکر دھوکہ کھا رہے ہوں۔ میں ان باتوں کا جو آپ نے پیش کی ہیں۔ کوئی جواب بالفعل نہیں دینا چاہتا۔ سوائے اس کے کہ یہ بے تعلق باتیں ہیں"۔

انبیاء کا مدارج فضیلت اور مدارج خدمات مفوضہ میں تفاوت

(۸) بموجب آیت تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض جیسا کہ مدارج فضیلت میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ ایسا

ہی رسولوں کے کام بھی سب کے برابر نہیں ہوتے کسی کے سپرد بڑا کام ہوتا ہے کسی کے سپرد چھوٹا۔ مثلاً جو کام ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا وہ ایسا عظیم الشان کام تھا۔ کہ دوسرے کسی رسول کے سپرد نہیں ہوا پس اس کام کی عظمت کے لحاظ سے ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدیں اور نصرتیں بھی ایسی ہی عظیم الشان ہوتیں (۹) اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی وعدہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل پر لوگ قادر نہ ہو سکیں گے جیسا کہ فرمایا واللہ یعصمک من الناس

جتنا بڑا کام کسی نبی کے سپرد ہو گا اسی قدر اس کی نصرت اور تائید بھی زیادہ ہوگی

(۱۰) پس آنحضرت صلعم کی تائید اور نصرت کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ آپ کی حفاظت قتل سے کی جاتی۔ چنانچہ مخالفین باوجود بار بار کے منصوبوں اور سخت کوششوں کے اور ہر طرح کی قوت کے اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ آپ کو قتل کریں۔

آنحضرتؐ کے کام کی عظمت کی وجہ سے ہی آپ کو قتل سے محفوظ رہنے کا وعدہ دیا گیا تھا

(۱۱) ایسا ہی ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں یہ وعدہ فرمایا تھا۔ جو چوبیس سال سے شائع ہو چکا ہے۔ کہ آپ کے قتل پر کوئی شخص قادر نہ ہو سکے گا۔ پس یہ بھی ایک تائید اور نصرت الٰہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے شامل حال ہوئی۔ اور یہ اسی رنگ کی تائید اور نصرت ہے جو ابتداء سے انبیاء علیہم السلام کے شامل حال ہوتی رہی (۱۲) مگر جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ بعض انبیاء کے سپرد چھوٹے کام ہوئے ہیں اور بعض کے سپرد بڑے اگرچہ بلحاظ کیفیت وہ سب ایک سے ہی ہوتے ہیں۔ سو اگرچہ قتل

مسیح موعودؑ کا کام بھی آنحضرتؐ کی طرح گذشتہ تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے اسلئے آپکو بھی قتل سے محفوظ رہنے کا وعدہ دیا گیا

گو نفس نبوت اور کام کی نوعیت کی رو سے آپ میں اور پہلے انبیاء میں کوئی فرق نہیں مگر آپکا کام ان سے بہت بڑا ہے

انبیاء کے مضمون کو سچے اور جھوٹے مدعی نبوت کے درمیان امتیازی نشان سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج بھی نہیں کہ ایک نبی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے کوئی چھوٹا کام سپرد کیا ہے۔ اس کام کو کرنے کے بعد قتل کیا جائے اور شہادت کا مرتبہ پاوے۔ محض قتل سے ناکامی لازم نہیں آتی۔" (ریویو جلد ۵ صفحہ ۶۳)

(۴) سوالات پادری جے ڈانیل

عصمت انبیاء و مسیح موعودؑ

جو اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کئے گئے ہیں وہی ہیں جو گذشتہ انبیاءؑ پر بھی کئے گئے تھے۔ مجنون ہمیشہ انبیاء کو کہا جاتا رہا ہے۔ کوئی خبیث بیماری حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایسی بیماریوں سے انبیاء کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ مسیح موعودؑ معصوم ہیں کیونکہ

مولوی محمد علی صاحب ریویو اردو نمبر ۱ جلد ۵ میں لکھتے ہیں:۔

(۱) "جس قسم کے اعتراض ڈانیل صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے ہیں اس قسم کی نکتہ چینیوں سے کوئی نبی خالی نہیں رہا حتیٰ کہ حضرت مسیح کی زندگی میں یہ اعتراض سب سے بڑھ کر پائے جاتے ہیں۔۔۔۔ ڈانیل صاحب کے سوالات حسب ذیل ہیں:۔ (سوال) کیا آپ کو کبھی کوئی دماغی مرض ہوا۔

تمام انبیاء کو مجنون کہا گیا ہے

(۲) جواب۔ ڈانیل صاحب کو اس قسم کا لغو اعتراض کر کے خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تمام مخالفین انبیاءؑ علیہم السلام ہمیشہ انبیاء کو دیوانہ کہتے چلے آئے ہیں۔ اوروں کو چھوڑ کر آپ حضرت مسیح کی نسبت ہی دیکھیں کہ دشمن تو دشمن دوست بھی انکو دیوانہ سمجھتے تھے (۳) ہاں خدا تعالیٰ

خبیث امراض مسیح موعودؑ کو نہیں ہو سکتیں کیونکہ انبیاء کو ان سے محفوظ رکھا جاتا ہے

کا یہ وعدہ ہے کہ ایسی خبیث امراض سے (جیسے جنون اور جذام وغیرہ) وہ اپنے انبیاء کو ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ معمولی امراض ان کو ہوتی ہیں مگر وہ محل اعتراض نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو بشر ہی کہتے ہیں۔" الغرض کسی معمولی بیماری جیسے سر درد یا سر کو چکر آنا وغیرہ یہ کوئی ایسے امراض نہیں جن کی بناء پر کسی نبی کی نبوت باطل ہو سکے۔"

عصمت مسیح موعودؑ - انبیاء معصوم ہوتے ہیں

(سوال) کیا آپ نے قولاً یا فعلاً گناہ کئے یا کرتے ہیں۔

(۴) (جواب) "اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو شیطان کے تسلط سے محفوظ رکھتا ہے اور وہ کبھی عمداً خدا کی نافرمانی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ گناہ حقیقت میں کیا چیز ہے؟ یہ صرف خدا سے دور ہو جانے کا نام ہے۔ مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ایسا ہوتا ہے کہ وہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتا اور نہ وہ کبھی اس کی جناب سے دور ہی کئے جاتے ہیں۔ اس لئے وہ گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔ گناہ پیدا ہوتا ہے۔ ایمان کے نقص اور کمزوری سے۔ مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کا ایمان اس وجہ سے کہ وہ خدا کے تازہ بتازہ نشان مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اس کے کلام سے مشرف ہوتے ہیں۔ ایسے نقصوں سے خالی ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کا یقین ان کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔" (ریویو ج ۵ بابت ماہ اپریل صفحہ ۱۵۲)

(۵) اِسلام۔ سپریچوئلزم۔ اور مخفی سوسائٹیاں

شہرت پسندی سے انبیاء کی دوری اور حضرت مسیح موعودؑ۔ نبی کی حالت نزول وحی کو چشم دید طور پر سلسلہ احمدیہ کے لوگ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ یہ حالت نیند کی قسم سے نہیں ہوتی۔

مولوی محمد علی صاحب ریویو اردو نمبر ۱ جلد ۵ میں لکھتے ہیں:۔

شہرت پسندی سے انبیاء کی دُوری اور حضرت مسیح موعودؑ

(۱) "انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ تا ناپاک لوگوں کو اس اعتراض کا موقع نہ ملے کہ وہ ایک جاہ طلب اور شہرت پسند انسان ہے جس نے یہی ایک ذریعہ شہرت حاصل کرنے کا سوچ لیا ہے ان کے لئے اپنے گوشۂ خلوت سے باہر نکلنا سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے اور اس کی فرمانبرداری میں وہ اپنی تمام خواہشات کو چھوڑ

کراسی کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ جیساکہ متواتر روایات سے معلوم ہوتا ہے اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور اور نبی کرکے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں بلکہ ایک عرصہ دراز تک جب تک اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے بیعت توبہ لیں آپ کو کسی سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اور سالہا سال تک گوشۂ خلوت سے باہر نہیں نکلے۔ یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے۔"

نبی کی حالت وحی اب سلسلہ احمدیہ کے لوگ ہی یہ صحیح طور پر بیان کرسکتے ہیں	(۲) "اس میں کچھ شک نہیں کہ سپریچولسٹ تکلف سے اپنے اندر وہ ربودگی کی حالت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو نبی پر نزول وحی کے وقت منجانب اللہ

طاری ہوجاتی ہے۔ خدا کے فضلوں میں سے جو اس سلسلہ میں شامل ہونے سے ہم لوگوں کو حاصل ہوئے ہیں۔ یہ ایک بڑا فضل ہے کہ آج ایسے امور کے لکھنے کے لئے ہمیں اٹکلوں سے کام نہیں لینا پڑتا۔ بلکہ ان حالات کو ہم بچشم خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں مشاہدہ کررہے ہیں۔ کوئی شخص جو اس سلسلہ میں شامل نہیں۔ وہ دعویٰ سے اس مضمون پر قلم نہیں اٹھا سکتا کیونکہ وہ خود اس بات سے بے خبر ہے کہ نزول وحی کس طرح ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ نزول وحی کے وقت عموماً انبیاء پر ایک حالت ربودگی طاری ہوجاتی ہے۔ اگرچہ بعض وقت عین بیداری میں بھی نزول وحی یا مکاشفہ ہوجاتا ہے۔ اس ربودگی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ چونکہ خدائے تعالیٰ کا کلام پاک دوسرے عالم سے آتا ہے اس لئے جب تک اس طرف سے انقطاع کُلّی کرکے دوسرے عالم میں انسان اپنے آپ کو نہ پائے اس وقت تک وہ دوسرے عالم کی حالت کو مشاہدہ بھی نہیں کرسکتا۔ مگر یہ ربودگی کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ وہ معمولی اسباب میں سے کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی بلکہ یکایک ہی یہ حالت [illegible]

(۶) "سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات اور عقائد"

اسلام میں سلسلہ احمدیہ کی وہی حیثیت ہے جو یہودی مذہب میں عیسوی سلسلہ کی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی ابتداء۔ آپ کا طریق شروع سے ہی انبیاء کا طریق تھا۔ آپؑ کی مخالفت کا ایک طوفان عظیم برپا ہونے سے وہ سنت اللہ پوری ہوئی جو ہمیشہ سے انبیاء کیلئے چلی آتی ہے۔ آپؑ مدعی رسالت ہیں اور آپ کا دعویٰ دعویٰ رسالت ہے۔ اِس سلسلہ کی تائید انبیاء کے سلسلوں کی طرح ہورہی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد۔ جس طرح پہلے زمانوں میں انبیاء کی ضرورت ہوتی تھی اور انبیاء آتے تھے اسی طرح اب بھی نبی کی ضرورت ہے۔ اِس آخری زمانہ میں گذشتہ انبیاء کے زمانوں کی طرح نشانات دکھلائے گئے ہیں۔ مسیح موعودؑ کے آنے کی غرض قرآن کریم کی رو سے سلسلہ احمدیہ کے امتیازی عقائد۔ عقیدہ اول سلسلہ وحی و الہام بند نہیں۔ عقیدہ دوم اسلام میں جبر نہیں۔ عقیدہ سوم خاتم النبیین کے سچے معنے۔ اور یہ کہ امت محمدیہ پر نبوت کا دروازہ بند نہیں۔ ہاں شریعت کوئی نئی نہیں آسکتی۔

اسلام میں سلسلہ احمدیہ کی وہی حیثیت ہے جو یہودی مذہب میں عیسوی سلسلہ کی تھی	مولوی محمد علی صاحب ریویو ج ۵ ۵ء میں لکھتے ہیں:- (۱) "سلسلہ احمدیہ اسلام میں اس تحریک کے بالمقابل واقع ہے جو یہودی مذہب میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ شروع

ہوئی۔ جس سے مراد وہ عیسائی مذہب نہیں جو آجکل حضرت عیسےٰؑ کے نام پر چل رہا ہے بلکہ وہ تعلیم ہے جس کو قرآن کریم حضرت عیسےٰؑ کی سچی تعلیم بیان فرماتا ہے سلسلہ عیسویہ کا خاص نشان جو اس کو یہودیوں کے باقی تمام فرقوں سے (جن کی تعداد بہت بڑی تھی) ممتاز کرتا تھا۔ یہ تھا کہ اس سلسلہ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یہودیوں کا مسیح موعود تسلیم کرلیا تھا۔ اور بنی اسرائیل میں

جس قدر پیشگوئیاں اور امیدیں مسیح کے نام سے وابستہ چلی آتی تھیں اُن سب کا حضرت عیسٰیؑ کے ظہور سے پورا ہونا مان لیا تھا۔ اسی طرح یہ سلسلہ احمدیہ کا امتیازی نشان جو اس کو مسلمانوں کے دوسرے تمام فرقوں سے ممتاز کرتا ہے یہ ہے کہ یہ سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ کو مسیح موعودؑ اور مہدی معہود تسلیم کرتا ہے اور جس قدر پیشگوئیاں اسلام کی آئندہ کامیابیوں اور غلبہ کے متعلق مسیح اور مہدی کے نام سے وابستہ ہیں۔ ان سب کا آپ کے ظہور سے پورا ہونا مانتا ہے۔"

آپ کا طریق شروع سے ہی انبیاء کا سا تھا

(۲)"آپ کا طریق شروع سے ہی انبیاء علیہم السلام کا تھا۔ اور کوئی امر جس کیلئے آپ خدا کی طرف سے حکم نہ پاتے تھے۔ خود بخود آپ نہ کرتے تھے..... ۱۸۹۱ء میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے تصریح پاکر یہ اعلان کیا کہ مسیح بنی اسرائیلی فوت ہو چکے ہیں اور جس مسیح کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ میں ہی ہوں۔

اس دعویٰ پر مخالفت کا وہ شور اُٹھا جس کا بیان کرنا مشکل ہے حالانکہ یہی دعویٰ دوسرے رنگ میں براہین احمدیہ میں

آپکی مخالفت کا ایک طوفان عظیم برپا ہو کر وہ سنت اللہ پوری ہوئی جو ہمیشہ سے انبیاء کے لئے چلی آئی ہے

(۳)"اس دعویٰ پر مخالفت کا وہ شور اُٹھا جس کا بیان کرنا مشکل ہے حالانکہ یہی دعویٰ دوسرے رنگ میں براہین احمدیہ میں پیش ہو چکا تھا جس میں ایسے الہامات موجود تھے جن میں آپ کو عیسیٰ کے نام سے خطاب کیا گیا تھا..... اور اس طرح پر اس سنت اللہ کو پورا کیا جو ہمیشہ سے انبیاء کے لئے چلی آئی ہے۔..... بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے نیست و نابود کرنے کے لئے اُسی قسم کی مخالفت کی گئی جیسی ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت ہوتی رہی ہے مگر یہ مخالفت سلسلہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکی۔"

حضرت مسیح موعودؑ مدعی رسالت ہیں اور آپ کا دعویٰ دعوئے رسالت ہے

(۴)"کیا جائے تعجب نہیں کہ ایک شخص جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کر رہا ہو اور تمام عقائد باطلہ کی تردید کر رہا ہو۔ اس پر تو فتووں کا اس قدر جوش و خروش ہو کر

کھانا پینا اور سونا بھی حرام کر دیا جائے۔ اور جب ایک دوسرا شخص عیسائی مذہب کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو اور بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ تو اس کی مخالفت کے لئے ایک سطر بھی نہ لکھی جائے۔ پھر جس کی مخالفت کی گئی تھی وہی کامیاب ہو اور دوسرا ہلاک ہو۔ اگر واقعی محض دعویٰ رسالت ہی مخالفت کا باعث ہوتا۔ تو کیا وجہ تھی کہ چراغ دین کی مخالفت نہ ہوئی؟ حالانکہ ابھی مولوی محمد حسین صاحب زندہ ہی ہیں۔ پس اصل راز مخالفت کا صرف یہی ہے کہ جو آسمان سے آتا ہے اسکی مخالفت ہی سخت ہوتی ہے۔ اور اسی کے نیست و نابود کرنے پر کمریں باندھی جاتی ہیں۔..... مگر سنت انبیاء کے مطابق خدا کا ہاتھ اس کی تائید اور نصرت میں ہے۔"

اس سلسلہ کی تائید انبیاء کی تائید کی طرح ہو رہی ہے

(۵)"انبیاء کے دعویٰ کے لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ آسمان سے انکی تائید میں طرح طرح کے نشان ظاہر فرماتا رہا ہے۔ ایسے ہی نشانات جو قطعی ثبوت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں سلسلہ احمدیہ کے لئے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں"

سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد

(۶)"سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد اور اس مشن کی اصل غرض دنیا میں یہ ہے کہ خدا تعالےٰ پر ایمان کو از سر نو زندہ اور تازہ کر کے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلا وے اور گناہ سے نجات پانے کی راہ بتاوے۔ اِس سلسلہ کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اسی میں شامل ہو کر انسان ان راہوں کو پا سکتا ہے اور اس دعویٰ کی تشریح یوں کی جاتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان صرف منہ کی ایک بات ہے۔ جب تک کہ دل اُس صداقت کے تیقن سے بھرا ہوا نہ ہو۔ جس کا اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کی ہستی پر قدرت کے ملاحظہ سے بھی دلائل پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ دلائل صرف اس منطقی نتیجہ تک انسان کو پہنچا سکتے ہیں۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ مگر اس خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی۔ یہ ایک بالکل الگ امر ہے۔

جس طرح پہلے انبیاء آتے رہے اسی طرح اب بھی نبی کی ہی ضرورت ہے

(۷) اور اس کا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس سے انکی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں اور ان سے دلوں کے اندر وہ زندہ اور قوی ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ جو گناہ سوز ایمان کہلا سکے یہی وجہ ہے کہ اخلاقی حالتیں اس درجہ تک گر گئی ہیں اور روحانیت سے لوگ بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس وقت میں خدائے تعالےٰ نے اپنا ایک مرسل بھیجا اور وہ وہی مرسل ہے جس کا اخیر زمانہ میں آنے کا ابتداء سے وعدہ دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ جس نے وعدہ دیا تھا۔ وہ اس بات کو جانتا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں ایک مرسل کی ضرورت ہوگی۔

اس آخری زمانہ میں پہلے انبیاء کے وقتوں کی طرح ایک مامور کے ذریعہ نشانات کا ظہور

(۸) پس اسی وعدہ اور ضرورت کے مطابق ایمان اور مذہب کو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مامور کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ اسکی ہستی کا یقین وہ دلوں میں پیدا کرے اور انکو خدا کی قدرتوں کے وہ نمونے دکھائے جو ان سے پہلے انبیاء کے وقتوں میں لوگوں نے دیکھے۔ کیونکہ جب تک ایسا زندہ ایمان دل میں پیدا نہ ہو گناہ کی غلامی سے انسان نجات نہیں پا سکتا۔ یقین کے بغیر انسان گناہ سے نجات نہیں پا سکتا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کی تازہ بتازہ تجلیات کے مشاہدہ کے بغیر یقین کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اور تازہ نشان خدا کی قدرت کے بغیر وساطت مامور من اللہ اور نبی کے ظاہر نہیں ہو سکتے۔

ایسا ہی ایک مرسل (جس کے ذریعہ سے دلوں میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے) بانی سلسلہ احمدیہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں وہ حسب استعداد بتدریج طہارت اور پاکیزگی اور تعلق باللہ میں ترقی کرتے ہیں۔ ان معنوں میں یہ سلسلہ ہی ایک سلسلہ ہے۔ جو دنیا میں مذہب کو زندہ کرنے والا ہے۔"

مسیح موعودؑ کے آنیکی غرض قرآن کریم کی رو سے

(۹) "سلسلہ احمدیہ اس غرض کو پورا کرنا چاہتا ہے جو قرآن شریف میں مسیح موعودؑ کے آنے کی اصل غرض بتائی گئی ہے۔ یعنی دین اسلام کو کل دینوں پر غالب کرنا......

اسی غلبہ اسلام کے متعلق جس کو مسیح کی آمد کی غرض ٹھہرایا گیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اس آیت کے متعلق یہ مانا گیا ہے کہ یہ غلبہ مسیح موعودؑ کے وقت میں ہوگا۔ چنانچہ جو جوش سلسلہ احمدیہ میں اشاعت دین اسلام کے لئے ہے اسکی نظیر دوسرے مسلمانوں میں کہیں نہیں ملتی۔"

سلسلہ احمدیہ کے عقائد

(۱۰) "بہت سے عقائد مسلمانوں نے غلطی سے اسلام میں داخل کر دیئے ہیں۔ جو اصل تعلیم اسلام کے خلاف ہیں۔ سلسلہ احمدیہ ایسے تمام عقائد کو رد کرتا ہے۔ بڑے بڑے امور جن میں اس سلسلہ کا اختلاف دیگر مسلمانوں سے ہے حسب ذیل ہیں۔

پہلا امتیازی عقیدہ وحی و الہام کا دروازہ سچے مسلمانوں پر کھلا ہے

(۱۱) اول۔ سب سے بڑا اور اہم اختلاف سلسلہ احمدیہ کا دوسرے اسلامی فرقوں سے یہ ہے کہ اس سلسلہ کے نزدیک اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کے بالفاظ دیگر یہ معنے ہیں کہ اسلام میں وحی اور کشف کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور ایک سچا مسلمان ان نشانوں کو مشاہدہ کرتا ہے۔ جو خدا کی ہستی پر ایک خارق عادت یقین اس کے اندر پیدا کرتے ہیں۔ موجودہ اسلامی عقیدہ جس پر اکثر مسلمان اس زمانہ میں قائم

ہو گئے ہیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی الٰہی ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئی ہے۔ اسی کے قریب قریب دوسرے مذاہب کا خیال بھی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے نزدیک اس کی آسمانی کتاب کے الہام الٰہی پر مُہر لگ گئی ہے اور اس کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے...... قرآن شریف کی متعدد آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وحی الٰہی منقطع نہیں ہوئی اور اس انعام کا دروازہ اگرچہ دوسری امتوں پر بند ہو چکا ہے مگر سچے مسلمانوں پر اسکا دروازہ کبھی بند نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا...... حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ایک اسی حدیث کو لے لو جو ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنے کا وعدہ دیتی ہے۔ کیونکہ جو شخص تجدید دین کے لئے مامور ہوگا۔ وہ بغیر مکالمہ الٰہی کے مامور نہیں ہو سکتا۔"

دوسرا امتیازی عقیدہ

(۱۲) "دوئم۔ سلسلہ احمدیہ اس بات کا انکار کرتا ہے کہ دین اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا جائے۔"

تیسرا امتیازی عقیدہ خاتم النبیین کے سچے معنے،

(۱۳) "سوئم۔ یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا۔ جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدائے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے۔ مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپؐ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں۔ مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسٰے علیہ السلام جو آپؐ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئیں گے۔ جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے۔ ایسا ہی یہ سلسلہ اس امت کو خیر الامم کہتا ہے۔ اور اس لئے اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ اس کے مصلح اسی میں سے پیدا نہ ہوں بلکہ باہر سے آئیں۔ کیونکہ جب اشرار

اس امت میں رہیں۔ تو پھر اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت اس امت کے لئے ہو سکتی ہے کہ اخیار اس میں سے پیدا نہ ہوں۔ بلکہ وہ باہر سے آئیں۔ (۱۴) آنحضرت کی ختم نبوت آپ کے کسی بُروز* کو آنے سے نہیں روکتی۔ البتہ آپ کے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آ سکتی۔" (ریویو اردو جلد ۵ نمبر ۵)

(۷) "عیسائی مذہب میں ریوائول یا نئی زندگی"

انبیاءؑ کی تجدید کی حقیقت۔ حضرت مسیح موعودؑ غیر نبی مجدد نہیں بلکہ نبی مجدد ہیں آخری زمانہ کے لئے نبی مجدد کا ہی وعدہ دیا گیا تھا۔ آپکے ہاتھ سے اسی طرح آہستہ آہستہ تجدید و اصلاح ہو رہی ہے۔ جس طرح تمام انبیاء کے اوقات میں ہوتی رہی۔ مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۵ نمبر ۶ میں لکھتے ہیں۔

انبیاء کی تجدید۔ حضرت مسیح موعودؑ غیر نبی مجددین میں سے نہیں بلکہ انبیاء مجددین میں سے ہیں،

"تجدید کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم سے اس کے متعلق کیا چلی آئی ہے؟ انبیاء کی تاریخ کو پڑھ کر صاف پتہ لگتا ہے کہ تجدید اس طرح سے ہوتی ہے اور یہی سنت خدائے تعالےٰ کی قدیم سے چلی آئی ہے کہ جب کبھی وہ زمین کو شرک اور فساد سے پُر دیکھتا ہے۔ اور گناہوں کا سیلاب دنیا پر پھر جاتا ہے اور دنیا کے لوگ بکلی مردار دنیا پر گر جاتے ہیں۔ اور بے باکی اور شوخی سے ارتکاب معاصی کرتے ہیں۔

* "حضرت مسیح علیہ السلام مقدس تاریخ میں پہلے بزرگ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے مسئلہ بروز کی حقیقت اور الہامی اصطلاح میں نزول ثانی کے فلسفہ کو منکشف فرمایا۔" اور اپنے صدق کی دلیل یہ ٹھہرائی کہ ایک شخص کے نزول ثانی سے مراد یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس کی روحانیت اور قوت قدسی پا کر مبعوث کیا جائیگا" (ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۲)

تو اللہ تعالیٰ اپنے ایک خاص بندے کو چن لیتا ہے۔ اور اس کو ہر طرح کی آلائشوں سے پاک رکھ کر دنیا کی اصلاح کے لئے مامور فرماتا ہے اور اپنے کلام سے اس کو مشرف کرتا ہے اور اپنے چمکتے ہوئے نشان اس کو دیتا ہے تا وہ لوگوں کو راہ ہدایت پر لاوے۔ پس ایسا انسان خدائے تعالےٰ کے تازہ بتازہ نشان لوگوں کو دکھاتا ہے اور اس طرح پر ان کے دلوں میں خدائے تعالیٰ کی ہستی اور اس کے تصرف تام اور اس کے علم اور طاقت کے متعلق ایک زندہ یقین پیدا کرتا ہے جس کا نام ایمان ہے۔ یہی وہ نعمت ہے جس کو پا کر انسان ہر ایک قسم کے معاصی سے بچ سکتا ہے۔ اور یہی وہ دولت ہے جس کے کھوئے جانے سے انسان اللہ تعالےٰ سے الگ ہو کر شیطان کے تسلط میں آجاتا ہے۔ پس جب تک دلوں میں یہ زندہ ایمان پیدا نہ ہو اس وقت تک ارتکاب معاصی سے نفرت اور بیزاری بھی پیدا نہیں ہوتی۔ یہی تجدید دین و ایمان ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ایمان دلوں سے سلب ہو چکا ہوتا ہے اور خواہ زبان پر خدا کا نام ہو بھی تو بھی دلوں میں نہ اس کی ہستی کا یقین تام ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی عظمت اور جلال کا نشان ہوتا ہے۔ جو شخص تاریخ انبیاء پر نظر غائر ڈالے گا۔ وہ دیکھ لیگا کہ ہمیشہ سے یونہی تجدید دین ہوتی چلی آئی ہے اور یہ کام ہمیشہ سے انبیاء کرتے چلے آئے ہیں۔ انسانوں کو حقیقی نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر چلانا یہ فخر اسی قوم کو حاصل رہا ہے۔

آخری زمانہ کیلئے ایک نبی مجدد کا وعدہ اور اس کا پورا ہونا

اس اخیر زمانہ کے لئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو اخیر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرے گا۔ اور اس کا نام مسیح موعودؑ ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ کہ عین اس وقت میں جب سب قومیں چلا اٹھیں کہ موعود مصلح کے آنے کے سب نشان پورے ہو چکے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے

اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو مامور فرمایا۔ کہ وہ گم شدہ ایمان کو خدائے تعالیٰ کے تازہ نشان مشاہدہ کرا کر دوبارہ دلوں میں قائم کرے۔ یہ مصلح سنت الٰہی کے مطابق اس تجدید اور اصلاح کے کام میں مشغول ہے اور یہ اصلاح اور تجدید جو اس کے ذریعہ سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ اپنا کام کر رہی ہے۔ جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام کیوقت میں ہوا کہ آہستہ آہستہ لوگوں پر ان کا اثر پڑتا گیا۔" (ریویو جلد ۵ نمبر ۶)

(۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختصر حالات

حضرت[۱] مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں۔[۲] انبیاء کی پاک زندگی۔ آپ[۳] کی پاک زندگی۔ سنت[۴] انبیاء کے ماتحت آپ کے سفر۔ دیگر[۵] انبیاء کی دعوت کے مطابق آپ کی دعوت عامہ۔ آنحضرت[۶] کی امت کے لئے باب نبوت مسدود نہیں ہے۔ مسیح[۷] ناصری کے اب نہ آسکنے کی وجہ یہ نہیں کہ وہ نبی ہیں بلکہ اس کی یہ وجہ ہے کہ وہ امتی نہیں۔ آنحضرت[۸] کو دیگر انبیاء پر سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ کی امت کے سواء باقی سب قوموں

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۷۶ میں لکھتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں

(۱) "دعویٰ مسیحیت حضرت مرزا صاحب کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ یعنی حصہ (۱) قبل دعویٰ مسیحیت جو وعدوں کا زمانہ ہے۔ اور حصہ (۲) بعد دعویٰ مسیحیت جو ان وعدوں کے پورا ہونے کا زمانہ ہے۔ ایسے ہی دو حصے زندگی کے ہجرت کے اول اور بعد ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور تاریخی طور پر یہ دو ہی انسان ہیں۔ جن کی زندگی کے ایک حصہ میں عظیم الشان وعدوں کا کیا جانا اور ان کا شائع ہونا ایسے وعدے جو انسانی فہم اور قیاس سے برتر اور غیب کی نہایت باریک خبروں پر مشتمل ہیں اور زندگی کے دوسرے حصہ میں

ان تمام وعدوں کا نہایت صفائی سے پورا ہونا ثابت شدہ امور ہیں۔ اور اگرچہ دوسرے نبیوں کی زندگی میں بھی ضرور ایسا ہُوا ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی اپنے انبیاء کے ساتھ یہ سنت معلوم ہوتی ہے۔ مگر تاریخی ثبوت ان باتوں کا ہمارے پاس کوئی نہیں۔"

انبیاء کی پاک زندگی

(۲) "دعوےٰ کے ماقبل اور مابعد کی زندگی کے مقابلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے جس سے دعوےٰ کی اصلیت پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں ہم یہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ نبی کو اس کے دعوےٰ کے وقت تک ایک بڑا راستباز اور برگزیدہ انسان عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور کوئی شخص نہیں ہوتا۔ کہ اس پر کچھ بھی عیب لگا سکے۔ لیکن دعوےٰ کے بعد اس قدر الزام نبی پر لگائے جاتے ہیں۔ کہ انکی کوئی حد نہیں رہتی۔ چونکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی تاریخی زندگی ہے اس لئے مثال کے طور پر میں اسی کو پیش کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥ (سورہ یونس ع ۲)

حضرت مسیح موعودؑ کی پاک زندگی

(۳) "پس جس طرح قرآن شریف نے کفار کو ملزم کیا۔ اسی طرح آج وہ لوگ بھی ملزم ٹھہرتے ہیں۔ جو جانتے ہیں۔ اور اگر جانتے نہیں۔ تو تحقیق کر سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی قبل از دعوےٰ مسیحیت ایک بالکل بے لوث اور اعلےٰ درجہ کی راستبازی کی زندگی تھی۔ اور عجیب تر یہ کہ آپ کے الہامات میں بعینہٖ وہی عبارت پائی جاتی ہے۔ جو وحی قرآنی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ کے الہام کے یہ لفظ ہیں۔ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥ اب کوئی شخص خدارا غور کرے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی قبل از دعوےٰ مسیحیت بعینہٖ اسی قسم کی بے لوث زندگی ہے یا نہیں۔ جیسے انبیاء کی ہوتی ہے۔"

حضرت مسیح موعودؑ کو سفر کرنے پڑتے انبیاءؑ کے سفر

(۴) "یہ سنت اللہ بھی تمام انبیاء کے حالات میں نظر آتی ہے کہ انہیں کچھ نہ کچھ سفر بھی کرنا پڑتا ہے۔" (حضورؑ کے بعض سفروں کا ذکر)

انبیاء کی دعوت عامہ حضرت مسیح موعودؑ کا بادشاہوں کو دعوت دینا

(۵) "حضرت مرزا صاحب کی دعوت انبیاء علیہم السلام کی طرح دعوت عامہ ہے اور انبیاء کے طریق پر ہی آپ نے بعض بادشاہوں کو خاص طور پر بھی دعوت کی تھی۔ منجملہ انکے امیر عبدالرحمٰن خان سابق والئے افغانستان ہے اس کو بھی آپ نے یہ دعوت کی کہ وہ آپکو قبول کرے۔"

حقیقی امتی کیلئے نبوت بند نہیں ہاں غیر امتی کے لئے مسدود ہے اسی لئے حضرت عیسیٰؑ اب نہیں آسکتے

(۶) "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کل انبیاء پر فضیلت کے آپ شروع سے ہی قائل ہیں۔ اور آپ نے شروع سے ہی یہ دعویٰ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے۔ جب تک کہ کوئی شخص سچے دل سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔ یہی وہ اصول ہے جو حضرت عیسےٰؑ یا کسی گذشتہ نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کا مانع ہے۔ کیونکہ وہ نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے حاصل کر چکے ہیں۔" (ریویو جلد ۵ نمبر ۶)

(۹) "الٰہی سلسلے اور ارتداد"

گذشتہ انبیاء کے سلسلوں میں منافق شامل ہیں

انبیاءؑ کے سلسلوں میں ایک گروہ ضعیف الایمان لوگوں کا اور ایک منافق لوگوں کا بھی ہُوا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے پائے جانے میں حکمت الٰہی۔ مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۵ نمبر ۷ میں لکھتے ہیں:-

انبیاء کے سلسلوں میں ضعیف الایمان لوگوں کا وجود

(۱) "جب کبھی اللہ تعالےٰ دنیا کی اصلاح کے لئے کسی نبی کو مامور فرما کر بھیجتا ہے اور اس کے ذریعہ سے مخلص مومنین کی ایک جماعت کو اکٹھا کرتا ہے۔ تو ساتھ ہی بعض ایسے لوگ بھی خدائی جماعتوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جن کے ایمان کچے اور دل کمزور ہوتے ہیں.... اور ایک جماعت ایسی بھی ہوتی ہے جو منہ سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر ان کے دلوں

میں نورِ ایمان نے جگہ پیدا نہیں کی ہوتی۔ گویا مخلص مومنین کے علاوہ ایک جماعت مرتدین کی اور ایک جماعت منافقین کی ہوتی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک الٰہی سلسلے میں ان دو قسموں کے اشخاص بھی پائے جائیں۔

ایسے ضعیف الایمان لوگوں کے وجود میں کیا حکمت ہے

(۲) اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اور کیوں اللہ تعالیٰ نبی کے ساتھ صرف ایسے لوگوں کو شامل نہیں کرتا۔ جو کبھی ڈگمگانے والے نہ ہوں۔ یا کیوں نبی کی تعلیم ان تمام لوگوں پر جو ایک دفعہ اس کے پاس آ جائیں اور اس کو مان بھی لیں۔ ایسا اثر نہیں کرتی۔ کہ حلاوت ایمانی سے انکے دل بھر کر انکو ایسے پختہ کر دے کہ کوئی ابتلاء یا کوئی ایمانی کمزوری انکو جنبش نہ دے سکے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ مامور کے زیر اثر آئیں ان میں سے اکثر ایک غیر معمولی ایمانی ترقی دکھلاتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں قربانی کے ایسے نمونے ان سے ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں سے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ سب لوگ اپنی اپنی فطری استعداد کے مطابق فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یعنے بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جو بہت زیادہ ایمانی ترقیاں حاصل کرتے ہیں۔ اور روحانیت کے اعلےٰ مراتب طے کرتے ہیں۔ بعض ان سے کم۔ علےٰ ہذا القیاس اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایمان لاکر پھر مرتد یا منافق بنجاتے ہیں۔ شاذ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض وقت وہ لوگ جن کو ظاہر طور پر یعنی لوگوں کی نظروں میں مامور سے ایک گہرا تعلق ہوتا ہے وہ بھی مرتد ہو جاتے ہیں۔"

انبیاء گذشتہ کی جماعتوں میں اسکی مثالیں

(۳) مذہبی تاریخ کے مطالعہ کرنے والے پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے وقت میں بہت سے لوگ بنی اسرائیل سے مرتد ہو گئے تھے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی بہت سے مرید ان کے مرتد ہو گئے۔ ایسا ہی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں بھی کئی لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ جن میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح کاتب الوحی تھا۔ جس خبیث کے دل میں یہ وسوسہ شیطانی گذرا تھا۔ کہ نعوذ باللہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اپنے پاس سے وحی بنا کر لکھوا دیتے ہیں اور کہ یہ وحی کچھ بھی چیز نہیں۔ ایسا ہی ابن خطل۔ عبداللہ بن جحش وغیرہ دوسرے لوگ تھے۔ اور منافقین کی بھی ایک جماعت تھی۔ مگر خدائے تعالیٰ نے ان سب مرتدین کا منہ کالا کیا۔ اور وہ کس مپرسی کی حالت میں مرے۔ مسیلمہ کذاب بھی مرتد تھا۔ چنانچہ پہلے اس کا اسلام لانا بھی ثابت ہے۔ اسی سنت

اسی سنت کے مطابق سلسلہ احمدیہ میں بعض مرتدین کا وجود

(۴) ...... منجملہ ان مرتدین کے ایک ڈاکٹر عبدالحکیم ہے جس کا ارتداد ہنوز تازہ ہے۔ اس ارتداد پر بعض لوگوں نے تو یہاں تک غلو کیا۔ کہ یہ اس سلسلہ کے نعوذ باللہ باطل پر ہونے کا ثبوت ہے۔ اور اپنے اس باطل دعویٰ کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ ہرقل کے سامنے ابوسفیان نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں میں سے کوئی شخص مرتد نہیں ہوتا۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ تدبر سے کام نہیں لیتے۔ جو شخص قرآن شریف کو غور سے پڑھے گا۔ وہ ایسی لغویات مونہہ سے کبھی نہیں نکال سکیگا خواہ اسے تاریخ سے واقفیت ہو یا نہ ہو۔ اگر کوئی بھی مرتد نہ ہوتا تو مرتدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں احکام کیوں بیان فرماتا"

کسی نبی کا کوئی متبع اس سے مرتد نہیں ہو سکتا

(۵) ہرقل والی حدیث پر بھی اگر غور کیا جاتا۔ تو ہمارے علماء یہ ٹھوکر نہ کھاتے کہ ایک شخص کے ارتداد کو سلسلہ کے باطل ہونے کی دلیل بیان کرتے۔ جس کو اگر دلیل مان لیا جائے تو نعوذ باللہ کل انبیاء علیہم السلام کا بطلان لازم آتا ہے...... پس اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ کوئی شخص بھی مرتد نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسا شخص جس کے دل میں نورِ ایمان داخل ہو چکا ہے اور دل سے تمام تاریکیوں کو دور کر چکا ہے۔ اور اسے نبی کے متعلق انشراح صدر عطا ہو چکا ہے۔ وہ مرتد نہیں ہوتا۔ اب اگر اس کسوٹی پر عبدالحکیم خان کو پرکھا جائے تو وہ پورا نہیں

اتر سکتا...... پس ایک ایسے شخص کا ارتداد بعد ان یدخل فیہ کے نیچے نہیں آتا۔ اور اس لئے سنت انبیاء سے خارج نہیں۔ بلکہ عین اسی سنت کے مطابق ہے۔ ...... اور اس کی نظیریں پہلے انبیاء میں موجود ہیں۔ کیا یہودا اسکریوطی جو بارہ حواریوں میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اور جس پر حضرت مسیحؑ کو اس قدر اعتبار تھا۔ کہ وہ خزانچی بنا دیا گیا تھا۔ مرتد نہیں ہوا۔ اور یہ یقینی بات ہے۔ کہ جب حواریوں میں شامل کیا گیا تو ان کی طرح ارتداد سے پہلے وہ دوسرے لوگوں کو حضرت مسیحؑ پر ایمان لانے کے لئے وعظ بھی کیا کرتا تھا۔ ایسا ہی عبداللہ بن ابی سرح وحی کا کاتب ہونے کے باوجود مرتد ہوا۔ اور عبداللہ بن جحش باوجودیکہ اس نے ہجرت بھی کی اور حبشہ میں چلا گیا تھا۔ مرتد ہوا۔ ایسا ہی حضرت موسےٰؑ کے وقت میں ایسے ایسے لوگ مرتد ہوئے۔ مگر سچی بات یہی ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں نور ایمان داخل ہی نہیں ہوا تھا۔"

صادق کے ساتھ کسی کا جسقدر تعلق زیادہ ہوگا اسی قدر اس کے دل میں اسکی محبت بڑھیگی

(۷) "اصل بات یہ ہے کہ جب ایک آدمی ایک سچی بات کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لیتا ہے تو وہ اس پر صدق دل سے قائم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اسے سچی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جھوٹ کی حقیقت پر جب انسان اطلاع پاتا ہے۔ تو پھر وہ اس سے بیزار ہو جاتا ہے اور اس کو ترک کر دیتا ہے۔ پس ایک صادق کے ساتھ جس قدر گہرا تعلق انسان پیدا کرتا جائیگا۔ اسی قدر اس کی محبت اور اخلاص بھی ترقی کرتے جاویں گے اور کاذب کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کر کے اس کا کذب معلوم ہو جائیگا۔ پس دیکھنا تو یہ چاہیئے۔ کہ اکثر ان لوگوں کے جو ایک گہرا تعلق پیدا کرتے ہیں ایسے ہیں جو دن بدن ایمان اور اخلاص میں ترقی کرتے اور اپنے مالوں اور جانوں کو فدا کرتے ہیں۔ یا اس سے بیزار ہو کر اس کا ساتھ چھوڑتے ہیں۔ ایک عبدالحکیم خان کیا چیز ہے۔ ہزاروں انسان جو حضرت مسیح موعودؑ کے فیض سے متمتع ہونے والے

ہیں۔ اور جنہوں نے آپ سے گہرا تعلق پیدا کیا ہے۔ وہ ایمان اور اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔ اور کوئی بات ان کے ایمان کو ہلا نہیں سکتی۔ بلکہ اس جماعت

مرتد ڈاکٹر کی ٹھوکر کا باعث جماعت کا اخلاص ہی ہوا ہے

کی ایمانی قوت ہی اس کی ٹھوکر کا باعث ہوئی ہے اور جس کو وہ غلو قرار دیتا ہے وہ اس جماعت کا سچا اخلاص اور جانفشانی ہے جو ماموروں کے ساتھ رہنے والوں میں لازمی طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسی قسم کی جانفشانی اور اخلاص ہے۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات میں دیکھا جاتا ہے۔ مگر چونکہ اس کے اپنے دل میں کمزوری تھی۔ اور اخلاص اور محبت سے اس کا دل خالی تھا۔ اس لئے اس کو سچا جوش اور اخلاص بھی اس جماعت کا بُرا معلوم ہوا۔ صد افسوس کہ وہ امر جو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا بیّن ثبوت تھا۔ اسی پر اس شخص نے ٹھوکر کھائی...... اس کی مخالفت اس الٰہی سلسلہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی خدا اس کو غالب کر رہا ہے۔ اور غالب کر کے دکھاویگا۔ اور ایسے مرتدین یا مخالفین کے تمام اعتراضوں کا جواب اسی سنت کے مطابق دیگا۔ جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اس کی سنت رہی ہے۔ یعنی آخر کار اس سلسلہ کو ہر طرح سے غالب کرے گا۔ اور مخالفین اور مرتدین اور منافقین کو ناکام اور نامراد کریگا۔"

انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت

(۸) "جو اعتراض اس بدنصیب مرتد نے بار بار حضرت مرزا صاحب پر کئے ہیں۔ وہ ایسے ہی اعتراض ہیں جو آج تک عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ مگر اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سنت اللہ انبیاء کے متعلق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام اعتراضوں کا جواب اپنے ایک ہی طاقتور ہاتھ سے دیا کرتا ہے۔ اور اپنی تائید اور نصرت اپنے مامور کے شامل حال کر کے تمام معترض مخالفوں کو نامراد کرتا ہے۔" (ریویو جلد ۵ لک)

---

(۱۰) "ایک مکذّب کا استہزاء"

بجواب منشی ظفر علی نقاش (مالک زمیندار اخبار)

حضرت مسیح موعودؑ سلسلہ نبوت میں داخل ہیں۔ آپؑ بعینہٖ آنحضرتؐ کی طرح نبی ہیں۔ آپؑ پر وحی الٰہی بذریعہ جبرائیل نازل ہوتی ہے۔ آپ کا انکار کل سلسلہ نبوت کا انکار ہے۔

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۵ نمبر ۸ میں لکھتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعودؑ سلسلہ نبوت میں شامل ہیں،

(۱) "اخبار وطن کے ایڈیٹوریل کالموں میں جعفر زٹلی کی تحریروں کا نقشہ ظاہر ہونے لگا ہے...... لیکن مولوی انشاء اللہ خان صاحب چونکہ اپنے آپکو بڑا بھاری مسلمان سمجھتے ہیں بلکہ مصلح اور ریفارمر اور گریٹ مین۔ اس لئے مجھے یہ دکھانا مقصود ہوگا کہ ان مدعیان اصلاح کی جو اپنے اخباروں کو اس وقت مسلمانوں کی ڈوبتی ناؤ کو بچانے والے بیان کرتے ہیں! اعتقادی حالت کیسی ہے۔ اور آیا ان کا حملہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہے یا کل سلسلہ نبوت پر"۔

مسیح موعودؑ بعینہٖ آنحضرتؐ کی طرح نبی ہیں

(۲) "مسلمانوں کے سامنے دونوں قسم کی مثالیں موجود ہیں سچے نبی سے اس کے مکذبین نے کیا سلوک کیا۔ اور جھوٹے نبی سے صادقوں اور راستبازوں نے کیا سلوک کیا۔ پہلی مثال کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ خاتم الانبیاءؐ افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پر ہی غور کرلو۔ ان سے کفار نے کیا سلوک کیا...... غور کرکے دیکھ لو۔ اور خود ہی فیصلہ کردو۔ کہ تمہارا طریق وہ ہے جو راستباز صحابہؓ کا ایک جھوٹے نبی کے متعلق تھا۔ یا وہ جو مجرم اور تکذیب کرنے والے قریش کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

پھر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائیگا۔ کہ آیا حضرت مرزا صاحب اپنے دعوےٰ میں صادق ہیں یا کاذب"۔

مسیح موعودؑ پر کلام الٰہی جبرائیلؑ لاتا ہے

(۳) "جس طرح آج ایک مسلمان بلکہ مصلح کہلانیوالا یہ کہتا ہے کہ جبرائیل کو ایسا کلام لانیکی ضرورت نہیں ہے جو کسی انسان کے کلام میں پہلے سے موجود ہے اسی طرح کفار کہتے تھے۔ بلکہ آجتک انکے وارث عیسائی صاحبان یہی کہتے ہیں۔ کہ جب یہ قصے پہلے موجود تھے۔ تو جبرائیلؑ کے ذریعہ انکو وحی الٰہی کے طور پر لانیکی کیا ضرورت تھی۔ مگر افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہوکر انہی اعتراضوں کو دُہرا رہے ہیں۔ جو عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے تھے۔ بعینہٖ اُسی طرح جسطرح عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے ہوکر اُن اعتراضوں کو مضبوط کررہے ہیں اور دہرا رہے ہیں جو یہودی حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر کرتے تھے (۴) سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے۔ کہ جو اعتراض اسپر کیا جائیگا۔ وہ سارے نبیوں پر پڑیگا۔

مسیح موعودؑ کا انکار کل سلسلہ نبوۃ کا انکار ہے

جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایک امین من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے"۔ (ریویو ج ۵ ۸)

(۱۱) "آخری زمانہ کا مصلح"

حضرت مسیح موعودؑ پیغمبر آخر زمان اور موعود پیغمبر ہیں۔ بروزؑ کا لفظ حقیقت کی نفی نہیں کرتا... آپؑ موعود نبی ہیں۔ آپؑ دنیا پر ایمان کو دوبارہ قائم کرنے آئے ہیں۔ آنحضرتؐ سے تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ ایمان کے قائم کئے جانے کا وعدہ الٰہی۔ مدعی نبوت کی صداقت معلوم کرنے کا محفوظ طریق۔ حضرت مسیح موعود کو زمرہ انبیاء سے باہر نہیں رکھا جاسکتا۔ آیت آخَرِينَ مِنْهُمْ میں ایک نبی کی آمد کی پیشگوئی

یہ پیشگوئی تیرہ سو سال کے بعد پوری ہونیوالی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نبی آخر زمان ہیں۔ آپؑ کی مخالفت کی نظیر صرف انبیاء کے حالات میں مل سکتی ہے۔ سلسلہ احمدیہ سے ہر ایک شخص واقف ہو چکا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۶ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں:۔

مسیح موعود پیغمبر آخر زمان اور موعود پیغمبر ہیں

(۱) "تمام پیشگوئیاں اس امر میں متفق ہیں۔ کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا۔ جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور و شور سے جمع ہوجائیں گی۔ جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ گذری ہو۔ اور ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے۔ کہ موعود پیغمبر کے نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی اور دنیا پرستی کے درمیان اس وقت ایک سخت خطرناک جنگ ہوگا۔ اور آخر حق پرستی اور راستی کی افواج فتح پائیگی۔"

کسی کو خدا کہنا یا خدا کا بروز کہنا ایک ہی بات ہے٭

(۲) یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسلامی عقائد کی رو سے ثابت ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی۔ کہ وہ آپ ہی خدا اور خدا کا بروز تھے...... اسلامی پیشگوئیوں میں جب موعودؑ کے پہلے کام کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو دفع شر ہے تو یہ کہا گیا ہے کہ وہ دجالی فتنہ کو دور کرے گا۔ اور جب اس کے دوسرے کام کا ذکر کیا گیا ہے جو جلب خیر ہے۔ تو یہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ ایمان کو از سر نو دنیا میں لائیگا۔"

حضرت اقدس موعود نبی ہیں

(۳) صلیب پرستی کے مذہب کی گذشتہ تواریخ پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے۔ کہ جو غلبہ اس نے اس زمانہ میں پایا ہے۔ وہ کسی گذرے ہوئے زمانہ میں کبھی اسکو نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے یہی وہ سب سے بڑا فتنہ ہے۔ جس کے ساتھ مصلح موعود کو اس آخری زمانہ میں سابقہ پڑنا تھا۔ اور چونکہ یہ فتنہ ہر چہار اکناف عالم میں پھیل چکا ہے۔ اس لئے یہی وہ آخری زمانہ ہے۔ جس میں موعود نبی کا نزول مقدر تھا۔"

مسیح موعود دنیا پر ایمان کو دوبارہ قائم کرنیوالے ہیں

(۴) "مسلمانوں میں جو پیشگوئیاں

٭ خدا کے بروز کی نفی سے اسجگہ "غیر خدا" کی نفی مراد نہیں ہوسکتی۔ پس بروز منافی حقیقت نہیں ہے۔ (خاکسار مرتب رسالہ)

مسیح موعودؑ کے نزول کے متعلق ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس کے نزول سے پہلے ایمان دنیا سے اٹھ جائیگا۔ اور جب وہ آئیگا تو دوبارہ ایمان کو قائم کریگا...... حقیقت میں زمین پر سے ایمان بالکل اٹھ گیا ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہمارے مقدس نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں ایمان ثریا پر چلا جائے گا۔ اور مسیح موعودؑ اسکو واپس لائیگا۔ ایمان ثریا میں اٹھ گیا ہے۔"

تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ ایمان کے دنیا میں قائم کئے جانیکا وعدہ

(۵) "قرآن شریف سورۂ السجدہ میں لکھا ہے۔ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ ترجمہ آسمان سے زمین تک امر کا انتظام کرتا ہے۔ پھر یہ امر اس کی طرف ایک دن میں چڑھے گا۔ جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی۔" یہاں امر سے مراد دنیا کی اصلاح ہے۔ کہ جس میں ایمان جو دنیا سے اٹھ گیا تھا۔ وہ دوبارہ زندہ ہوا۔ اور اس آیت کریمہ کی منشاء یہ ہے۔ کہ وہ ایمان جو دنیا پر دوبارہ قائم ہوا ہے۔ اس پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ وہ بھی دنیا سے رخصت ہو جائیگا۔ اور آسمان پر اٹھا لیا جائیگا۔ صحیح احادیث میں لکھا ہے۔ کہ راستی کا یہ غلبہ تین قرنوں تک رہیگا۔ جو تخمیناً تین سو برس کے قریب ہوتی ہے۔ حضرت سلطان الانبیاء شہنشاہ مرسلین سیدنا محمد مصطفےٰ صلعم کے بعد تین سو برس تک راستبازی کا دنیا پر غلبہ رہیگا۔ پھر اسکے بعد ایک ایسا تاریکی کا زمانہ آئیگا۔ جو ایک ہزار برس تک رہے گا۔ جسمیں شیطان کے زنجیر کھولے جائیں گے۔ اور بدی راستبازی پر غالب آ رہے گی۔ اس زمانہ کے لوگوں کو اصطلاح شرعی میں فیج اعوج کہا گیا ہے۔ جس کے معنے ہیں بگڑی ہوئی جماعت۔ اس ایک ہزار سال کی ایک تاریک رات کے بعد جب دجالی فتنوں کا اثر حد نہایت کو پہنچ چکیگا۔ اور لوگ گمراہ ہو چکیں گے۔ تو پھر صداقت کا آفتاب دنیا پر طلوع فرما کر

اندھیرے کی افواج کو پسپا کریگا۔ اور نور و ہدایت کی شعاعوں سے عالم کو منور فرمائیگا اس طرح گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تیرہ سو برس بعد مسیح موعودؑ کا ظہور ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ تیرہ سو برس گذر کر ہجری سنہ چودھویں صدی شروع ہو گئی ہوئی ہے۔ اب ان دونوں حسابوں کے شمار کی رو سے یہی بات قرار پاتی ہے۔ کہ نزول و ظہور مسیح موعودؑ کا یہی زمانہ ہے۔"

مدعی نبوت کی صداقت معلوم کرنیکا محفوظ طریق

"(۶) کسی مدعی نبوت کے دعوے کے صدق و کذب کی شناخت اور فیصلے کیلئے سب سے محفوظ طریق یہ ہے۔ کہ یہ دیکھ لیا جائے۔ کہ بہ ہیئت مجموعی کیفیت عامہ کے ساتھ وہ پیشگوئی اس کے حالات کے ساتھ موافق ہے یا نہیں۔"

انبیاء کے متعلق قانون الٰہی سے مسیح موعودؑ مستثنے نہیں ہو سکتے

"(۷) کوئی نبی اللہ صرف دفع شر ہی کے لئے مامور و مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ دفع شر ایک ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے۔ جس کے بعد اعلیٰ اصول نہایت برجستگی اور مضبوطی کے ساتھ قائم کئے جاتے ہیں۔ اور اگر دفع شر سے یہ مقصود حاصل کرنا مدنظر نہ ہو تو پھر یہ بالکل بے حیثیت اور بیقدر بات ہے۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کا حال بھی ہے۔ وہ اس قانون الٰہی سے مستثنے نہیں ہو سکتا...... لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من ابناء فارس۔ یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہو گیا ہوگا۔ تو ایک فارسی الاصل مرد اُسے پھر لا دیگا۔ اس پیشگوئی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں دنیا سے ایمان مفقود ہو جائیگا۔ اور مسیح موعود اس گم شدہ ایمان کو بحال کرنے کے لئے مبعوث ہوگا۔ اسی کے مطابق مسیح نے بھی کہا ہے "جب ابن آدم آوے گا۔ تو کیا وہ دنیا پر ایمان پاوے گا؟" ان الفاظ سے بھی وہی مطلب نکلتا ہے جو مندرجہ بالا حدیث سے سمجھ میں آتا ہے۔ اور مسیح کے مبعوث ہونے کی وہی غرض معلوم ہوتی ہے۔ جو اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ وہ دنیا پر ایمان از سر نو بحال کر کے دنیا کی اصلاح کرے گا۔ اس طرح مسیح موعودؑ کی زندگی کا اصلاحی

حصہ دنیا پر ایمان بحال کر کے دنیا کی اصلاح کرنا ہے۔"

آیت وآخرین منہم کی تفسیر

"(۸) فارسی الاصل (رجل من ابناء فارس) کے متعلق جو پیشگوئی وارد ہوئی ہے۔ اس کی جڑھ قرآن شریف میں موجود ہے۔ چنانچہ سورۃ الجمعہ میں آیا ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ ترجمہ خدا تو وہ ہے۔ کہ جس نے اُمّی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا۔ کہ انہیں اس کی آیات سنائے۔ اور انہیں پاک بنائے۔ اور کتاب و حکمت کی ان کو تعلیم دے۔ گو وہ پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہیں لوگوں کے ہم رنگ ہوگی۔ اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ جو انہیں خدا کی آیات سنائیگا۔ اور انہیں پاک بنائیگا۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیگا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ زمخشری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تو لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ آخَرِينَ مِنْهُمْ سے کونسی قوم مراد ہے۔ اسپر آنحضور پرنور صلعم نے سلمان فارسیؓ کے کاندھو نپر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من ابناء الفارس۔ یعنی اگر ایمان اٹھایا جا کر ثریا میں معلق ہوگا تو ان فارسی لوگوں میں سے ایک شخص ایسا اُٹھیگا۔ کہ وہ وہاں سے بھی ایمان واپس لے آویگا۔ آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے۔ انہیں آخرین کہا گیا ہے۔ اور یہی وہ لفظ ہے۔ جو بجنسہ یا جس کے مترادف الفاظ ان تمام پیشگوئیوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ جو مسیح موعودؑ کے نزول کے متعلق ہیں۔ ان تمام باتوں سے اور نیز اس آیت

کی اس تفسیر سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔ کہ شخص فارسی الاصل جو اسلامی پیشگوئیوں میں لکھا ہے۔ وہ مسیح موعودؑ یا خاتم الخلفاء کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

موعود نبی آنحضرتؐ سے تیرہ سو سال کے بعد آنیوالا تھا

(۹) اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اس بیان کہ "ایمان ثریا پر معلق ہوگا" سے صریح اشارہ پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اُن سے بہت عرصہ بعد ہوگا۔۔۔۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہوا ہے۔ کہ میرے بعد تین سو برس تک قوت ایمانی اور نکوکاری اور تقوی کا غلبہ رہیگا۔ اور اس کے بعد فیج اعوج کا زمانہ شروع ہو جائیگا۔ جو ایک ہزار کی اندھیری رات ہوگی۔ جیسا کہ تین سو برس بعد آنحضرت سرور کائنات تک کوئی بزرگ اس "فارسی الاصل" کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک ہزار سال اس کے بعد تک بھی ایک ایسے زمانہ کی پیشگوئی ہے۔ کہ جو فیج اعوج کا زمانہ ہوگا۔ اور ایمان میں ایسے رخنے دن بدن پڑتے جائیں گے۔ کہ آخر وہ دنیا سے قریباً اُٹھ ہی جائیگا۔ اسلئے اس ایمانی زوال کے زمانہ میں کوئی شخص اس پیشگوئی متعلقہ "شخص فارسی الاصل" کا مصداق نہیں ہو سکتا۔"

مسیح موعودؑ نبی آخر زمان

(۱۰) "پیشگوئی کے بیان میں اوپر یہ ذکر آچکا ہے۔ کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجلٌ من ابناء فارس بھی ہے۔۔۔۔ ان ابتدائی اور خارجی امور کے فیصلہ سے ہم اب اس حالت میں ہو گئے ہیں۔ کہ اس نبی آخر زمان کے دعوی کی تصدیق کو سمجھنے کیلئے اندرونی شہادت پر غور کریں۔"

مسیح موعودؑ کی مخالفت کی نظیر صرف انبیاء کے حالات میں ملسکتی ہے

(۱۱) "یہ امر محتاج بیان نہیں۔ کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی جسقدر مخالفت کیگئی ہے۔ اس کی نظیر صرف انبیاء کے حالات میں مل سکتی ہے۔"

سلسلہ احمدیہ سے دنیا کا ہر ایک آدمی واقف ہے

"حضرت ممدوح نے جس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اس کا نام سلسلہ عالیہ احمدیہ ہے۔ اور یہ سلسلہ قریباً دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اور ہر ایک آدمی اس سے واقف ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس بات پر اطمینان نہ ہو۔ اور وہ اس آفتاب کیطرح عیاں حقیقت پر مزید ثبوت چاہتے ہوں۔ وہ خود اسکی تحقیقات کر کے اطمینان حاصل کر لیں۔" (ریویو ج ۶ ع ۳)

(۱۲) "ڈوئی کی موت میں خدائی فیصلہ کا اظہار"

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۶ نمبر ۴ میں لکھتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوۃ ہیں

(۱) "ڈوئی پر طرح طرح کی تباہیاں لانے اور پھر انجام کار اُسے غایت درجہ کے دکھ اور حسرتوں کے ساتھ ہلاک کرنے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فیصلہ کو ظاہر فرمایا ہے۔ جسکی اطلاع اس نے اپنے مرسل کو کئی سال پہلے دی تھی۔ یہ وہ خدائی فیصلہ ہے۔ جو خدا کے ایک سچے مرسل اور مامور کو ایک کذاب اور مفتری سے الگ کرتا ہے۔ اور صادق اور کاذب مدعی نبوت میں فرق کر کے دکھاتا ہے۔"

آپؐ برگزیدہ رسول ہیں

(۲) "پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا۔ کہ ڈوئی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بڑے بڑے دکھ اٹھا کر اور بڑی بڑی حسرتوں کیساتھ ہلاک ہو جائیگا۔ پیشگوئی کے یہ لفظ تھے۔ کہ وہ میری آنکھوں کے سامنے اور میرے دیکھتے دیکھتے حسرت اور دکھ کیساتھ اس دنیا کو چھوڑ جائیگا۔ یہ ایسے لفظ ہیں۔ جنکے نہ کوئی دوسرے معنے ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی تشریح کے محتاج ہیں یہ الفاظ ایسے وقت میں شائع کئے گئے تھے۔ جب ڈوئی کے عروج کا ستارہ اوج پر تھا۔ اور یہ وہم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ کہ وہ ایسا ذلیل ہو جائیگا یا اس کے انجام سے سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی واقف نہ تھا۔ اور اس نے جیسا کہ وعدہ فرمایا ہے کہ لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اپنے ایک برگزیدہ

رسول پر اس انجام کو ظاہر فرمایا۔ اور یہ بھی بتادیا۔ کہ وہ خدا کے سچے مرسل کے سامنے ہلاک ہوگا۔" (ریویو جلد ۶ نمبر ۴)

---

(۱۳) "مذہبی بے چینی"

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۶ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں:۔

بعثت انبیاء کے متعلق خدا تعالیٰ کی سنت جاریہ

"(۱) خدا تعالیٰ کا قانون مستمرہ اور سنت جاریہ جو صحیح مذہبی تاریخ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے۔ اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت و تاثیر اور قوتِ جذب اور اعجاز و معجزہ نمائی اور زوردار براہین نہیں رہتیں۔ تو اسوقت خدا تعالیٰ کمال فضل اور رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ کہ جس کے مقدمِ خیر سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوخ پاتی ہے۔ اور مرجھائے ہوئے نخلِ ایمان پھر تروتازہ ہو جاتے ہیں۔

اسی قانون کے مطابق مسیح سے قبل مختلف زمانوں میں انبیاء آتے رہے۔ اور مسیح کے چھ سو سال بعد آنحضرت صلعم اور آنحضرت سے تیرہ سو سال بعد مسیح موعود آئے

(۲) اسی قانون کے مطابق اللہ تعالےٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا ہے پھر جب مسیح سے چھ سو برس بعد عیسائی دین پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی۔ جس کو تیرہ سو برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ تو اسوقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرورِ کائنات خاتم انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے موعود مسیح کو قادیان میں نازل فرمایا ہے جنکا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد صاحب ہے۔" (ریویو جلد ۶ ص ۵)

(۱۴) "شاندار مستقبل کی پیشگوئی"

آنحضرت کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت۔ یہ ثبوت ہر ایک مدعی رسالت کی صداقت کا نشان ہے۔ آنحضرت صلعم کے بعد دوبارہ اسی دلیل کا نقشہ۔ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ رسالت حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت اور اس کی صداقت کا زبردست ثبوت۔ آپ کے دعویٰ نبوت کو منہاج نبوت پر پرکھو۔

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۶ نمبر ۵ میں لکھتے ہیں:۔

آنحضرت صلعم کی صداقت کی ایک زبردست دلیل

"(۱) انجمن حمایت اسلام لاہور کے ماہواری رسالہ مئی ۱۹۰۷ء میں ایک مضمون بعنوان استقامت چھپا ہے۔ جو قاصی محمد سلیمان صاحب کی طرف سے ایک "مذبذب مسلمان" کے خط کا جواب ہے۔ جو عیسائیت کی طرف میلان رکھتا تھا۔ اس جواب میں اصولی طور پر اسلام کی صداقت کی صرف ایک ہی دلیل دی گئی ہے۔ ...... اور اسکے الفاظ یہ ہیں:۔

"اسوقت جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ چھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے۔ جنکو رہنے کا ٹھکانہ اور کھانے کو آب و دانہ نہ تھا۔ اسوقت خدا ازلی و ابدی کلام آنحضرت صلعم کو یوں تسلی دیتا تھا۔ خدا تیرے باایمان باعمل لوگوں کو ارض مقدس کا مالک بنائے گا اور تمہارے دین کو جو خدا کا پسندیدہ ہے دنیا میں استحکام بخشیگا اور تمہارے خوف پھر اس کو بالکل امن و سلامتی سے بدل ڈالیگا۔ غور کرو۔ کیا ایسی مصیبت کا مارا ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے جبکہ اسکی تعلیم خدا کی طرف سے نہ ہو۔"

یہ ایک مدعی رسالت کی صداقت کا سب سے بڑا نشان ہے۔

(۲) یہ بات بالکل سچ ہے۔ کہ ایک مدعی رسالت کی صداقت کی اس سے بڑھکر زبردست شہادت اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ وہ شہادت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فعل سے دیتا ہے اور اس طرح پر اپنے قول کو فعل سے مؤید کر کے اپنی مقتدر ہستی کا کھلا کھلا ثبوت بھی ساتھ ہی دیتا ہے۔ معمولی معجزات کے گواہ چند آدمی ہوتے ہیں۔ مگر یہ ایک ایسا معجزہ ہے۔ کہ جس کی گواہ ساری دنیا ہمیشہ کے لئے ہو جاتی ہے۔

آنحضرتؐ کے بعد اب پھر دوبارہ اسی دلیل کا نقشہ ایک مدعی رسالت کے حق میں پیش ہوا ہو

(۴) ہم امید کرتے ہیں۔ کہ جن صاحب نے یہ دلیل صداقت اسلام پر دی ہے۔ اور جن صاحبوں نے اسے پسند فرمایا ہے۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے آج دوبارہ اسی دلیل کا نقشہ پیش ہوتا ہؤا دیکھ کر گھبرا نہیں جائینگے۔ بلکہ ایک صداقت کو جوان کی اپنی مسلمہ دلیل سے جو درحقیقت ایک نہایت قوی اور زبردست دلیل ہے۔ صداقت ثابت ہوتی ہے انشراح صدر سے قبول کرنے کیلئے تیار ہونگے۔ جس طرح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے آپ کی تنہائی اور بے کسی میں بڑی بڑی نصرتوں کے وعدے دیئے اور پھر آپؐ کی زندگی میں ہی انکو پورا کرکے آپؐ کا منجانب اللہ ہونا کھلے طور پر ثابت کر دیا۔ بعینہٖ اسی طرح آج ایک شخص نے اس سے قریباً تیس سال پیشتر خدا کیطرف سے ہونے اور خدا سے وحی پانے اور ہمکلام ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور اس دعویٰ کی تائید میں یہ بات پیش کی۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے اس طرح بیکس اور تنہا نہیں چھوڑیگا۔ جیسا کہ تم آج دیکھتے ہو۔ بلکہ بڑی بڑی نصرتیں ظاہر کریگا۔ ایک عظیم الشان جماعت کو میری طرف کھینچ لائیگا۔ اور ایک عالی شان سلسلہ قایم کریگا۔...... یہ باتیں صرف چند سننے والوں تک محدود نہ رہیں۔ بلکہ کتابوں میں شائع ہوکر لاکھوں انسانوں کے کانوں تک قبل از وقت پہنچائی گئیں۔

یہ مدعی حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی ہیں۔ جن کی کتاب براہین احمدیہ میں یہ تمام پیشگوئیاں بڑی وضاحت سے بیان ہوکر کھلے طور پر شائع ہو چکی ہیں۔ اور جنکے پورا ہونے سے آپکے منجانب اللہ ہونے پر آج ہمیں وہی دلیل دوبارہ ملتی ہے۔ جو قرآنی پیشگوئیوں نے آج سے تیرہ سو سال پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر قایم کی تھی۔"

(۴) اصل بات یہ ہے کہ اقتداری پیشگوئیاں مدعی نبوت کی صداقت کا سب سے روشن تر ثبوت ہیں

جو شخص خوف خدا کو دل میں لیکر قرآن کریم کو پڑھتا ہے۔ وہ اس بات سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ اقتداری پیشگوئیاں سب سے روشن تر ثبوت ایک مدعی نبوت کی صداقت کا ہیں یعنی ایسی پیشگوئیاں جن میں خدا تعالےٰ کا طاقتور ہاتھ ایک شخص کی تائید میں کھلا کھلا کام کرتا ہؤا دکھلای دے۔"

حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت ہیں اسلئے آپؑ کے دعوی کو منہاج نبوۃ پر پرکھو۔

(۵) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کو پرکھنے کیلئے منہاج نبوت پر اگر کوئی شخص چلے۔ تو ایک لمحہ کیلئے بھی اس کے دل میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ گذشتہ مذہبی تاریخ پر نظر ڈالکر غور کرو۔ کہ جن لوگوں نے کسی مدعی نبوت کو قبول کیا۔ انہوں نے کس وجہ اور کن دلائل پر قبول کیا۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ ان کا انکار کس بناء پر تھا؟" (ریویو جلد ۶ صـ ۴)

(۱۵) "سلسلہ احمدیہ کے ملکی تعلقات"

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۳ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں:۔

اسوقت ایک نبی کی ویسی ہی ضرورت تھی جیسی آج سے ۱۹۰۰ سال قبل شام میں نبی کیضرورت تھی

"جس طرح اس نے (یعنی ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار نے) ہندوستان کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کو اسوقت کسی اور نبی کیضرورت نہ تھی۔ اسی طرح یہ بھی کسی اخبار میں شائع کرے۔ کہ اس سے انیس سو سال پہلے ملک شام کو کسی اور نبی کیضرورت نہ تھی۔" (ریویو جلد ۳ نمبر ۳ صـ ۸۶)

(۱۶) "عیسوی مذہب کی اشاعت میں کاوٹیں"

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۳ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں۔ اسوقت ایک ایسے ہی نبی کیضرورت تھی جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی تھے،

"اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں ایمان نہیں۔ خدا اور اسکی جزاء سزا کے متعلق ایسا یقین انکے دلوں میں نہیں ہے۔ جیسا کہ مادی چیزوں کے متعلق ہے۔ جن کو وہ اپنی

آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ جیساکہ وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ آگ اس چیز کو جلا دیتی ہے۔ جو اسمیں ڈالی جاتی ہے۔ اگر ایسا ہی یقین انکو اس امر کے متعلق بھی ہوتا۔ کہ خدا ضرور ہے۔ اور وہ انکو انکی بدکاریوں کیضرور سزا دیگا۔ تو وہ یقیناً آگ سے بھی زیادہ گناہ سے بچتے اور ڈرتے۔ کیونکہ آگ کا ضرر تو چند روزہ ہے۔ لیکن گناہ کا ضرر ہمیشہ کے لئے ہے۔ اسلئے بیشک ایک نبی کیضرورت ہے...... اور ایسا یقین پیدا ہونیکے بعد انسان گناہ سے ایسا بچتا ہے۔ جیساکہ وہ جلتی ہوئی آگ سے بچتا ہے۔ اور بدی سے وہ ایسی نفرت کرتا ہے۔ جیساکہ دنیا میں بُری سے بُری چیز سے نفرت کرتا ہے مثلاً شراب خوری ایک ایسی بدی ہے بلکہ بدیوں کی ماں ہے۔ جو انسانیت کیلئے ایک سخت دھبہ ہے۔ ہزارہا لوگ یہ کوشش کر چکے ہیں۔ کہ اس بدی کو دنیا سے دور کریں۔ لیکن انکی کوششیں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ اور ہزاروں اب بھی اس کی فکر میں ہیں۔ لیکن کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ بدی جزیرہ نمائے عرب میں عین اسوقت میں پورے زور میں تھی جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے دسہزار لیکچرار وہ پاک تبدیلی پیدا نہ کر سکتے تھے۔ جو آنحضرتؐ کے پاک الفاظ نے پیدا کی ایکدن کا ذکر ہے۔ کہ مدینہ میں شہر کے ایک سرے سے لیکر دوسرے تک یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ مسلمانوں کے لئے شراب آیندہ حرام ہے۔ اور کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب پینا منع کر دیا ہے۔ اسکا اثر چند ہی منٹوں میں یہ ہوا۔ کہ شراب کے تمام مٹکے اور برتن توڑ ڈالے گئے۔ اور مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہ نکلی۔ اس آواز میں یہ جادو بھرا اثر کہاں سے آیا۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ لوگ یقیناً اس بات کو جان گئے۔ کہ شراب پینے میں اس خدا کی نارضامندی ہے جسکا پیغمبر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے۔ اس قسم کے نبی کی واقعی دنیا کو ضرورت ہے۔ نہ اس پادری نبی کی جسکو سوائے خدا کے برگزیدوں اور پاک مذہبی اصولوں کو بُرا بھلا کہنے کے اور کچھ نہیں آتا۔ ایسا ہی ایک نبی اسوقت بھی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ لیکن لوگوں نے

اسی طرح اس کا انکار کیا۔ جیساکہ پہلے نبیوں کا۔ کاش کہ یہ لوگ اس وقت غور کرتے۔ اور سوچتے کہ کیا وہ نشان ان کو نہیں دکھلائے گئے۔ جو کوئی انسان نہیں دکھلا سکتا۔ اور کیا وہ اسی طرح ہر گناہ سے نجات نہیں دیتا۔ جس طرح پہلے نبیوں نے دی۔ اور ایک ہمہ علم اور ہمہ طاقت ہستی کے متعلق وہی یقین ان کے دلوں میں نہیں پیدا کرتا۔ جو پہلی امتوں میں کیا گیا۔ ایسا نبی میرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جو ہزاروں نشان اپنی تصدیق میں دکھلا چکے ہیں۔" (ریویو جلد ۳ ۷)

(۱۷) "کیا ہم ایمان رکھتے ہیں؟"

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۳ نمبر ۱۰ میں لکھتے ہیں:- مومن وہی ہے جو نبی اللہ مسیح موعودؑ کو مانے	"(۱) اگر یہ سوال اٹھایا جاوے۔ کہ آیا انسان کے لئے یہ ممکن بھی ہے۔ کہ وہ ایسا ہی یقینی

اور قطعی ایمان حاصل کر سکے۔ جو اسکو گناہوں سے روک سکے؟ تو اس کا جواب یہی ہونا چاہیئے۔ کہ بے شک یہ ممکن ہے۔ کیونکہ یہ تو کسی صورت میں مانا نہیں جا سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی یہ منشاء ہے۔ کہ انسان اس کی ہستی کا قطعی اور یقینی طور پر کبھی پتہ لگا ہی نہ سکے۔ البتہ ضروری سوال یہ ہے۔ کہ ایسا ایمان کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب بھی آسان ہے۔ کہ اس کے حاصل کرنے کی وہی راہیں ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام نے بتائی ہیں۔ حضرت مسیح کے وقت کے یہودی اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی اور عیسائی بھی تو اپنے آپ کو ایماندار ہی ظاہر کرتے تھے۔ جیساکہ آجکل لوگ اس بات کا کہدینا نہایت آسان سمجھتے ہیں۔ کہ ہاں ہم بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا ایمان اس زمانہ میں کیطرح مردہ ہو چکا تھا۔ اور اسی واسطے وہ طرح طرح کے فسق و فجور میں باوجود دعویٰ ایمان کے مبتلا تھے۔ جس فسق فجور سے انبیاء نے انہیں باہر نکالا۔ جو راہ انبیاء

نے اختیار کی تھی۔ وہ یہی تھی۔ کہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کی ہستی کا یقینی پتہ لوگوں کو دیں اور وہ خدا کیطرف سے ایسے نشان دکھاتے تھے۔ جن سے ایک برتر اور مقتدر ہستی کا وجود روز روشن سے بھی زیادہ چمک اُٹھتا تھا۔ پس جب خدا پر ان لوگوں کو یقینی ایمان نصیب ہو گیا۔ تو انہوں نے بھی ہر ایک قسم کی بدی چھوڑ کر پاکیزگی کی راہوں کو اختیار کیا۔ لیکن مرور زمانہ سے ہر ایک نبی کے بعد پھر ایک ایسا وقت آجاتا تھا۔ کہ وہ نشانات صرف بطور قصہ کہانی کے رہ جاتے اور اسلئے اصل غرض کو بھی پورا نہ کر سکتے تھے۔ پھر ایمانی حالتیں تنزل کی طرف رُخ کرتیں۔ ایسے وقتوں میں اللہ تعالےٰ اور نبی بھیجکر از سر نو آسمانی نشان دکھاتا رہا۔ اور اس طرح پر دوبارہ ایمان کو دنیا میں قائم کرتا رہا۔ پس صرف آسمانی نشان جو ایک زندہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ صرف وہی ایک ایسی چیز ہیں۔ جو ایمان کو دلوں کے اندر ایسی مضبوطی سے قائم کر سکتے ہیں۔ جس ایمان کو حاصل کرکے انسان گناہوں سے رُک سکتا ہے۔

اور اخیر پر طالبانِ حق کو ہم یہ خوشخبری سناتے ہیں۔ کہ ایسا ایک نشان نما اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی مبعوث فرمایا ہے۔ جیسا کہ اس کا قدیم سے وعدہ تھا ہاں اسکے پیچھے لگ کر جو دنیا میں مسیح موعود ہو کر ظاہر ہوا ہے۔ ہم اس کامل اور یقینی ایمان کو پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے یقین کے ساتھ بھر دے۔ اسی کی پیروی سے اسوقت دنیا گناہوں سے نجات پا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے وجود کا پتہ دیتا ہے۔ پس ہمارا آخری جواب اس سوال کا کہ آیا ہم ایمان رکھتے ہیں؟ یہ ہے کہ ہم اسی وقت ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھکر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرماتے ہیں۔ خداتعالےٰ کی ہستی پر کامل یقین رکھتے ہوں۔ اگر یہ نہیں تو پھر ہمارا ایمان ہمارے منہ کی ایک بات ہے۔ جو محض لاف ہی لاف ہے۔

اور جس کی اصلیت کچھ نہیں"۔ (ریویو جلد ۳ نمبر ۱۱)

(۱۸) "حضرت مسیح اور کرشن علیہما السلام"

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۳ نمبر ۱۱ ص ۴۰۹-۴۱۱ میں لکھتے ہیں:-

حضرت مسیح موعود نبی ہیں

"ہم خداتعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اُٹھ جائیں۔ اور انکو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جائے۔ اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کیلئے کھل جائیں۔ جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور اسکو ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمدؑ قادیانی کے وجود میں خداتعالےٰ نے پورا کر دکھایا ہے"۔ (ریویو جلد ۳ نمبر ۱۱ ص ۴۰۹-۴۱۱)

(۱۹) "مسلم ریفارم کے نماز پر حملوں کا جواب"

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۴ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں:-

حضرت مسیح موعود برگزیدہ رسول ہیں

"آہ عجب حالت ہے۔ ایک طرف تو یہ لوگ ہیں جو اسباب پر زور دے رہے ہیں۔ کہ مذہبی فرائض کی ادائیگی کو بھی پیسہ کمانے کے لئے بالکل ترک کر دینا چاہیئے۔ اور دوسری طرف خدا کا برگزیدہ رسول ہے۔ جو اس شخص کو اپنے ساتھیوں میں نہیں سمجھتا جو دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا"۔ (ریویو جلد ۴ نمبر ۲)

(۲۰) "آریہ سماج کی سخت زبانی"

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۴ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں:-

(۱) "اسمیں کچھ شک نہیں کہ ایسے وقت تازہ آسمانی نشانوں کی ویسی ہی ضرورت ہے۔ جیسے پہلے تھی

بدی سے بچنے کے لئے غیر معمولی ایمانی قوت درکار ہے۔ اور غیر معمولی طاقت نہیں پیدا ہو سکتی جبتک انسان ہستی باری تعالیٰ پر خارق عادت نشان دیکھ لے پس اصلی سوال جو کل مباحثات کو طے کر سکتا ہے۔ ایک نہایت ہی مختصر اور سیدھا سوال ہے۔ جس کے حل کرنے کے لئے کوئی ایسی بات درکار نہیں جو معمولی انسانوں کی قوت سے باہر ہو۔ طالب حق کو صرف اس قدر دیکھنا چاہیئے

تازہ خارق عادت نشانات صرف اسلام دکھاتا ہے

کہ وہ کونسا مذہب ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ خارق عادت آسمانی نشان ظاہر فرماتا ہے؟ اس مرحلہ پر پہنچ کر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ صرف ایک ہی مدعی اس میدان میں ہے اور اسکے سوا کسی کو جرأت نہیں جو اس میدان میں آ سکے یا اسکے مقابلہ پر کمر ہمت باندھ سکے۔ یہ مدعی ہے اسلام کا پاک مذہب۔ مگر نہ وہ اسلام جس

اصلی اسلام آج صرف احمدیت ہے

میں انسانوں نے غلطیاں ملا دی ہیں۔ بلکہ اصلی اسلام جس کیطرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ اور جسکو آج اس ذات اطہر کا نائب حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پیش کر رہے ہیں۔" (ریویو جلد ۴ نمبر ۳)

یہ تو مولوی محمد علی صاحب کے ان بعض مضامین کا خلاصہ یا اقتباس ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں لکھکر رسالہ ریویو میں شائع کئے۔ اور جن پر نہ کبھی حضورؑ کی طرف سے اعتراض ہوا۔ نہ جماعت کے کسی فرد کی طرف سے۔ اور جو کبھی اتفاقاً نہیں بلکہ مسلسل طور پر نہایت کثرت اور تواتر کیساتھ سالہا سال تک برابر اس رسالہ میں شائع کئے جاتے رہے جسے حضورؑ نے خود اپنی طرف سے اور اپنے سلسلہ کیطرف سے جاری کرایا تھا۔ اور جسکی غرض ہی حضورؑ کے دعاوی اور تعلیمات کو صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنا تھی۔ اب بطور نمونہ مولوی صاحب موصوف کے ایک ایسے مضمون کا اقتباس بلفظہٖ درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے حضورؑ کی وفات کے موقع پر لکھکر اس رسالہ میں شائع کیا تھا اور وہ یہ ہے:۔

(۲) "حضرت مسیح موعودؑ کے وصال پر چند مختصر نوٹ"

(۱) جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آقا اور محبوب ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے آقا اور محبوب ہیں (۲) جس طرح آنحضرتؐ کی محبت شرط ایمان ہے۔ اسی طرح آپؑ کی محبت بھی شرط ایمان ہے۔ (۳) خلافت احمدیہ اس سلسلہ کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے۔ (۴) عقائد جماعت احمدیہ (۵) اس سلسلہ کے مخالفین سوچیں کہ وہ الفریقین میں سے کونسے فریق میں سے ہیں۔ (۶) حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں۔ (۷) حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں۔ اسی لئے آپ پر منہاج نبوت کے رو سے ہی کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے۔ (۸) صداقت انبیاء کا امتیازی نشان۔ اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔

مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۷ نمبر ۶ میں لکھتے ہیں:۔

"مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ"

جس طرح آنحضرتؐ ہمارے آقا اور محبوب ہیں اسی طرح مسیح موعودؑ ہمارے آقا اور محبوب ہیں اور یہ منصب گذشتہ ۱۳۰۰ سال میں اور کسی کو نہیں ملا۔

"(۱) آہ! صحابہ رضی اللہ عنہم پر وہ کیسا غم کا دن تھا جب انکا آقا اور محبوب ان سے جدا ہو کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ اس کا کسی قدر اندازہ اس شعر سے ہوتا ہے۔ جو میں نے اس عنوان میں لکھا ہے آج تیرہ سو سال بعد اپنے ایک دوسرے محبوب اور آقا کی جدائی پر جو درحقیقت اسی پہلے محبوب کا ہی بروز تھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے کے بعد ہم اپنے دل کے غم کے اظہار کیلئے اسی شعر مذکورۃ الصدر کو پڑھتے ہیں۔"

جس طرح آنحضرتؐ کی محبت شرطِ ایمان ہے اسی طرح آپؑ کی محبت بھی شرطِ ایمان ہے

(۲) "دنیا میں عموماً ایک شخص کا دوسرے سے ایک ہی قسم کا تعلق ہوتا ہے۔ پھر کس قدر اس کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کی جدائی پیچھے ہی پیچھے ہٹتی جائے۔ اور جب وہ واقع ہو جاتی ہے۔ تو کس قدر اس کے دل کو اس سے غم پہنچتا ہے۔ اسی سے ہماری خواہش اور ہمارے غم کا اندازہ کرلو جنکا وہ جدا ہونیوالا محبوب بھی تھا۔ اور محبوب بھی ایسا کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ کا مصداق، اور پھر وہ ہمارا آقا بھی تھا۔ پھر وہ ہمارا ہادی اور ہمارا رہنما بھی تھا۔ جس نے ہمیں خدا کی راہیں دکھائیں۔"

خلافت احمدیہ اس سلسلہ کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے۔

(۳) "وہ مخالفین کو جو حضرت صاحبؑ کی وفات کا انتظار تھا۔ تو صرف اس لئے تھا۔ کہ ان کو یہ یقین تھا۔ کہ بس مرزا صاحب کے مرنے سے یہ تمام سلسلہ درہم برہم ہو جائیگا۔ اور ساری عمر وہ یہی انتظار کرتے تھک گئے کہ کب مرزا صاحب انتقال کریں اور کب یہ سلسلہ ٹوٹے۔ آخر جب وہ موقعہ آیا۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ہماری خوشی کے دن آئے۔ تو معاً اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایک ہاتھ دکھا کر ان سب امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ اگر اس سلسلہ پر کوئی بڑی سے بڑی مصیبت آسکتی تھی۔ تو وہ یہی کہ اسکے بانی کا اس دنیا سے رخصت ہونا تھا۔ اور اگر کبھی اسکے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوسکتا تھا۔ تو اسی موقعہ پر ہوسکتا تھا۔ مگر قربان جائیں اس خدا کے جس نے اسے قائم کیا۔ کہ اس نے اس نازک موقعہ پر کیسا دستِ قدرت دکھایا۔ اور کیسا عجیب تصرف لوگوں پر کیا۔ میں اپنے دوستوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس واقعہ نے ہمارے دشمنوں کی کمریں توڑ دی ہیں۔ اور ان کی ساری آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ جس واقعہ کو وہ مدت سے اس سلسلہ کی تباہی کا موجب سمجھ رہے تھے۔ وہی آج اس کی تقویت کا باعث

ہوگیا۔ یہ ہے خدا کی قدرت کی نصرت۔"

"اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ"

عقائد جماعت احمدیہ

(۴) "ہم اللہ تعالیٰ کو ایک جانتے ہیں۔ اور اسکو موصوف بجمیع اوصاف کاملہ مانتے ہیں۔ ہم آپؐ کی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اسکے تمام رسولوں کو منجانب اللہ مانتے ہیں۔ ہم قرآنؐ کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا رسول اور خاتم النبیین مانتے ہیں۔ ہم اسلامی شریعت کو تا ابد زندہ مانتے ہیں۔ اور اسکے کسی حصہ کو منسوخ قرار نہیں دیتے۔ ہم کوشش کرتے ہیں۔ کہ ان راہوں پر چلیں۔ جو خدا کے پیارے رسول محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائیں۔ ہم اسلام کے فرائض کو فرائض جانتے ہیں۔ اور حتی الوسع انپر عمل کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں جو اوامر اور نواہی بیان کئے ہیں۔ ہم ان سے سرمو نہیں پھرتے۔ ایک ہمارا مخالف بھی زیادہ سے زیادہ یہی کچھ کہہ سکتا ہے۔"

اس سلسلہ کے مخالفین سوچیں کہ وہ الفریقین میں سے کونسے فریق میں داخل ہیں

(۵) کاش ہمارے مخالف کبھی اتنا ہی غور کریں کہ جکی مخالفت پر وہ اڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ سچا ہو تو پھر وہ کن لوگوں میں داخل ہونگے۔ ہم بالفعل کچھ نہیں کہتے۔ صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ امن کا طریق اختیار کرو۔ مان لینے میں بہر حال تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ مگر رد کرنے میں ایک صورت یقینی نقصان کی ہے۔"

حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں

(۶) "ایک کثیر حصہ پیشگوئیوں کا ابھی ایسا ہی جنکے پورا ہونیکا انتظار باقی ہے۔ کیونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے۔ کہ ایک نبی کی پیشگوئیاں اسکی موت تک ہی ختم نہیں ہو جاتی ہیں۔ بلکہ جب عظیم الشان نبی ہو اسی طرح اس کی پیشگوئیوں کا زمانہ بھی لمبا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں قیامت تک پوری ہوتی رہینگی۔ ..... انبیاء اللہ تعالیٰ کے غنار فانی پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح اسکے دوسرے صفات پر۔ چنانچہ مذکور ہے۔ کہ

بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر خدا تعالیٰ سے دعائیں کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر ؓ نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا تو آپ سے وعدہ ہے۔ کہ وہ کفار کو ہلاک کریگا۔ اور مومنوں کو فتح دیگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں وعدہ تو ہے۔ مگر وہ غنی بھی ہے پس اس آیت قرآنی اور ان واقعات کو جاننے کے بعد یہ کوئی مستبعد امر نہیں اگر ایک نبی کو خدا کیطرف سے یہ وعدہ دیا جائے۔ کہ فلاں شخص تیری زندگی میں ہلاک ہوگا۔ اور پھر خدا اس وعدہ کو اس کی زندگی کے بعد پورا کرے یا ایک نبی ایک شخص کیلئے بددعا کرے کہ وہ اس کی زندگی میں ہلاک کیا جائے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کسی مصلحت سے اسکو نبی کے بعد تک مہلت دیدے۔ مگر ہمارے حضرت مسیح موعود ؑ کی پیشگوئی میں الہامی عبارت میں یہ لفظ ہرگز موجود نہیں کہ فلاں شخص تیرے سامنے ہلاک ہوگا"

حضرت مسیح موعود ؑ نبی ہیں اسلئے آپ پر منہاج نبوت کے رُو سے ہی کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے

"(۶) اب جب یہ تمام امور ایسے ہیں۔ جنکا منہاج نبوت کی رو سے انکار نہیں ہو سکتا اور حضرت مسیح موعود ؑ پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے۔ تو منہاج نبوت کی رو سے ہی ہو سکتا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ پھر مابہ الامتیاز کیا ہے جس سے جھوٹے اور سچے میں شناخت ہو۔ کیونکہ ایک طرف تو ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ سچے نبی کے اجتہاد میں بھی کبھی غلطی ہو جاتی ہے اور کہ سچی پیشگوئی میں بعض وقت ایک کے ذکر سے کوئی دوسرا مراد ہوتا ہے۔ اور علاوہ بریں وعید کی پیشگوئیاں ٹل بھی جاتی ہیں۔ اور دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایک فاسق فاجر کو بھی سچی خواب آ سکتی ہے"

انبیاء کو نصرت دیجاتی ہے اور جھوٹے مدعی نبوت کی بیخکنی کی جاتی ہے۔

"(۸) ان لوگوں کے متعلق جو خدا تعالیٰ سے الہام اور وحی پانے کے مدعی ہو کر ایک مذہب یا ایک سلسلہ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ ان کے متعلق خدا نے واضح الفاظ میں دو قانون اپنی پاک کتاب میں بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دوسرا قانون یہ ہے۔ کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ

بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جھوٹے مدعی نبوت کو نصرت نہیں دی جاتی۔ بلکہ اسے ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے"

صداقت انبیاء کا امتیازی نشان۔ اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی

"(۹) جس شخص کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنی کتاب کے مقرر کردہ قوانین کی رو سے جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا بلکہ صادقوں اور اپنے سچے رسول ؐ والا سلوک کرتا ہے۔ اس کی صداقت پر شبہ کرنا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنا اور اس کی کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکیگی" (ریویو جلد ۷ نمبر ۲)

خلاصہ حوالجات مذکورہ صدر

اس خلاصہ میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی جلدوں اور صفحات کے حوالے درج کرنے کی بجائے ناظرین کی سہولت کے لئے اس رسالہ کے گذشتہ صفحات سرخیوں یعنی مضمونوں۔ اور فقروں کے نمبر دیئے گئے ہیں۔ اس طور پر کہ لکیر۔ کے اوپر مضمون کا نمبر دیا گیا ہے۔ اور نیچے اس مضمون کے فقرہ کا۔ اور پہلو میں اس رسالہ کے صفحہ کا۔

(۱) عقائد جماعت احمدیہ (ص ۶ ۲۰/۴) (۲) یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا۔ آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جسکو نبوت بدوں آپ کے واسطے کے ملسکتی ہو۔ (ص ۳۸ ۶/۱۲) (۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے۔ مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے یہ دروازہ بند نہیں (ص ۳۸ ۶/۱۳) (۴) آنحضرت ؐ کی ختم نبوت آپ کے کسی بروز کو آنے سے نہیں

روکتی۔ البتہ آپؐ کے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آسکتی (۶/۱۳ ۳۸) (۵) کسی منصب کے
پانے میں کسی دوسرے فرد کا بروز ہونے کا دعویٰ واقعی طور پر اس منصب کو پانے
کے دعویٰ کی نفی نہیں کرتا۔ (۶/۱۳ ۳۹ حاشیہ و ۱۱/۲ ۵۰) (۶) اس سلسلہ کی اصل غرض
اللہ تعالےٰ پر زندہ ایمان پیدا کرنا ہے۔ اور یہ وہی غرض ہے۔ جس کے لئے ہمیشہ ایک
نبی کے کچھ عرصہ بعد کسی دوسرے نبی کے بھیجے جانے کی ضرورت پیش آتی رہی ہے
(۲/۸ و ۷، ۲۰) (۷) بعثت انبیاءؑ کی اصل غرض خدا تعالےٰ پر زندہ ایمان پیدا کرنا ہی ہے
جس کے حصول کا ذریعہ خارق عادت نشانات ہیں۔ اور یہ ضرورت اس زمانہ میں بھی
تھی۔ اس لئے اب بھی نبی کی ضرورت تھی۔ (۲/۱۰ و ۹، ۲۱) (۸) جس طرح غروب آفتاب
کے بعد گذشتہ طلوع آفتاب کے قصے روشنی پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح گذشتہ انبیاءؑ
کے نشانات کے قصے ایمان نہیں پیدا کر سکتے۔ اسلئے اب بھی ایک نبی کی آمد کی
ضرورت تھی (۲/۱۱ ۲۲) (۹) ایسی ضرورت کے پیدا ہونے پر کسی نبی کو بھیجنا اللہ تعالیٰ
کی قدیم سنت ہے جو کبھی بدل نہیں سکتی۔ اور یہ ضرورت اب بھی تھی (۲/۱۲ و ۱۴، ۲۳) ۔
(۱۰) جس طرح پہلے زمانوں میں انبیاءؑ آتے رہے اور ان کے ذریعہ سے خارق عادت
نشانات ظاہر ہوتے رہے۔ اسی طرح اس وقت بھی ایک نبی کا آنا اور خارق عادت
نشانات کا دکھایا جانا ضروری تھا۔ (۶/۷ ۳۶) (۱۱) اگر زمانہ کے بدلنے کے ساتھ خدا تعالےٰ
کی صفات میں کوئی تبدیلی نہیں آگئی تو ضرور تھا۔ کہ اسوقت خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی
نبی آتا (۲/۱۵ ۲۲) (۱۲) بعثت انبیاءؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ جاریہ (۱۳/۱ ۵۶)
(۱۳) اسوقت لوگ نہ صرف اس غلطی میں مبتلا ہیں۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا
بلکہ اس سے بڑھکر وہ یہ بھی سمجھ رہے ہیں۔ کہ اب کوئی بشر خدا تعالیٰ سے ہمکلام نہیں ہو سکتا
(۲/۱۶ ۲۴) (۱۴) قرآن کریم میں انبیاءؑ کی نصرت کے نمونے بار بار اس لئے بیان ہوئے
ہیں۔ کہ آیندہ مسلمان اس معاملہ میں ٹھوکر نہ کھائیں۔ (۲/۳ ۱۹) (۱۵) سلسلہ احمدیہ ان
خارق عادت نشانات کا مشاہدہ کرانے کا مدعی ہے۔ جو انبیاءؑ ہی کے ذریعہ سے ظاہر ہو سکتے
ہیں۔ (۲/۷ ۲۴) (۱۶) جن اصول کو سلسلہ احمدیہ زندہ کرتا اور پیش کرتا ہے۔ یہ وہی

اصول ہیں جنہیں تمام انبیاءؑ زندہ کرتے رہے ہیں۔ (۴/۱۹ ۲۵) (۱۷) یہی سلسلہ دنیا
میں مذہب کو زندہ کرنے والا ہے (۶/۸ ۳۷) (۱۸) سلسلہ احمدیہ مسئلہ کلام الٰہی
اور حقیقت ختم نبوت کے متعلق دوسرے مسلمانوں کے ساتھ دو باتوں میں اختلاف
رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ دوسرے مسلمان مکالمہ الٰہیہ کو بند بتاتے ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ
کھلا مانتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ دوسرے مسلمان اب کسی نبی کا مبعوث ہو سکنا
ختم نبوت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ امت محمدیہ کے لئے نبوت کے دروازہ کو
کھلا مانتا ہے۔ (۶/۱۴ ۳۸) (۱۹) سلسلہ احمدیہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
تمام انبیاءؑ پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ آپکی اتباع کے بغیر کوئی ادنے سے ادنے
برکت بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور آپکی اتباع سے نبوت بھی مل سکتی ہے۔
(۵/۶ ۴۲) (۲۰) حضرت عیسےٰؑ کی دوبارہ آمد میں مانع یہ بات نہیں کہ اب کوئی نبی
نہیں آسکتا۔ بلکہ یہ بات مانع ہے کہ انہوں نے نبوت براہ راست پائی تھی۔
اور اب براہ راست کوئی نور و برکت پانیوالا نہیں ہو سکتا۔ (۵/۶ ۴۳) ۔
(۲۱) تمام انبیاءؑ کے سلسلوں میں ضعیف الایمان اور منافق لوگ بھی پائے جاتے
ہیں۔ پس ضرور تھا۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے (ص ۴۳–۴۵)
(۲۲) تمام مذاہب کی پیشگوئیاں آخری زمانہ میں ایک نبی کی آمد کی خبر دیتی ہیں
(۱۱/۱ ۵۰) (۲۳) یہی وہ زمانہ ہے جسمیں موعود نبی کا نزول مقدر تھا۔ (۱۱/۲ ۵۰)۔
(۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ سو سال کے بعد از سر نو ایمان کے دنیا پر
قائم کئے جانے کا وعدہ الٰہی (۱۱/۵ ۵۱) (۲۵) سورہ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ
میں صریح پیشگوئی موجود ہے۔ کہ جس طرح اُمّی لوگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مبعوث ہوئے اسی طرح آخری زمانہ میں بھی ایک ایسی ہی قوم ہوگی۔ اور ان میں بھی
اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ (۱۱/۸ ۵۳) (۲۶) وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ کا موعود نبی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیرہ سو سال بعد بھیجا جانے والا تھا۔ (۱۱/۹ ۵۴)۔
(۲۷) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مدعی نبوت ہیں (۲/۱ ۱۸ و ۳/۲ و ۳ ۲۶ و)

(۲۸) آپؑ مقدس نبی ہیں۔ (۶۹ ۲۱/۸ و ۵۸ ۱۴/۳ و ۵۵ ۱۲/۱ و ۵۲ ۱۱/۶ و ۲۸ ۳/۶ و ۲۷ ۳/۴
۴۳ ۱۴/۱) (۲۹) آپؑ مدعی رسالت ہیں (۴۲ ۶/۴ و ۳۲ ۱۴/۳ و ۵۸) (۳۰) آپؑ برگزیدہ رسول
ہیں (۵۵ ۱۲/۲ و ۶۲ ۱۹/۱) (۳۱) آپؑ آخری زمانہ میں بھیجے جانیوالے موعود نبی ہیں۔
(۵۴ ۱۱/۱۱ و ۴۰ ۲/۲) (۳۲) تمام مذاہب کی پیشگوئیاں آپکو آخری زمانہ کا پیغمبرؑ ثابت
کرتی ہیں (۵۰ ۱۱/۱) (۳۳) آپؑ وہ موعود پیغمبر ہیں جس کے ہاتھ سے ماستی کی
فتح ہونی مقدر ہے۔ (۵۰ ۱۱/۱) (۳۴) آپؑ انہی معنوں میں نبی ہیں جن معنوں میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں (۵ ۱/۲ و ۴۲ ۵/۴ و ۵۹ ۱۶/۱) (۳۵) آپؑ انہی
معنوں میں نبی ہیں جن میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی تھے (۲۸ ۳/۶ و ۵۹ ۱۵/۶)
(۳۶) جو نصرت الٰہی آپکے شامل حال ہوئی ہے اس کی نظیر صرف انبیاء کے حالات
میں نظر آتی ہے۔ (۱۶ ۱/۶ و ۳۵ ۶/۵) (۳۷) آپؑ اس زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں
جس کے ہزاروں ایسے نمونے عیسائیوں کی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں جن سے
کسی نبی کی نبوت کا قطعی ثبوت ملتا ہے۔ (۱۸ ۲/۲) (۳۸) سلسلہ احمدیان
خارق عادت نشانات کے دکھلانے کا مدعی ہے۔ جو صرف اور صرف انبیاء کے
ذریعہ سے ظاہر ہو سکتے ہیں اور ہوتے آئے ہیں (۲۴ ۲/۱۷) (۳۹) مسئلہ عصمت
انبیاء۔ آپکی عصمت کا اور آپکی بعثت کی ضرورت کا اثبات (۱۳ و ۱۴ ۲۳ ۲/۱۴) (۴۰) سلسلہ
احمدیہ کے اس دعویٰ کے پرکھنے کا وہی طریق ہے جس سے انبیاء سابقین کے
نشانات کو پرکھا جاتا ہے۔ (۲۴ ۲/۱۸) (۴۱) آپؑ سلسلہ نبوت کا ایک فرد ہیں۔
(۴۹ ۱/۴ و ۴۸ ۱۰/۱ و ۲۶ ۳/۴) (۴۲) آپؑ زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں (۴۱ ۸/۱ و ۴۷ ۹/۸ و
۴۸ ۱/۱ و ۵۲ ۱۱/۷ و ۶۷ ۲/۶) (۴۳) گذشتہ انیس سو سال میں صرف تین نبی
آئے ہیں۔ حضرت عیسےٰؑ۔ آنحضرتؐ۔ اور حضرت مسیح موعودؑ (۵۶ ۱۳/۳) (۴۴)
آنحضرتؐ کے عہد کے بعد اب دوبارہ وہی دلیل ایک مدعی رسالت کو سچا ثابت
کر رہی ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی بابت دنیا پر حجت پوری
ہوئی تھی (۵۸ ۱۲/۳) (۴۵) آپؑ ان معنوں میں مدعی نبوت اور نبی نہیں جن کے

رو سے خلفاء اربعہ میں سے بعض کو بلکہ اکثر کو نبی کہا جا سکتا ہو یعنی محدث
غیر نبی نہیں ہیں۔ بلکہ آپ انہی معنوں میں نبی ہیں۔ اور اسی زمرۂ انبیاء کے
ایک فرد ہیں۔ جن معنوں میں۔ اور جس زمرہ میں سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام
ایک مدعی نبوت اور نبی تھے (۲۸ ۳/۶ و ۶۹) (۴۶) بموجب آیت تلک الرسل
فضلنا بعضھم علی بعض مدارج انبیاء میں فرق ہوتا ہے۔ اور اس فرق
کا تعلق ان کے کام سے ہوتا ہے۔ اور اسی کام کے مناسب حال ہر ایک نبی کو
چھوٹی یا بڑی نصرت ملتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑی
نصرت دیگئی اور اسی بناء پر آپکو قتل سے محفوظ رکھنے کا وعدہ دیا گیا۔ اور
اسی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عظیم الشان نصرت اور قتل
سے محفوظ رکھنے کا وعدہ دیا گیا۔ (ص ۲۸ و ۲۹) (۴۷) نفس نبوت کے لحاظ سے اور
کام کی نوعیت کے لحاظ سے انبیاء میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اس لئے اس لحاظ سے
آپؑ میں اور دیگر انبیاء میں کوئی فرق نہیں ہے (۲۹ ۳/۱۲) (۴۸) آپؑ کے دعویٰ کو
منہاج نبوت پر ہی پرکھا جا سکتا ہے۔ (۵۹ ۱۴/۳ و ۶۸ ۲/۷) (۴۹) آپؑ کو کوئی
خبیث بیماری نہیں لگ سکتی۔ کیونکہ آپؑ نبی ہیں اور انبیاء ایسی بیماریوں سے
محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ ہاں معمولی بیماریاں جیسے دردسر وغیرہ آپکو ہو سکتی ہیں۔
کیونکہ ایسی بیماریاں انبیاء کو ہو سکتی ہیں (۳۰ ۴/۳) (۵۰) آپؑ گناہوں سے معصوم
ہیں۔ کیونکہ انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں (۳۱ ۶/۴) (۵۱) آپؑ شہرت پسند
نہیں ہیں۔ کیونکہ نبی شہرت پسند نہیں ہوتے (۳۱ ۵/۱)
(۵۲) آپؑ کا طریق شروع ہی سے انبیاء والا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے
بغیر آپؑ کچھ نہیں کرتے (۳۴ ۶/۲) (۵۳) آپؑ کی مخالفت نہایت سخت ہوئی
جس سے وہ سنت اللہ پوری ہوئی جو اس بارہ میں انبیاء کے متعلق ہے (۳۴ ۶/۳)
(۵۴) آپؑ کی مخالفت کی نظیر صرف انبیاء کے حالات میں مل سکتی ہے (۵۴ ۱۱/۱۱)
(۵۵) اس وقت خدا کے نبی مسیح موعودؑ کا اسی طرح انکار کیا گیا ہے۔ جس طرح ...

پہلے نبیوں کا انکار کیا گیا تھا۔ (٦١ ١٦/١) (٥٦) آپ کی بعثت کا بالکل وہی مقصد ہے جو تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد تھا۔ (٣٥ ٦/٢) (٥٧) آیت هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ میں مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی ہے۔ (٣٧ ٦/٩) (٥٨) آپ غیر نبی مجددین میں سے نہیں بلکہ انبیاء میں سے ہیں جو حقیقی مجدد ہوتے ہیں (٣٩ ٧/١) (٥٩) آپ کی دعویٰ سے قبل کی پاک زندگی۔ انبیاء کی دعویٰ سے قبل کی زندگی بھی پاک ہوتی ہے (٤٢ ٥/٤ و ٤٢) (٦٠) آپکی دعوت بھی انبیاء کی طرح عام ہے۔ (٤٣ ٥/٥) (٦١) آپکے سفر۔ تمام انبیاء کو سفر بھی پیش آتے ہیں (٤٣ ٥/٤) (٦٢) آپ ویسے ہی ہمارے آقا اور محبوب ہیں جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اس تیرہ سو سال میں اس منصب والا اور کوئی شخص دنیا پر نہیں آیا۔ (٦٥ ٢/١) (٦٣) جن معنوں میں آپ بروز نبوی ہیں ان معنوں میں آپ سے قبل تیرہ سو سال میں کوئی بروز نبوی نہیں آیا۔ (٦٥ ٢١/٢) (٦٤) جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت شرط ایمان ہے۔ اسی طرح آپکی محبت بھی شرط ایمان ہے (٦٦ ٢١/٢) (٦٥) آپکی وحی از قسم وحی انبیاء ہے نہ کہ از قسم وحی غیر انبیاء (٣٢ ٥/٢) (٦٦) آپ پر کلام الٰہی جبرئیل لاتا ہے (٤٩ ١٠/٣) (٦٧) آپ کے منکر محض نام کے مسلمان ہیں۔ اور وہ اپنے انکار میں کفار مکہ سے بھی بڑھکر ہیں (١٦ ١/٥) (٦٨) جو حیثیت پہلے انبیاء کے منکرین کی تھی وہی حیثیت آپ کے منکرین کی ہے (٢٢ ٢/٨) (٦٩) آپکو اسلئے بھیجا گیا ہے۔ کہ زندہ ایمان نبی کی آمد کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا (١٩ ٢/٥) (٧٠) اسلام میں سلسلہ احمدیہ کی ٹھیک وہی حیثیت ہے۔ جو یہودی مذہب میں اصلی عیسائی مذہب کی تھی (٣٣ ٦/١) (٧١) آپکا انکار کل سلسلہ نبوت کا انکار ہے (٤٩ ١٠/٤) (٧٢) آپ دنیا پر ایمان کو از سر نو قائم کرنے آئے ہیں (٥٠ ١١/٤) (٧٣) مومن وہی ہے جو نبی اللہ مسیح موعود کو مانے (٦١ ١٢/١) (٧٤) اصلی اسلام اب صرف احمدیت ہے (٦٤ ٣/١٠) (٧٥) اس سلسلہ کے مخالفین سوچیں کہ وہ الفریقین (کافر گروہ اور مومن گروہ) میں سے کس فریق میں

داخل ہیں (٦٧ ٢١/٥) (٧٦) اگر آپ کے دلائل صداقت کا انکار کیا جائے تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی (٦٩ ٢١/٩) (٧٧) صادق کے ساتھ جسقدر کسی کا تعلق زیادہ ہوگا۔ اسی قدر وہ اس کے ساتھ اخلاص اور محبت میں ترقی کرے گا (٤٦ ٩/٦) (٧٨) ضعیف الایمان لوگ ہمیشہ مخلصین کو غالی کہا کرتے ہیں اور یہی وجہ مرتد ڈاکٹر کے ارتداد کی ہوئی تھی (٤٧ ٩/٢) (٧٩) سلسلہ احمدیہ سے قریباً ہر شخص واقف ہو چکا ہے (٥٥ ١١/١٢) (٨٠) خلافت احمدیہ اس سلسلہ کی سچائی کا زبردست نشان ہے (٦٦ ٢١/٣)

مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات کا حوالہ دینے سے ہمارا اصل مقصود کیا ہے

مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات کا خلاصہ آپکے سامنے رکھنے کے بعد میں پھر دو بارہ آپکو اپنے اصل مدعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میرا مقصود ان حوالجات کے پیش کرنے سے صرف اسی قدر نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ عقائد پر سے پردہ اٹھاؤں۔ اور ان کی ذات پر اتمام حجت کروں۔ بلکہ میرا اصل مدعا یہ ثابت کرنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق یا مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق جماعت احمدیہ کا جو اسوقت عقیدہ ہے وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی تھا۔ اور اگر اسوقت جماعت کا وہی عقیدہ نہ ہوتا جو اسوقت ہے۔ اور جو اوپر کے بیان کردہ حوالجات سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو ممکن نہ تھا کہ ایسے مضامین رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع کئے جا سکتے یا ان کی پر زور طور پر تردید نہ کی جاتی۔ اور ساری کی ساری جماعت ان باتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خاموش رہتی اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ جماعت اسوقت ان مضامین سے بکلی بے خبر رہی ہو۔

ہاں اگر کوئی شخص اس زمانہ میں احمدیت کو اختیار کرنے کے بعد کبھی مرکز میں نہ آیا ہو۔ نہ سلسلہ کا لٹریچر اسوقت کبھی اس کے مطالعہ میں آیا ہو۔ نہ جماعت سے

ملنے اور سلسلہ کے عقاید اور تعلیمات کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا اُسے موقع میسر آیا ہو۔ اور اس وجہ سے وہ اپنے عقاید کی اصلاح نہ کرسکا ہو۔ تو ایسا شخص مستثنےٰ ہے۔ اور اسے میں اس معاملہ میں ایک حد تک معذور سمجھتا ہوں۔ گو اس کا اسوقت اس حقیقت سے انکار کرنا بھی (اگر وہ ایسا کرے) ایسا ہی ہوگا۔ جیساکہ ایک اندھا شخص دوپہر کے وقت روز روشن میں طلوعِ آفتاب کا انکار کردے اور یہ واویلا شروع کردے کہ اسوقت دن نہیں بلکہ رات ہے۔

اسی طرح وہ شخص بھی مستثنےٰ ہے جو باوجود ان ذرائع کے میسر آنیکے اور باوجود پورے طور پر ان امور سے آگاہ ہونے کے منافقانہ طور پر ان عقائد کا منکر رہا ہو۔ اور شیطان اخرس بنکر اپنے اصل عقائد کے اظہار سے اور جماعت کے لوگوں کے ساتھ اس بارہ میں تبادلہ خیالات کرنے سے کنارہ کش رہا ہو۔ اور اس زمانہ میں وہ بکلی خاموش رہا ہو۔ اور ریویو جیسے رسالہ میں ان عقائد کی مسلسل اور متواتر طور پر اشاعت ہوتی دیکھکر بھی مہر بلب رہا ہو۔ بلکہ ایسے شخص کو جماعت کی طرف منسوب کرنا بھی خلق خدا کو دھوکہ دینا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ بلا استثنای تمام کی تمام جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی بالتفصیل یا بالاجمال انہی عقائد پر قایم تھی۔ جنپر وہ اب قایم ہے۔

مولوی محمدؐ علی صاحب کے مذکورہ صدر حوالجات پر تبصرہ

(۱) ان حوالجات میں مولوی محمدؐ علی صاحب نے جا بجا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدعی نبوّت کہا ہے۔ (دیکھو ۲/۱ و ۱۸ و ۳/۳۲ و ۲۶ و ۳/۴ و ۲۷ و ۳/۶ و ۲۸ و ۱۱/۲ و ۵۲ و ۱۲/۱ و ۵۵ و ۱۴/۳۳ و ۵۸ و ۲۱/۸ و ۶۹۔ اور وہ یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ "جب ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہیں گے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ وہ صرف نبوت کا مدعی ہے۔ یا بالفاظ دیگر کامل نبوّت کا مدعی ہے" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۸۸) جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ ان

لفظ مدعی نبوّت اور اسکا مفہوم

ریویو والی اپنی تحریرات کے لکھنے کیوقت حضورؑ کو محدث یعنی غیر نبی ملہم نہیں بلکہ کامل نبوت کے مدعی سمجھتے تھے (جس سے مراد صاحب شریعت نبی نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ اصطلاح ہے جیساکہ توضیح مرام صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے۔ "انّ النبوّۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت" یعنی نبوت تامہ کاملہ جس سے مراد وہ نبوت ہے۔ جس کے ساتھ شریعت جدیدہ بھی ہو اسکا دروازہ بند ہوچکا ہے بلکہ اس سے وہ مطلق نبوت کا دعویٰ مراد ہے۔ جسکو صرف نبوت جزئیہ سے الگ کرنے کے لئے وہ نبوت کاملہ کہتے ہیں (دیکھو النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵) اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں (یعنی ان تحریرات کے ریویو میں شایع ہونے کے وقت) تمام جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان معنوں میں کامل نبی یقین کرتی تھی کہ آپ جزوی نبی یا محدث نہیں بلکہ مطلق نبی یا بلفظ دیگر کامل نبی اور مدعی نبوّت کاملہ ہیں۔

زمرۂ انبیاء میں سے

(۲) ان حوالجات میں مولوی محمدؐ علی صاحب نے جابجا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمرہ رسل و انبیاء میں داخل اور شامل بیان کیا ہے۔ اور اس امت کے دوسرے محدثوں اور مجددوں کو اس زمرہ سے الگ قرار دیا ہے۔ اور وہ اس بات کو بھی تسلیم کرچکے ہوئے ہیں۔ کہ زمرۂ انبیاء و رسل میں شامل بتانا دوسرے لفظوں میں حقیقی نبی کہنا ہے۔ اور حقیقی نبی سے ان کی مراد صاحب شریعت نبی نہیں ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ اصطلاح ہے۔ جیساکہ حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے۔ "حقیقی معنے مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں" معراج منیر صفحہ ۳ "وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے"۔ مکتوب مندرجہ اخبار الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ پرچہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء بلکہ حقیقی نبی سے انکی مراد فی الواقع نبی ہے۔ جسے ان معنوں میں نبی نہیں کہا جاتا جن میں ایک انسان کو شیر کہدیا جاتا ہے۔ بلکہ ان معنوں میں نبی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ

فی الواقع نبی ہے۔ (دیکھو اشتہار نبوۃ کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق صفحہ ۱۴)
چنانچہ وہ اپنے اشتہار "نبوۃ کاملہ تامہ اور جزوی نبوت میں فرق" کے صفحہ ۱۹ پر
لکھتے ہیں:۔

"اکثر لوگ دریافت کرتے ہیں کہ آیا فی الواقع میاں صاحب حضرت مسیح موعودؑ
کو حقیقی نبی مانتے ہیں؟ اور انہوں نے ایسا کہاں لکھا ہے۔ مختصر طور پر اسکا جواب یہ
ہے کہ میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ..
..... الفضل مورخہ ۱۷ر جنوری (۱۹۱۵ء) میں ان کا ایک خط چھپا ہے۔ جس میں
انہوں نے صاف طور پر آیت فمن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا او
كذب باياته پر بحث کرتے ہوئے یہ لفظ لکھے ہیں:۔ "اس آیت میں نبیوں
اور رسولوں کے الہام کا ذکر ہے اور وہی مراد ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ چونکہ اس
گروہ میں شامل تھے اس لئے ان کا انکار بھی اسی آیت کے ماتحت آتا تھا"۔ اب اس عبارت
کا منشاء سوائے اسکے کچھ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ فی الواقع رسل اور انبیاء میں
شامل ہیں۔ ...... مجددوں کے الگ کر دینے اور حضرت مسیح موعودؑ کو نبیوں
اور رسولوں میں شامل کرنے سے صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا
ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں نہ مجازی"
پس چونکہ وہ ریویو کی تحریرات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
غیر نبی مجددین سے الگ کر کے انبیاء و رسل کے زمرہ میں شامل بتاتے رہے ہیں
اسلئے ان کے اپنے مسلمات کی رُو سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان تحریرات کے
لکھنے کیوقت حضورؑ کو حقیقی نبی یعنی فی الواقع نبی سمجھتے تھے۔ نہ کہ محض محدث یعنی
غیر نبی ملہم۔ اور یہ کہ اسوقت بھی جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ تھا جیسا کہ اب ہے۔
اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ ان عقائد کو چھوڑ چکا ہے جن پر جماعت
حضورؑ کی زندگی میں قائم تھی۔

(۳۲) مولوی محمدؐ علی صاحب نے حضورؑ کے لئے الفاظ نبی و رسول وغیرہ کو

الفاظ نبی و رسول کا بلا تشریح ہی نہیں بلکہ کامل معنوں اور حقیقی معنوں والی تشریح کے ساتھ بار بار استعمال	بلا تشریح بھی نہیں اس تشریح کے ساتھ بار بار استعمال کیا ہے کہ آپ زمرۂ محدثین میں سے نہیں بلکہ زمرۂ انبیاء و رسل میں سے ہیں۔ جو ثابت کرتا ہے کہ اسوقت

وہ آپکو کامل معنوں میں اور واقعی اور حقیقی طور پر نبی اور رسول سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ
خود لکھتے ہیں کہ کسی لفظ کو کسی شخص پر بلا تشریح بار بار اطلاق کرنا ثابت کرتا ہے کہ
اس شخص کے لئے اس لفظ کو کامل معنوں میں اور سچ مچ کے طور پر استعمال کیا گیا
ہے۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ تکفیر اہل قبلہ کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں:۔
"کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ شائد میاں صاحب کا کافر کہنا محض فرعی
کفر کے معنے میں ہو۔ یا مسلمان نہ سمجھنے سے محض کامل مسلمان نہ سمجھنا مراد ہو۔
نہیں بلکہ ان بیچیر لوگوں کو میاں صاحب سچ مچ دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے
ہیں اور ... اس پر ان الفاظ کا بلا تشریح بار بار اطلاق کرنا خود اسی معنے کا مؤید ہے"
مولوی محمدؐ علی صاحب کی اس تحریر کی روشنی میں اگر ان کی سابقہ تحریرات
کو دیکھا جائے تو ان ...... تحریرات کا ماحصل اور مفہوم یہ ثابت ہوتا ہے کہ
"کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ شائد مولوی محمدؐ علی صاحب کا حضورؑ کو نبی اور رسول
کہنا صرف جزوی نبوت یا محدثیت کے معنے میں ہو یا جن معنوں میں آپؑ کو
مدعی نبوت بتاتے ہوئے ...... خلفاء اربعہ میں سے (جو اگر سب نہیں تو
ان میں سے کم از کم اکثر خود بقول مولوی صاحب محدث ہیں) کسی کے نبی اور
مدعی نبوت ہونے کی انہوں نے نفی کی ہے۔ اس سے ان کی مراد واقعی نبی ہونا نہ ہو
اور صرف وہ ماموریت مراد ہو جو بقول ان کے تمام مجددین امت محمدیہ کو حاصل تھی نہیں
بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولوی محمدؐ علی صاحب سچ مچ نبی اور
رسول مانتے تھے۔ اور اس پر ان الفاظ کا بلا تشریح (ہی نہیں بلکہ اس تشریح کے ساتھ
بار بار اطلاق کرنا کہ گذشتہ انیس سو (۱۹۰۰) سال سے قبل تو مختلف اقوام میں ہزارہا
انبیاء اور رسول مبعوث ہوئے تھے مگر اس انیس سو (۱۹۰۰) سال کے عرصہ میں صرف

تین نبی دنیا میں آئے ہیں۔ اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ پھر ان سے چھ سو (۶۰۰) سال
بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے
تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور درمیانی عرصہ
میں قطعاً کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا) خود اسی معنے کا مؤید ہے۔"

(۴) مولوی محمدؐ علی صاحب کی ان تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز
میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ۔ ۔ کو نہایت ہی کثرت کے ساتھ

الفاظ نبی و رسول کا عام استعمال

اور تواتر اور تکرار کے ساتھ بار بار نبی اور رسول
کہا گیا ہے۔ اور اسپر بھی حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے یا جماعت کیطرف سے کبھی اعتراض نہیں ہوا
بلکہ اس طریق استعمال کو بالاتفاق درست تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ حالانکہ ریویو
کے اجراء سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بعض تحریرات
میں اس بات سے منع فرما چکے تھے۔ جیسا کہ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۲ء
سے۔ حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷ سے۔ اور مکتوب مندرجہ الحکم پرچہ ۱۷ر اگست ۱۸۹۹ء
سے ظاہر ہے۔ پس اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ہدایات جو اس لفظ کے ایسے طور پر استعمال کو
ممنوع قرار دیتی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اجراء رسالہ ریویو سے قبل مولوی صاحب ۔ ۔ ۔
کے نزدیک ہی نہیں بلکہ تمام جماعت کے نزدیک منسوخ ہو چکی تھیں۔ اور
اس کے بعد کے حضورؑ کے ارشادات ان الفاظ کے اس طریق استعمال کو جائز قرار
دے چکے تھے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ان ارشادات کے ہوتے ہوئے
مولوی محمدؐ علی صاحب ان کے خلاف حضورؑ کے لئے نہ صرف نبی اور
رسول کے الفاظ کو نہایت کثرت اور تواتر کے ساتھ دہرا دہرا کر استعمال
کرتے (جیسا کہ انہوں نے کیا ہے۔ بلکہ مدلل طور پر ۔ ۔ ۔ ۔ بڑی شد و مد
کے ساتھ حضورؑ کو نبی اور رسول بھی ثابت کیا اور منوایا)

نبی رسول وغیرہ شرعی اصطلاحات کا حضرت اقدسؑ کے لئے بکثرت استعمال

(۵) مولوی محمد علی صاحب نے ان مضامین میں
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
نہایت کثرت اور تواتر سے ان تمام شرعی اصطلاحی الفاظ کے ساتھ کیا ہے جو عربی۔ فارسی
اور اردو زبان میں زمرۂ انبیاء کے لئے مخصوص ہیں۔ اور الہامی اور غیر الہامی مذہبی کتابوں
میں ان کا اطلاق صرف انبیاء و رسل پر ہوتا ہے۔ اور کسی غیر نبی کے لئے انہیں استعمال کرنے
کی شریعت کی رو سے اجازت نہیں ہے۔ جیسے الفاظ نبی۔ رسول۔ مرسل۔ پیغمبر۔ مدعیٔ
نبوت۔ مدعی رسالت وغیرہ وغیرہ۔ اور کوئی ایسا لفظ انہوں نے اپنی ان تحریرات میں
حضورؑ کے لئے استعمال نہیں کیا۔ جو انبیاءؑ کے لئے نہ بولا جاتا ہو۔ اور غیر نبی لوگوں کے ساتھ
مخصوص ہو۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ان تحریرات کے
لکھنے کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شریعت کے اصطلاحی معنوں کی رو سے
حقیقی طور پر نبی اور رسول مانتے اور سمجھتے تھے۔ اور یہی عقیدہ تمام جماعت کا تھا۔ ورنہ ممکن نہ
تھا۔ کہ اسوقت مولوی محمد علی صاحب کے ان مضامین کی تردید نہ کی جاتی۔

امتی۔ ظلی۔ بروزی وغیرہ اصطلاحات کے استعمال سے اجتناب

(۶) مولوی محمد علی صاحب نے ان تحریرات میں
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
لئے نہ صرف کوئی ایسا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا۔ جو فی الواقع عقیدۂ نبوت کی نفی کرتا ہو۔ بلکہ انہوں
نے اپنے ان مضامین میں حضورؑ کے متعلق کوئی ایسا لفظ بھی نہیں لکھا۔ جو گو صرف شریعت جدیدہ
کی نفی کرتا ہو۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ آپ کے فرزندی اور غلامی کے
رشتہ کو ظاہر کرتا ہو۔ مگر اب غیر مبایعین نے اسے از قسم متشابہات ٹھہرا دیا ہو۔ یا نفی نبوت
کے مترادف ظاہر کرنا شروع کر دیا ہو۔ جیسے امتی۔ ظلی۔ بروزی۔ غیر مستقل اور غیر حقیقی یا
غیر تشریعی وغیرہ الفاظ۔ بلکہ جہاں بھی انہوں نے ان تحریرات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ روحانی رشتہ یا آپ کا غیر شارع
ہونا بیان کیا ہے۔ ان اصطلاحات کو چھوڑ کر صریح الفاظ میں اسکا اظہار کیا ہے۔ اس لئے
ان تحریرات میں ان کے اقرار دربارہ نبوت و رسالت کی کوئی ایسی تاویل بھی نہیں کیجا سکتی

جسکی آڑ میں ان تحریرات کو متنازعہ فیہ ہی سمجھا جا سکے۔

تشریح معنے نبی کے لئے لغت کا حوالہ دینے سے اجتناب۔ لغت کا حوالہ دینا نبوت کی نفی نہیں کرتا

(۷) مولوی محمد علی صاحب نے ان تحریرات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہیں یہ بھی نہیں لکھا۔ کہ آپ پر نبی کا لفظ از روئے لغت صادق آتا ہے۔ جسے اب غیر مبایعین نے نفی نبوت کی دلیل بتانا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ اس سے نبوت کی نفی ہرگز نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکا اثبات ہوتا ہے۔ کیونکہ اس لفظ کا تعلق اسکی اصلیت کے لحاظ سے یا تو عربی زبان سے ہے اور یا پھر عبرانی زبان سے۔ اور یہ دونوں زبانیں اس لفظ کو کسی غیر نبی کے لئے استعمال کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتیں۔ اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں کوئی بڑے سے بڑا بزرگ انسان بھی نبی نہیں کہلایا۔ اور اسی لئے خود مولوی محمد علی صاحب نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کبھی ائمہ دین میں سے کسی بزرگ سے بزرگ انسان کو بھی صرف نبی کہکر نہیں پکارا۔ بلکہ بڑے زور سے دعویٰ کیا ہے۔ کہ کسی ولی پر جو درحقیقت نبی نہ ہو۔ نبی کا لفظ اطلاق پا ہی نہیں سکتا۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا یہ متفقہ اور مسلمہ طریق عمل ہے چنانچہ اسی بنا پر انہوں نے ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ عـ۵ میں صفحہ ۱۷۶ پر اور پھر جلد ۸ عـ۸ میں صفحہ ۱۸۱ پر یوز آسف کو عیسیٰ ابن مریم ثابت کیا ہے۔ کیونکہ اسے نبی کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ نبی نہ ہوتا۔ بلکہ کوئی غیر نبی اولیاء اللہ میں سے ہوتا۔ تو اسے نبی نہ کہا جاتا۔ مولوی محمد علی صاحب کے اصل الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں:۔ "مسلمان اسکو نبی کہتے ہیں۔ اس لئے یہ کسی مسلمان ولی کی قبر نہیں ہو سکتی" اور پھر لکھتے ہیں:۔ "لفظ نبی یا عبرانی میں ہے یا عربی میں۔ لیکن چونکہ کوئی نبی عربی سوائے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہوا۔ اس لئے ضرور ہے۔ کہ یہ کسی عبرانی نبی کی قبر ہو"۔ علاوہ اس کے مولوی محمد علی صاحب کے یہ زیر بحث مضامین عربی یا عبرانی زبان میں نہیں بلکہ اردو زبان میں ہیں۔ جن میں حضور کو انہوں نے بار بار نبی اور رسول بتایا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ان مضامین میں یہ الفاظ بلحاظ عربی یا عبرانی زبان کے الفاظ ہونے کے استعمال

نہیں کئے گئے۔ بلکہ انہیں اردو زبان کے الفاظ قرار دیکر اردو مضامین میں استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ کسی لفظ کے اردو کا لفظ ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ اردو زبان کے پیدا ہونے کے ساتھ یا اس کے بعد وجود پذیر ہوا ہو۔ بلکہ ہر ایک لفظ جو اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ وہ اس استعمال کی رو سے اردو زبان کا ہی لفظ ہے۔ اور اردو زبان میں اسکی وسعت معانی کا دائرہ اسی قدر متصور ہوگا۔ جسقدر معانی کے لئے وہ لفظ اس زبان میں استعمال ہوتا ہو۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ اردو زبان میں نبی اور رسول کے الفاظ خالص شرعی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اور وہی ایک معنے رکھتے ہیں۔ اور اس ایک معین معنے کے سوا اردو زبان میں کسی اور معنے میں یہ ہرگز ہرگز استعمال نہیں ہوتے۔ پس ان اردو مضامین میں ان الفاظ کے استعمال کو ان کے اس معنے کے سوا جو یہ اردو زبان میں بولے جانے کے وقت وہ دیتے ہیں۔ کسی اور معنے کی طرف کسی صورت میں بھی منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ تا ان الفاظ کی فرضی وسعت استعمال کو آڑ بنا کر یہ کہا جا سکے۔ کہ یہ فلاں معنے میں نہیں۔ بلکہ فلاں معنے میں استعمال ہوئے ہیں۔ پس ان مضامین میں مولوی محمد علی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول کہکر پکارنا اور پھر بار بار ایسا کرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ وہ ان مضامین کے لکھنے کے وقت حضور کو یقیناً یقیناً واقعی معنوں میں نبی اور رسول سمجھتے تھے

ختم نبوت کی حقیقت

(۸) مولوی محمد علی صاحب نے ان مضامین میں اس بات کو بھی بہت اچھی طرح سے واضح کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے صحیح سچے اور درست معنے کیا ہیں۔ جس کے ماتحت انہوں نے اس تشریح کو باطل اور غلط ثابت کیا ہے۔ کہ اب واقعی طور پر کوئی نبی آہی نہیں سکتا۔ اور اس کے مقابل پر صحیح معنے یہ بتائے ہیں۔ کہ اب وہی شخص منصب نبوت کو پا سکتا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا کامل پیرو ہو۔ اور پورے طور پر آپ کے رنگ میں رنگین ہو۔ اور جو شخص یہ شرط اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ اس کے لئے اس منصب کو پانے کا دروازہ بند ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے از سر نو

دنیا پر آسکنے میں روک ان کا نبی ہونا ہرگز نہیں ہو۔ کیونکہ نبی تو اب بھی آسکتے ہیں۔ ہاں یہ بات ان کے دوبارہ آنے میں ضرور روک ہے۔ کہ انہوں نے منصب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اتباع میں نہیں پایا۔ بلکہ وہ آپ کی بعثت سے بھی پہلے کے نبی ہیں۔ اور اب روئے زمین پر کوئی ادنےٰ سے ادنےٰ مقام قرب الٰہی پانے والا فرد بھی نہیں پایا جاسکتا۔ جسے وہ مقام آپکی اتباع میں نہ ملا ہو۔ بلکہ براہ راست ملا ہو۔ نیز انہوں نے نہایت شدومد کے ساتھ دہرا دہرا کر اس بات کو بیان کیا ہے۔ کہ جس ضرورت کے لئے گذشتہ زمانوں میں انبیاءؑ آتے رہے ہیں۔ وہ ضرورت اب بھی پائی جاتی ہے۔ اور جب وہ ضرورت موجود ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اسے پورا کرنے کے لئے کوئی نبی نہ آئے اور اگر پہلے زمانوں میں آپ سے قبل کے انبیاءؑ گو تھے ان زمانوں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتے تھے۔ تو اب اس زمانہ میں گذشتہ قصے کیونکر کافی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کہ اگر آئندہ کوئی نبی آنے والا تھا ہی نہیں۔ تو قرآن کریم میں صداقت انبیاءؑ کے معیار دہرا دہرا کر کیوں بیان کئے گئے۔ کیا یہ باتیں قرآن کریم میں مسلمانوں کو عبث کہی گئی تھیں۔

اسلام میں نہ صرف محدثیت کا بلکہ نبوت کا بھی دروازہ کھلا ہے

(۹) پھر مولوی محمد علی صاحب نے ان مضامین میں اس بات کو بھی متعدد مقامات پر کھول کر بیان کیا ہے۔ کہ مسئلہ مکالمہ الٰہیہ اور بعثت انبیاءؑ کے متعلق دو رنگ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے عقائد میں اختلاف ہے۔ اور غیر احمدی لوگ اس مسئلہ کے متعلق دو پہلوؤں سے غلطی خوردہ ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے نزدیک اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ اور جماعت احمدیہ کے نزدیک اب بھی نبی آسکتے ہیں۔ البتہ اب کوئی شارع نبی نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی کوئی ایسا نبی آسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا روحانی شاگرد اور آپ کا غلام نہ ہو۔ یا آپ کی غلامی کا شرف تو رکھتا ہو۔ مگر کامل طور پر آپ کے رنگ میں رنگین نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ لوگ مطلق مکالمہ الٰہیہ اور الہام الٰہی کا دروازہ بند مانتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ دروازہ بند نہیں۔ بلکہ کھلا ہے۔ ہاں اتنی بندش اسمیں ضرور ہے۔ کہ اب کسی غیر مسلم کو یہ شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر ایک مسلم کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور وہی لوگ اس شرف سے

بھی مشرف ہو سکتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے رنگ میں رنگین ہوں۔ غرض مولوی محمد علی صاحب نے محدثیت اور نبوت کو الگ الگ ذکر کر کے ان میں سے ہر ایک کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اتباع پر کھلا ثابت کیا ہے۔ اور دوسرے لوگوں پر بند۔

انیس سو سال میں صرف تین نبی

(۱۰) اسی طرح ان مضامین میں مولوی محمد علی صاحب نے بتایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لفظ نبی اس رنگ میں اطلاق نہیں پاتا۔ جس رنگ میں اس امت کے دیگر اکابر اولیاء و محدثین و مجددین پر اسکا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ (جن میں سے کوئی بھی فی الواقع نبی نہیں تھا۔ ہاں وہ الہام الٰہی سے مشرف تھے اور اپنے بعض کمالات کی وجہ سے یا اپنے بعض کاموں کی وجہ سے بعض انبیاءؑ کے مشابہ ضرور تھے) بلکہ آپ ان معنوں میں نبی ہیں۔ اور اس مفہوم کی رو سے آپ کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ جن معنوں میں اور جس مفہوم کے ماتحت یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیگر گذشتہ انبیاءؑ و رسل کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور جس کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بعد اور تیرہ سو سال ۱۳۰۰ میں قطعاً کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہوا۔ اور یہ کہ گذشتہ انیس سو سال کے عرصہ میں آج تک صرف تین نبی مبعوث ہو چکے ہیں۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو اب انیس سو سال گذر چکے ہیں۔ دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جن کو اب تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ اور تیسرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اب اس زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور یہ ایسی تشریح ہے۔ کہ جس کے بعد کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور جو قطعی طور پر ثابت کر رہی ہے۔ کہ ان مضامین کے لکھنے کے وقت مولوی محمد علی صاحب واقعی اور حقیقی طور پر ٹھیک انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول مانتے تھے۔ جن میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اور گذشتہ انبیاءؑ کو نبی اور رسول ماننے کے مدعی ہیں۔ (واللہ اعلم بمافی صدور العالمین)

مقصد بعثت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱۱) مولوی محمد علی صاحب نے ان مضامین میں سلسلہ احمدیہ کا مقصد اور بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی بعثت کی غرض کو بھی خوب واضح طور پر بیان کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ آپ کی بعثت کا بالکل وہی مقصد ہے۔ جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد تھا۔ اور اس موضوع پر متعدد مبسوط مضامین لکھے ہیں۔ جیسا کہ وہ مضامین جو انہوں نے خواجہ غلام الثقلین صاحب کے جواب میں لکھے تھے۔ یا جو انہوں نے "سلسلہ احمدیہ کے حالات اور عقائد" یا "اسلام کی تعلیم جو سلسلہ احمدیہ پیش کرتا ہے۔" کے عنوانوں کے ماتحت لکھکر شائع کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی وحی نبوت ہی جو صرف انبیاءؑ پر نازل ہوتی ہے۔

(۱۲) اسی طرح مولوی محمد علی صاحب نے ان مضامین میں اس بات کو بھی واضح طور پر بیان کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نزول وحی اس طور پر ہوتا ہے۔ جو انبیاءؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور دوسرے اولیاء اس سے بہرہ ور نہیں ہوتے اس میں اس کیفیت کو چشم دید طور پر ایک احمدی کے سوا کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا۔ ظاہر ہے۔ کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کے ماتحت مبشرات کا شرف پانے والوں سے یہ امت کبھی بھی خالی نہیں رہی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے ان مضامین میں پر زور طور پر دعویٰ کیا ہے۔ کہ سوائے سلسلہ احمدیہ کے اندر شامل ہونے والے لوگوں کے اس وحی کے نزول کی کیفیت سے قطعاً کوئی فرد آگاہ نہیں۔ اور اس سلسلہ کے افراد کے لئے اس پر اطلاع پانے کا ذریعہ مخصوص طور پر میسر ہے۔ پس اس سے مراد وہ مبشرات نہیں۔ جس سے اس جماعت کے برگزیدہ افراد خود بھی بہرہ ور ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ وحی الٰہی ہے جس کا نزول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوا۔ اور وہ وہی کیفیت نزول وحی ہے۔ جو انبیاء کے ساتھ خاص ہے۔ جس کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔ کہ "ان حالات کو ہم چشم خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں مشاہدہ کر رہے ہیں" اور ایک اور مقام پر اس کی مزید توضیح کرتے ہوئے اور یہ بتاتے ہوئے کہ آپ پر اس وحی اور کلام الٰہی کا نزول جبرائیل ؑ کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اس بات پر اعتراض کرنے والے اور اسے تسلیم نہ کرنے والے لوگوں کو کل سلسلہ نبوت کا منکر اور اسے رد کرنے والا بتایا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کے ان مضامین میں مسئلہ کفر و اسلام پر بحث

مولوی محمد علی صاحب نے ان مضامین میں مسئلہ کفر و اسلام پر بھی خوب روشنی ڈالی ہے۔ بلکہ جو مضمون انہوں نے ۱۹۰۶ء میں عقائد جماعت احمدیہ پر لکھ کر ریویو میں شائع کیا تھا۔ اسے انہوں نے شروع ہی ان الفاظ سے کیا ہے۔ "سلسلہ احمدیہ اسلام میں اس تحریک کے بالمقابل واقع ہے۔ جو یہودی مذہب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شروع ہوئی تھی" (دیکھو صفحہ ۳۳ رسالہ ہذا) یعنی جو حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والوں کے مقابل پر ان کے منکر یہودیوں کا تھا۔ ٹھیک وہی حکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے مقابل پر آپ کے منکرین کا ہے۔ اور ان دونوں میں سر مو فرق نہیں ہے۔ پھر ایک موقع پر بیان کرتے ہیں۔ کہ جو حیثیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر یہود کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقابل پر عیسائیوں کی تھی۔ ٹھیک وہی حیثیت آپ کے مقابل پر غیر احمدیوں کی ہے۔ اور ان کا حملہ دراصل صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہیں۔ بلکہ تمام انبیاء پر ہے۔ اور اس خدا کے نبی کو رد کر کے انہوں نے اپنے آپ کو کل سلسلہ نبوت کو رد کرنے والے ثابت کیا ہے "سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے۔ کہ جو اعتراض اس پر کیا جائیگا۔ وہ سارے نبیوں پر پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے۔ وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے" (دیکھو صفحہ ۹۱ رسالہ ہذا) اور ایک مقام پر بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار میں کفار مکہ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منکر تھے اور "النبی" نام کے مسلمان" بتا کر ثابت کیا ہے۔ کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۶ رسالہ ہذا) اور ایک موقع پر لکھتے ہیں۔ کہ غیر احمدیوں کا اسلام اور ہے۔ اور ہمارا اسلام اور۔ غیر احمدیوں والا اسلام اصلی اسلام نہیں۔ اصلی اسلام صرف احمدیت ہے جس کی تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام دے رہے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۴۱) اور ایک مقام پر بتاتے ہیں۔ کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت شرط ایمان ہے۔ اسی طرح محبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تحقیق و ثبوتِ ایمان کے لئے شرط ہے۔ (صفحہ ۶۶)

اور ایک جگہ پر احمدیوں اور غیر احمدیوں کو الفریقین یعنی دو متقابل گروہ جن میں سے ایک مسلم ہے اور ایک کافر بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "کاش ہمارے مخالف کبھی اتنا ہی غور کریں۔ کہ جسکی مخالفت پر وہ اڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ سچا ہو تو پھر وہ کن لوگوں میں داخل ہوں گے۔" اور یہ بات تو انہوں نے اپنے ان مضامین میں بار بار دہرا دہرا کر بیان کی ہے۔ کہ دراصل پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے قبل اسلام دنیا سے اٹھ چکا تھا۔ جسے آپ دنیا پر واپس لائے ہیں۔ پس آپ کا منکر وہ کر جو شخص اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ سراسر دھوکہ خوردہ ہے۔ اور اس مدعا کے ثبوت میں انہوں نے قرآن کریم کی متعدد آیات پیش کی ہیں۔ ان متفرق تحریروں کے علاوہ ایک مستقل مضمون بھی انہوں نے لکھکر ریویو کے اردو اور انگریزی دونوں ایڈیشنوں میں شائع کیا تھا۔ جس کا عنوان ہے "کیا ہم ایمان رکھتے ہیں" اس مضمون میں مولوی محمد علی صاحب یہ بات ثابت کرتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے بغیر کسی کا مومن ہونے کا دعویٰ کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔ اولاً تمہیدی طور پر لکھتے ہیں۔ "حضرت مسیح کے وقت کے یہودی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی اور عیسائی بھی تو اپنے آپ کو ایماندار ہی ظاہر کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کل لوگ اس بات کا کہہ دینا نہایت آسان سمجھتے ہیں۔ کہ ہاں ہم بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا ایمان اس زمانہ کی طرح مردہ ہو چکا تھا۔" اور اس کے بعد لکھتے ہیں۔ "ہم اسی وقت ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھکر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین رکھتے ہوں۔ اگر یہ نہیں۔ تو پھر ہمارا ایمان ہمارے منہ کی ایک بات ہے۔ جو محض لاف ہی لاف ہے۔ اور جس کی اصلیت کچھ نہیں۔" (دیکھو رسالہ ہذا صفحہ ۹۲) پس اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ وہ ان مضامین کے لکھنے کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج یقین کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کی وہ بیشمار تحریرات بھی اسی مدعا کو ثابت کرتی ہیں۔ جن میں انہوں نے حضور کو نبی اور رسول ثابت کیا ہے۔

عہد حضرت خلیفہ اول رضؓ میں مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ

چونکہ اس عرصہ میں مولوی محمد علی صاحب رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے لیے مضامین لکھنے سے

علی العموم فارغ رہے تھے۔ اس لیے اس عرصہ کی ان کی تحریرات بالکل کم ملتی ہیں۔ تاہم ان سے یہ بات بہت حد تک واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اس عرصہ میں مسئلہ نبوت کے متعلق ان کے کیا خیالات رہے ہیں۔ اپریل ۱۹۲۰ء میں کلکتہ میں ایک مذہبی جلسہ ہوا۔ جس میں مولوی محمد علی صاحب کا لکھا ہوا مضمون "اسلام کی تعلیم جو سلسلہ احمدیہ پیش کرتا ہے۔" پڑھا گیا۔ جو مئی ۱۹۰۹ء کے پرچہ ریویو میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون ان کا کوئی نیا لکھا ہوا نہیں تھا۔ بلکہ جو مضمون انہوں نے زیر عنوان "سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات اور عقائد لکھکر ریویو کے مئی ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں شائع کیا تھا۔ اسی سے لفظاً لفظاً لیا گیا تھا۔ اس مضمون کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تک ابھی ان کا عقیدہ مسئلہ نبوت کے متعلق وہی تھا۔ جو وہ اس سے قبل ریویو میں بیان کرتے رہے تھے۔ اور خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے معنی بھی بالکل وہی بیان کئے۔ جو اس سے پہلے انہوں نے بیان کئے تھے نیز دیگر فرق اسلامیہ کے ساتھ عقائد کی رو سے جماعت احمدیہ کا ایک اختلاف انہوں نے یہ بیان کیا۔ کہ ان لوگوں کے نزدیک وحی الٰہی منقطع ہو چکی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے نزدیک اس کا دروازہ دوسری امتوں پر تو واقعی بند ہو چکا ہے۔ مگر سچے مسلمانوں پر کبھی بند نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی بند ہو گا۔ اور اس کے علاوہ ایک اختلاف انہوں نے دیگر فرق اسلامیہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کا یہ بیان کیا۔ کہ ان لوگوں کے نزدیک کسی نبی کے آنے کا دروازہ بکلی بند ہو چکا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے نزدیک نبوت کا دروازہ بھی صرف غیروں پر بند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کے لیے ہرگز بند نہیں ہے۔ اور یہ کہ صرف تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے۔ غیر تشریعی نبوت کا دروازہ ہرگز بند نہیں ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کے نام کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا۔ کہ قرآن شریف اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں۔ اور آپ کے دو ناموں محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم میں انہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے۔" اور سلسلہ احمدیہ کی اصل حقیقت انہی الفاظ میں وہ پہلے مئی ۱۹۰۶ء والے مضمون میں لکھ چکے تھے۔ دہرا کر بیان کرتے ہوئے لکھا۔ کہ "سلسلہ احمدیہ اسلام میں اسی تحریک کے بالمقابل واقع ہے۔ جو یہودی مذہب میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ شروع ہوئی تھی۔" غرض اصولی طور پر انہوں نے اس مضمون میں بھی انہی عقائد کا اظہار اور اثبات کیا جن کا اظہار اور اثبات وہ

اس سے قبل اپنے مضمون مذکورہ بالا میں کر چکے تھے۔

لیکن اس اپریل ۱۹۰۹ء والے مضمون میں ایک خاص تبدیلی انہوں نے کی۔ اور وہ یہ کہ اصل مضمون میں جہاں جہاں حضرت مسیح موعود ؑ کو زمرۂ انبیاء میں داخل بتایا تھا۔ وہ تمام کے تمام فقرے اس دفعہ حذف کر دیئے۔ اور جہاں جہاں اصل مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مطابق آیت قرآن کریم وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ مرسل کے نام سے کیا تھا۔ ان تمام مواقع پر مرسل کے لفظ کو کاٹ کر اسکی بجائے مامور کا لفظ رکھ دیا۔ اور تمام مضمون میں ایک جگہ بھی نبی یا رسول یا مرسل کا لفظ نہ آنے دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب وہ حضور کے لئے ان الفاظ کو استعمال کرنے سے جھجکنے اور کنارہ کشی کرنے لگ گئے تھے۔ مگر اسمیں شک نہیں۔ کہ اصولی طور پر انہوں نے اپنا اور تمام جماعت کا عقیدہ اسوقت بھی وہی بیان کیا۔ جو پہلے بیان کرتے چلے آتے تھے۔ اور اس وقت تک ان کے عقیدہ میں تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ہاں طریق بیان میں تبدیلی شروع ہو گئی تھی۔

اس بات کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ باوجودیکہ اس عرصہ میں بھی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے وہ ایڈیٹر وہی تھے۔ اور اس رسالہ میں بڑی شد و مد کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول اور زمرۂ انبیاء کا ایک فرد بتایا جاتا تھا۔ ان ایام میں وہ ایسے مضامین پر کبھی معترض نہ ہوئے۔ اور اس طرح سے ان کے ساتھ اپنا پورا پورا اتفاق ثابت کرتے رہے۔ مثال کے طور پر میں اسجگہ مضمون "انبیائے عالم" کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں۔ جو انہی ایام میں جولائی ۱۹۱۰ء کے پرچہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ فقرہ یہ ہے:۔

"اس زمانہ میں جسقدر لوگ اصلاح کے لئے اٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک احمد ہی ہے۔ جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء ہی میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے۔ تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زرتشت علیہ السلام ایک نبی تھا۔ اگر بدھ اور کرشن ؑ نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدائے تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے۔ تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زرتشت ؑ اور دیگر

انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا۔ وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں۔ آپ نے اپنا ابتدائی زمانہ دیگر انبیاء ؑ کی طرح خلوت اور عبادت الٰہی میں بسر کیا۔ اور آپ اس عرصہ میں دنیا کے لوگوں سے الگ رہے آپ نے دیکھا۔ کہ دنیا کس طرح کے ظلمات میں پھنسی ہوئی ہے اور آپ کا دل یہ نظارہ دیکھ کر غم و حزن سے بھر گیا۔ اور آپ نے خدائے تعالیٰ کے آگے رو رو کر دعائیں کیں۔ کہ حق کی روشنی دنیا پر پھر چمکے۔ ان خلوت کے ایام میں وحی الٰہی آپ پر نازل ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ سے اسی طرح کلام کیا۔ اور آپ سے اسی رنگ میں بولا۔ جس طرح اور جس رنگ میں وہ گذشتہ نبیوں سے بولا۔ اور ان سے کلام کیا۔ خدائے تعالیٰ نے غیب کی عجیب در عجیب خبریں آپ پر ظاہر کیں اور جن باتوں کی آپ کو بذریعہ وحی الٰہی خبر دی گئی۔ جب وہ سب کی سب اسی طرح پوری ہوئیں۔ تو آپ کو یقین ہوا۔ کہ جس آواز کو آپ نے سنا تھا۔ وہ خدا کی آواز تھی۔ اور جو کلام آپ کے کانوں میں ڈالا گیا تھا۔ وہ اسی خدا کا کلام تھا۔ جس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت نازل کی۔ اور جس نے حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن جیسی بے نظیر کتاب اتاری۔ ہر ایک نئے کلام کے بعد آپ کا یقین بڑھا۔ اور اس ذوالعرش رب نے آپ پر اسی طرح تجلی کی۔ جس طرح کہ اس نے پہلے انبیاء پر اپنے تئیں ظاہر کیا تھا۔ آخر خدائے تعالیٰ نے آپ کو امر کیا۔ کہ خلوت سے باہر نکل کر روئے زمین کی قوموں کے سامنے نبوت کرو۔ جیسے کہ پہلے نبیوں نے نبوت کی۔" (ریویو آف ریلیجنز جولائی ۱۹۱۰ء نمبر ۷ صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹) اور پھر لکھتے ہیں۔

"الغرض جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لیگا۔ اسکو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہوگا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد اسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے۔ جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ایک سچے نبی ہیں۔ اور اسی زمرہ میں سے ہیں۔ جن کو انبیاء اور رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے" (صفحہ ۲۵۷)

اور آخر میں لکھتے ہیں۔ "اب آئندہ کوئی نئی شریعت نازل نہ ہوگی۔ اور کوئی ایسا نبی دنیا میں نہیں آئیگا۔ جو قرآن شریف کی شریعت کو منسوخ کرنے کے لئے آئے۔ ...... اب اس کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آئیگی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا صاحب شریعت

نبی نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ آپ خاتم النبیین یعنی انبیاء کے لئے مہر ہیں۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔" (ص ۲۶ و ۲۷) اس تحریر کی نہ کوئی تاویل ہو سکتی ہے۔ نہ اس کے متعلق کسی قسم کا کوئی اور عذر کیا جا سکتا ہے۔ اس مضمون کو دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق پسندیدگی اور خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔ چنانچہ اس بات کا ذکر خود حضرت مولوی شیر علی صاحب نے ضمیمہ رسالہ ہذا کے ص ۲۷ پر فرمایا ہے۔

اس کے بعد بھی ہمیشہ اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول بتایا جاتا رہا۔ اور ٹھیک انہی معنوں میں بتایا جاتا رہا ہے۔ جن میں اس مضمون میں بتایا گیا ہے۔ اور کبھی اسپر مولوی محمد علی صاحب کو یا کسی اور فرد جماعت کو اعتراض نہیں ہوا

مولوی محمد علی صاحب کے نئے عقائد دربارہ نبوت کے اعلان کی ابتدا

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ایک مضمون زیر عنوان "Ahmad as a prophet" ریویو میں نکلنا شروع ہوا۔ جو درحقیقت اس سے قبل کے جاری شدہ ایک سلسلہ مضامین کی ایک کڑی تھا۔ اور تبدیلی صرف عنوان میں کی گئی تھی۔ اور اس تمام سلسلہ مضمون میں بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول بتایا گیا تھا۔ اور کبھی اس پر مولوی محمد علی صاحب کو یا کسی اور کو اعتراض نہیں ہوا تھا۔ اور جب مذکورہ بالا نئی سرخی کے ماتحت نکلنا شروع ہوا۔ تو اسوقت بھی حضور کو نبی اور رسول ثابت کرنے پر مولوی محمد علی صاحب کچھ نہیں بولے۔ لیکن جب (حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کی حالت نازک ہو جانے کے موقع پر جس کے دو یا تین ہفتے کے اندر حضرت ممدوح کی وفات ہو گئی) اس مضمون کا دوسرا نمبر شائع ہونے لگا۔ اور اسکا آخری پروف مولوی محمد علی صاحب کے پاس (ان کے بحیثیت ایڈیٹر

اصل ذمہ وار ہونے کی وجہ سے) حسب معمول پہنچا۔ تو اسوقت انہیں اسپر اعتراض سوجھا۔ جس کی بنا پر انہوں نے اس سرخی "Ahamad" as a Prophet" کے لفظ پرافٹ یعنی نبی پر حسب ذیل فٹ نوٹ لکھ دیا:۔

The word prophet is used here not in the strict terminology of the Muslim law. The holy prophet Mohamad, may peace and blessings of God be upon him, being the last of the prophets in that sense, but in the broad sense of one endowed with the gift of prophecy by Divine inspiration, a gift which is promissed to every true muslim by the holy Quran, and one which was possessed in an eminent degree by the late Mirza Ghulam Ahmad of Qadian.

ترجمہ:۔ لفظ پرافٹ (نبی) اسلامی اصطلاح کے اصل معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ان معنوں کے لحاظ سے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ ہاں یہ لفظ اپنے وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس سے وہ شخص مراد ہے۔ جس کو الہام الٰہی کے ذریعہ پیشگوئیوں کے انعام سے سرفراز کیا گیا ہو۔ اور یہ وہ انعام ہے۔ جس کا وعدہ قرآن کریم نے ہر ایک سچے مسلمان کے ساتھ کیا ہے۔ یہی انعام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کو بھی زیادہ کثرت کے ساتھ ملا۔"

ر الحق ۱۱ء

جہاں تک مجھے مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہے۔ اس کی بنا پر میں

سمجھتا ہوں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی ان کے نئے عقیدہ اور نئے خیالات کے سلسلہ میں سب سے پہلی تحریر ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی اس تحریر کو ایک ناجائز طریق پر رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں داخل کیا۔ اگر وہ اس معاملہ میں دیانتداری کے طریق پر چلتے تو ان کا فرض تھا۔ کہ اس نوٹ کو اپنی طرف منسوب کرتے۔ یا اپنی طرف سے کوئی مستقل مضمون اس بارہ میں لکھکر اپنے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع کرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنا پسند نہ کیا۔ کیونکہ اس سے ان کی تبدیلی عقیدہ ثابت ہوتی۔ اور اس نوٹ کے لکھے جانے اور شائع ہونے کے وقت اس کے متعلق اس رسالہ کے ناظرین کو ان کی اپنی دستاویز مل جاتی۔ جو اسی وقت سے ان کی تبدیلی عقیدہ کے راز کو فاش کر دیتی۔ اس لئے انہوں نے خود پس پردہ رہ کر اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کے مضمون کے نیچے مذکورہ بالا فٹ نوٹ دے کر اس کے نیچے اپنا نام لکھنے کے بغیر اسے شائع کرایا۔ تاکہ یہ نوٹ بھی حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ہی سمجھا جائے۔ اور اس طرح سے اپنے نئے عقیدہ کی اشاعت کی ابتدا بھی ہو جائے۔ اور اپنی تبدیلی عقیدہ پر سے بھی پردہ نہ اٹھے اور عند الضرورت اسی نوٹ کو مولوی شیر علی صاحب کے خلاف ایک حجت کے طور پر پیش بھی کیا جا سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس نوٹ کے لکھے جانے کے سوا تین سال بعد اخبار پیغام میں اسی نوٹ کو پیش کر کے حضرت مولوی شیر علی صاحب پر تبدیلی عقیدہ کا الزام عاید کیا گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیغام صلح میں حضرت مولوی شیر علی صاحب پر اس الزام کے عاید کیا جانے سے قبل مولوی محمد علی صاحب کو ایڈیٹر صاحب پیغام کے اس الزامی مضمون کا علم نہیں ہوا۔ ورنہ وہ اسے ابھی اور بھی روکے رکھنے کی کوشش کرتے۔ تا جب اصل حالات پر سے پردہ اٹھایا جا سکنے کا احتمال نہ رہتا۔ تو اسوقت وہ اس سوال کو اٹھاتے۔ مگر ؎ خدا شرے برانگیزد کہ در وے خیر ما باشد۔ ایڈیٹر پیغام کے اس الزام کے نتیجہ میں اصل حقیقت بر وقت روشنی میں آگئی۔ اور اسکی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ ایڈیٹر صاحب پیغام کے اس مضمون کو اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کے جواب کو اس رسالہ کے آخر میں درج کر دیا گیا ہے۔

جو ایک نہایت ہی بصیرت افروز اور بصیرت بخش مضمون ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے مذکورہ بالا نوٹ جماعت میں مسئلہ نبوت کے متعلق تفرقہ کی بنیاد رکھنے کی غرض سے دیا تھا۔ اس کے بعد دوسرا نوٹ مسئلہ نبوت پر انہوں نے اپنے نئے عقائد کی ترویج کے لئے اور جماعت میں اس نازک موقع پر تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرنے کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی وفات سے صرف تین روز قبل اخبار پیغام جلد اول نمبر ۱۰۱ پرچہ ۱۰ر مارچ ۱۹۱۴ء میں دیا۔ جس کا عنوان ہے۔ "حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت" یہ نوٹ انہوں نے جماعت پر زیادہ اثر ڈالنے کی غرض سے بحیثیت "ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان" دیا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ اس نوٹ کو وہ پیغام میں اس عہدہ کا حوالہ دیتے ہوئے شائع کرتے۔

پس اگر ان نوٹوں کے لکھنے سے بہت قبل اس مسئلہ کے متعلق ان کا عقیدہ تبدیل ہو چکا ہو تو کچھ بعید بھی نہیں۔ مگر جہاں تک ان کی تحریرات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کے نئے عقیدہ کا اعلان مذکورہ بالا ہر دو نوٹوں سے ہی ہوا۔ اس کے بعد مولوی صاحب روز بروز دور ہی دور ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ ۶ر اپریل ۱۹۱۵ء کے پرچہ پیغام (جلد ۲ نمبر ۱۱۹) میں انہوں نے صاف اعلان کر دیا۔ کہ "میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی ہتک سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے۔ اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو" ایک عجیب بات اسجگہ ذکر کرنے کے قابل یہ ہے۔ کہ اس مؤخر الذکر اعلان کو جاری کرتے وقت مولوی محمد علی صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ یہ دعویٰ کیا۔ کہ مرزا صاحب کی نبوت کی نفی کے خیال کو پھیلانے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں۔ اور باقی جسقدر لوگ اسوقت اس بارہ میں میرے ہمخیال ہیں۔ وہ سب کے سب اسمیں میرے پیرو اور میرے شاگرد ہیں۔ اور اس بات کے اظہار کی تقریب یوں پیدا ہوئی۔ کہ ۲ر مارچ ۱۹۱۵ء کے پرچہ پیسہ اخبار میں صدیق یا صادق نام کے ایک غیر مبائع شخص کی طرف سے ایک

خط بنام "حضرت مولٰنا امیر قوم علامہ مولوی محمد علی صاحب" شائع کیا۔ اور اخبار میں شائع کرنے کی غرض یہ بتائی۔ کہ تا دوسرے لوگ بھی اس کے مضمون سے آگاہ ہو جائیں۔ اس خط میں نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو اور جماعت احمدیہ کو نہایت گندی گالیاں دی گئی تھیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اس میں جا بجا حملے کئے گئے تھے۔ اور یہاں تک لکھا گیا تھا۔ کہ "یہ سچ ہے کہ ان میں یعنی مرزا صاحب میں بھی بے شک اتنی شخصیت ضرور تھی۔ کہ ان کو رسول و نبی کہلانے کا شوق ضرور تھا" اور ایک خط اسکا انہی ایام میں غیر مبایعین کے رسالہ المہدی میں بھی "ایک مخلص کا خط حضرت امیر کے نام" کے ہیڈنگ کے نیچے شائع ہوا۔ اور اس میں بھی نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی نہایت سے سخت حملے کئے گئے۔ اس پر سیدنا و امامنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۵ مارچ ۱۵ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت کو غیر مبایعین کی اس خطرناک حالت سے عبرت پکڑنے اور ساتھ ہی ان کے لئے دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ "غیر مبایعین میں سے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور خدا تعالیٰ پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ مگر انہیں یہ یقین دلایا گیا ہے۔ کہ ہم ہی صداقت اور راستی پر ہیں۔ اس لئے وہ ان کے ساتھ ہیں تم دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں سمجھ دے دے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ وہ ان میں رہتے رہتے انہی جیسے ہو جائیں۔ تمام جماعت کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ دعا کرے۔ کہ وہ لوگ جو صداقت اور راستی سمجھ کر ان کے ساتھ ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ جلدی ہدایت دے۔ اخباروں والے اس بات کو شائع کر دیں۔ کہ تمام جماعت آج سے چالیس دن تک خوب زور سے دعا میں مشغول رہے...... تم آج سے پھر دعا کرنا شروع کر دو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ عرض کرو۔ کہ ہمارے بعض وہ بھائی جو غلطی سے شریروں (حضرت مسیح موعود کی ہتک کرنے والوں) سے مل گئے ہیں۔ وہ صداقت کو اندھوں کی طرح رد نہ کریں۔"

(الفضل جلد ۲ ۱۱۴ پرچہ ۱۶ مارچ ۱۵ء)

جب یہ خطبہ جمعہ مولوی محمد علی صاحب نے دیکھا۔ تو انہوں نے اس پر اپنے ۱۹ مارچ ۱۵ء کے خطبہ جمعہ میں کہا۔

"یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تم لوگ دو قسم کے ہو (مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے میاں صاحب کی بیعت نہیں کی) کچھ تو شریر ہیں باقی بھلے مانس۔ دوسری قسم کے لوگ تو یہی سمجھتے ہیں۔ کہ نبوت یہی درست ہے۔ لیکن پہلی قسم کے لوگوں کا کوئی ایمان نہیں۔ وہ نہ خدا کو مانتے ہیں۔ نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور نہ مرزا صاحب کو۔ یہ شریر لوگ ہیں۔ اور خواہ مخواہ شرارتیں کرتے ہیں۔ اس اعلان کے مطابق اگر کوئی تم میں شریر ہے۔ تو سب سے پہلے وہ شریر میں ہوں۔ جو شخص پہل کرتا ہے۔ وہ سب کا ذمہ وار ہو جاتا ہے۔ میں نے بیشک پہل کی ہے۔ اور تم نے میری بات کو صحیح سمجھ کر مان لیا ہے۔ اب تم میں سے جو بھلے مانس ہیں ان کے لئے چالیس دن تک مل کر دعائیں کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ ان کے دل راستی کی طرف پھیر دے۔ بڑی اچھی بات ہے۔ میں خود دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ جماعت کو غلطی سے باہر نکال دے۔ اگر میں غلط راہ پر ہوں۔ تو مجھے راہ راست پر لے آئے۔ اور اگر میاں صاحب غلطی پر ہوں۔ تو انہیں صراط مستقیم دکھائے۔ پس تم بھی دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ہی جماعت کو غلطی سے نکالے۔ نہ صرف دعا بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے۔ کہ پہلے سیدھی راہ اختیار کرو۔ اپنے عقیدوں کو درست کرو۔ دونوں طرف کے دلائل کو دیکھو۔ اور خوب ٹٹولو۔ کہ کون راستی پر ہے۔ پھر جو اچھی راہ ہو۔ اسے اختیار کرو۔ خدا نے تمہیں دل دیا ہے۔ تم اس سے کام لو۔ اپنی عقل اور سمجھ کو کام میں لاؤ۔ ایسا نہ ہو۔ کہ محض میرے کہنے پر مان لو۔ اور وہ راہ غلط ہو۔ مجھے یہ بات ناگوار نہیں۔ کہ انہوں نے دعاؤں کے لئے کیوں کہا ہے۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کچھ دعاؤں سے ہی کر دکھائے۔ تم میرے کہنے پر ان کے عقائد کو ترک نہ کرو۔ ان کو بھی دیکھو۔ ان پر غور کرو۔ اور خوب مطالعہ کرو۔ ہمارے دلائل کو بھی دیکھو۔ ان پر بھی غور کرو۔ پھر دعائیں بھی کرو۔ پھر اگر خدا نے تمہیں یہی ہدایت دی۔ کہ وہی عقائد صحیح ہیں۔ جو میاں صاحب پیش کرتے ہیں۔ تو بے شک ان کے ساتھ ہو جاؤ۔ مجھے اس بات سے کوئی رنج نہیں۔ جو بات کسی کو صحیح اور پختہ معلوم ہو۔ ضرور اس پر

کار بند ہو جائے۔

میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی بیخ کنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے۔ تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے۔ اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو"۔ (پیغام جلد ۲ ع۱۱۹ پرچہ ۱۵/۴ ۲)

مولوی محمد علی صاحب کے اس خطبہ کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ اسمیں جو دعوٰی انہوں نے کیا ہے۔ اسکی بنا محض اپنی بڑائی اور جھوٹی تعلی پر ہے۔ اور اسمیں انہوں نے یہ بتانا چاہا ہے۔ کہ گویا ان کا اثر ان کے ساتھیوں پر اسقدر گہرا اور اسقدر زبردست ہے کہ وہ لوگ ان کے اشارہ پر اپنے دین و ایمان تک کو قربان کر دیتے ہیں۔ ان کے اس دعوٰی کو ان کے ساتھی درست سمجھتے ہوں۔ یا نادرست۔ مگر اسمیں کچھ شک نہیں کہ واقعی جیسا کہ انہوں نے خود اقرار کیا اور تسلیم کیا ہے۔ مسئلہ نبوت کے متعلق ان کا موجودہ عقیدہ ایک نیا گھڑا ہوا عقیدہ ہے۔ اور موجودہ اختلاف کے ظہور سے قبل کے جسقدر احمدی افراد ان کے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔ وہ اس فتنہ کے قائم ہونے سے قبل وہی عقیدہ رکھتے تھے۔ جو تمام جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے باقی رہی یہ بات کہ اس تبدیلئ عقیدہ میں پہل کرنے والا ان میں سے کون ہے۔ اور اس کے پیچھے لگ کر اپنے عقائد کو تبدیل کر لینے والے کون کون ہیں۔ سو اس بحث میں پڑنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ وہ اس کا فیصلہ خود ہی باہم کر سکتے ہیں

اس خطبہ کے الفاظ "جو شخص پہل کرتا ہے۔ وہ سب کا ذمہ وار ہو جاتا ہے۔ میں نے بیشک پہل کی ہے۔ اور تم نے میری بات کو صحیح سمجھ کر مان لیا ہے"۔ کا تعلق اختلافی مسائل فریقین اور خصوصاً مسئلہ نبوت کے ساتھ ہے۔ جو روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے۔ اور جس بات میں پہل کرنے کا اس میں ذکر ہے۔ وہ یقیناً مسئلہ نبوت ہی ہے۔ اور اس کی یہ تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ بات مولوی محمد علی صاحب نے اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ نقل کے طور پر بیان کی ہے۔ کیونکہ سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جس خطبہ کو سامنے رکھ کر مولوی صاحب نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ اسمیں حضور نے ان کے متعلق ایسا ہرگز نہیں فرمایا۔

نہ ہی کسی اور جگہ کبھی بیان فرمایا ہے۔ بلکہ تمام جماعت احمدیہ میں غالباً کوئی فرد بھی ایسا نہیں ملیگا۔ جس نے ایسا کہا ہو۔ جس کی بنا پر مولوی محمد علی صاحب کے اس بیان کو تصور کیا جا سکے۔ پس اس بات میں کچھ بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ ان الفاظ میں مولوی محمد علی صاحب نے اس بات کو نہایت صفائی کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ کہ مسئلہ نبوت کے متعلق ان کا وہ عقیدہ جس کا انہوں نے اس خطبہ میں اظہار کیا ہے۔ ایک اختراعی عقیدہ ہے۔ جسے انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے حال میں اختیار کیا ہے۔ گو یہ ممکن ہے۔ کہ یہ اقرار انہوں نے دانستہ اور بالارادہ نہ کیا ہو۔ بلکہ اظہار تعلی کے جذبہ کے ماتحت از خود رفتگی کی حالت میں بلا ارادہ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے ہوں۔ اور بے ساختہ ان کی زبان پر ایک حق کا کلمہ جاری ہو گیا ہو۔ اس صریح اور کھلے اقرار کے علاوہ انہوں نے حال میں اپنے رسالہ تحریک احمدیت میں بھی ایک رنگ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ مسئلہ نبوت کے متعلق ان کا اور ان کے ساتھیوں کا عقیدہ وہ عقیدہ ہے۔ جسے از سر نو اختیار کرتے ہوئے انہوں نے جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ چنانچہ وہ اپنے اس رسالہ کے صفحہ ۳ پر پادری کریمر کے ایک مضمون مندرجہ رسالہ مسلم ورلڈ پرچہ اپریل سنہ ۱۹۳۴ء ص۱۱۱ کا ایک فقرہ اس بات کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ کہ "اثر اور رسوخ کے لحاظ سے عام مسلمانوں پر فریق لاہور غالب ہے"۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ فریق لاہور جماعت احمدیہ کا اصل گروہ نہیں بلکہ اصل گروہ فریق قادیان ہے۔ اور فریق لاہور اصل گروہ سے یعنی فریق قادیان سے الگ ہو کر ایک جداگانہ گروہ بنا ہے۔ اور اصل جماعت سے اس سے الگ ہونے کا موجب اور باعث اس کا یہ عقیدہ ہوا ہے۔ کہ بانی سلسلہ نبی نہیں بلکہ محض مجدد ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے بیان کے مطابق پادری مذکور کے اس فقرہ کا شروع کا حصہ یہ ہے:۔ "لاہور والے جو اصل گروہ سے اس لئے الگ ہو گئے ہیں کہ وہ بانی کا احترام بحیثیت مجدد کرتے ہیں۔ اور آپ کو نبی نہیں مانتے۔ اسلام کی رائے عامہ میں زیادہ مقبول ہیں"۔

اگر مولوی محمد علی صاحب نے پادری کریمر کے الفاظ کا ترجمہ کرنے میں کسی قسم کے بیجا تصرف

سے کام نہیں لیا۔ تو اس کے اس بیان کا مدعا اور ماحصل سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ فریق لاہور کے لوگ غیر احمدیوں میں زیادہ مقبول ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسئلہ نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کے عقائد کو چھوڑ کر وہ عقیدہ اختیار کر لیا ہے۔ جس نے انہیں غیر احمدیوں سے بہت قریب کر دیا ہے۔ اور یہ کہ اسی عقیدہ کو اختیار کرنا جماعت احمدیہ سے ان کی علیحدگی کا موجب ہوا ہے۔

اگر مولوی محمد علی صاحب کے اندر احمدیت کی کچھ بھی غیرت باقی ہوتی تو وہ پادری گلکرسٹ کے اس فقرہ کو فخریہ طور پر کبھی پیش نہ کرتے۔ بلکہ اپنی حالت پر روتے۔ اور شرمندہ ہوتے۔ مگر افسوس کہ وہ اس پر منفعل اور شرمندہ ہونے کی بجائے الٹا اسے فخریہ طور پر اپنی کتاب میں درج کرتے ہیں۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہیں اپنے اس انقلاب پر بہت بڑا فخر اور ناز ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

اگر مولوی محمد علی صاحب اپنے اس اقرار پر پختگی کے ساتھ قائم رہتے۔ تو ہمیں ان کے سابقہ عقائد کو بحث میں لانے کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اس معاملہ میں بھی انہوں نے دورنگی کا طریق اختیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ جہاں انہوں نے اپنے مذکورہ بالا بیانات میں اپنے انقلاب اور اپنی تبدیلی عقیدہ کا اقرار کیا ہے۔ تو اس کے مقابل پر بہت سے مقامات پر انہوں نے اس بات سے انکار بھی کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ جو عقیدہ وہ اب رکھتے ہیں۔ وہی موجودہ اختلاف کے ظہور سے پہلے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں بھی وہ رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ رسالہ "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۱۷ء کو شروع ہی ان الفاظ سے کرتے ہیں۔ "میرا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعود کیا تھا؟ میں نے اسکو ابتدائے اختلاف میں ہی کھول کر بیان کر دیا تھا۔ میں پہلے بھی اسی پر قائم تھا اب بھی اسی پر قائم ہوں"

اس لئے میں ذیل میں ان کے سابقہ اور موجودہ عقائد کا کسی قدر مقابلہ کر کے دکھاتا ہوں

جس کے ساتھ ایک کالم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم بھی درج کر دی ہے۔ تاکہ معزز ناظرین کو اس بات کا اندازہ لگانے میں سہولت ہو۔ کہ آیا ان کے سابقہ عقائد حضور کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ یا موجودہ عقائد۔ اور موجودہ عقائد کی صورت میں ان کا تعلق سلسلہ احمدیہ سے کہاں تک باقی ہے۔

مسئلہ نبوت کے متعلق ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ اور حال کی تحریرات کا مقابلہ

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین کے معنے	سابقہ تحریرات مولوی محمد علی صاحب خاتم النبیین کے معنے	تحریرات حال مولوی محمد علی صاحب خاتم النبیین کے معنے
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ آپ کے بعد براہ راست فیض نبوت منقطع ہو گئے۔ اور اب کمال نبوت اس شخص کو ملیگا۔ جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہو۔ اور اس طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی۔ اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا۔ تا وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ	"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا ہے جسکو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے	آپ نبیوں کے خاتم ہیں۔ یعنی جو کام نبی کیا کرتے تھے۔ وہ اب ہمیشہ کے لئے آپ کے افاضۂ کمال سے ہوا کریگا۔ اور آپ نبیوں کے خاتم ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اگر آپ کے بعد نبی آجائے۔ تو آپ کے اس کام کا انقطاع ہو جاتا ہے۔ جو نبی کیا کرتے تھے۔ ......آپ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آ سکتا۔ اور آپ کے روحانی فیض سے ہمیشہ انسان کامل پیدا ہوا کریں گے۔ یعنی نبیوں پر مہر کا کام

الاَبتَر ہیں ہے۔ دور کیا جائے۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو۔ اس طرح پر تو منقطع ہے۔ کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے۔ لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں۔ کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی ہو۔ اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔"

(ریویو بر مباحثہ صفحہ ۶-۷)

بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ صفحہ ۱۸۶)

آپ ہمیشہ کے لئے دیں گے۔ فیض نبوت سے جو کچھ ملتا تھا وہ اب آپ کی ہی وساطت سے ملیگا۔ نہ کسی اور کی۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آسکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ساری امت محمدیہ نے لفظ خاتم النبیین سے ایک ایسے اجماعی رنگ میں جس کی نظیر بہت ہی کم نظر آتی ہے۔ یہی مراد لی ہے۔ کہ آپ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ اھ عمارت نبوت کی آخری اینٹ۔"

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۱)

آنحضرتؐ کی خصوصیت کہ آپکا امتی نبی ہو سکتا ہے

"وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اسکی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" "اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا

آنحضرتؐ کی فضیلت تمام انبیاء پر کہ آپ کی اتباع کے بغیر کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ اور آپکی اتباع سے نبوت بھی مل سکتی ہے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل انبیاء پر فضیلت کے آپ شروع سے ہی قائل ہیں۔ اور آپ نے شروع

آنحضرت صلعم کی اس خصوصیت اور فضیلت کا انکار کہ آپکا متبع نبی ہو سکتا ہے۔

"ان الفاظ سے کہ بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جبکی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ میاں صاحب نے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس کے پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔ حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۲۸

لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جس قدر نبی گذرے ہیں۔ ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اسمیں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس امت میں آنحضرتؐ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

"اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپکو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپکا نام خاتم النبیین ٹھیرا۔ یعنی آپکی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپکی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷)

"ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے۔ کہ اسکی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴)

سے ہی یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے۔ جب تک کہ کوئی شخص سچے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔ یہ ہی وہ اصول ہے۔ جو حضرت عیسیٰ یا کسی گذشتہ نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کا مانع ہے۔ کیونکہ وہ نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حاصل کر چکے ہیں۔"

(ریویو جلد ۵ نمبر ۶ صفحہ ۲۴۲)

معلوم نہیں۔ یہ نتیجہ کن الفاظ سے نکالا گیا ہے۔ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اگر ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔ کہ "بجز اس کے کوئی صاحب خاتم نہیں۔" تو یہ نتیجہ درست نہیں۔" (النبوت فی الاسلام صفحہ ۲۰۴)

"ایسے معنے لینے کا ہم کو کیا حق ہے۔ کہ آپ کی اطاعت سے کوئی ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔"

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۰۵)

غیر تشریعی نبی جو آنحضرتؐ کا امتی ہو۔ آسکتا ہے

شریعت والا نبی کوئی نہیں۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

غیر تشریعی نبی جو آنحضرتؐ کا بروز ہو آسکتا ہے۔

"آنحضرتؐ کی ختم نبوت آپ کے کسی بروز کو آنے سے نہیں روکتی البتہ آپ کے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آسکتی۔"

(ریویو جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۱۸۶)

غیر تشریعی نبی بھی نہیں آسکتا

"نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں" (النبوت فی الاسلام صفحہ ...) "تشریعی، غیر تشریعی کا کوئی جھگڑا نہیں۔ مطلق نبوت ہی کسی کو نہیں مل سکتی۔" (ایضاً صفحہ ۱۱۶)

امتی ہونا نبی ہوسکنے کا منافی نہیں

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

آنحضرت صلعم کا امتی شخص نبی ہوسکتا ہے۔

"خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے جب تک کہ کوئی شخص سچے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔ یہی وہ اصول ہے کہ جو حضرت عیسیٰ یا کسی گذشتہ نبی کے دوبارہ دنیا میں آنیکا مانع ہے۔ کیونکہ وہ نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حاصل کر چکے ہیں۔ (ریویو جلد ۵ نمبر ۶ صفحہ ۲۴۲) "آخری زمانہ میں ایک ایسی ہی قوم ہوگی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہیں لوگوں کے ہمرنگ ہوگی اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔" (ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۹۶)

کوئی امتی شخص قطعاً نبی نہیں ہوسکتا۔

"امت کے اندر رہ کر نبوت کا دعوے بھی کذاب کا کام ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵) "جو شخص اس امت میں سے دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کذاب ہے۔" (ایضاً) "اس امت میں مطلق کوئی نبی ہو نہیں سکتا۔ اگر اس امت میں کسی کے نبی ہونے کا امکان ہوتا۔ تو حضرت عمر نبی ہوتے۔ مگر چونکہ حضرت عمر نبی نہیں۔ اس لئے اور بھی کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔" (ایضاً صفحہ ۱۱۸)

کسی گذشتہ نبی کے اب دوبارہ آنے کا مانع اس کا نبی ہونا نہیں بلکہ اس کا امتی نہ ہونا ہے۔

"کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے۔" (چشمہ مسیحی صفحہ ۲۹ حاشیہ)

حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنیکا مانع ان کا نبی ہونا نہیں بلکہ امتی نہ ہونا ہے۔

"خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے۔ جب تک کہ کوئی شخص سچے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔ یہی وہ اصول ہے جو حضرت عیسیٰ یا کسی گذشتہ نبی کے دوبارہ آنے کا مانع ہے۔ کیونکہ وہ نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حاصل کر چکے ہیں۔" (ریویو جلد ۵ نمبر ۶ صفحہ ۲۴۲)

حضرت عیسیٰ کا نبی ہونا ان کے دوبارہ آنیکا مانع ہے

"قرآن کریم نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم کرتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن کریم کی تصریح کے مطابق نبی تھے۔ پس ناممکن ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد آئیں۔" (تحریک احمدیت صفحہ ۴۵)

آنحضرت کی اتباع کے بغیر نہ کوئی ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا مل سکتا ہے نہ اعلیٰ

"اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے۔ کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج۔ بجز اقتدا اس امام الرسل کے حاصل ہوسکیں" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸)

آنحضرت صلعم کی اتباع کے بغیر نہ کوئی ادنیٰ مرتبہ مل سکتا ہے نہ اعلیٰ

"خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے جب تک کہ کوئی شخص سچے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔" (ریویو جلد ۵ نمبر ۶ صفحہ ۲۴۲)

صالحیت کا درجہ آنحضرت صلعم کی اتباع کے بغیر بھی مل سکتا ہے

"صالح کے مرتبے کو اسلام کے لئے خاص نہیں رکھا۔ بلکہ اہل کتاب میں سے جو نیکی کرتے ہیں۔ ان پر بھی صالح کا لفظ بولا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون ایات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون ــــ واولئک من الصالحین (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۵۱)

نوٹ:۔ (خاکسار مرتب رسالہ ہذا) مولوی محمد علی صاحب کی قرآن دانی کا یہ عالم ہے۔ کہ اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ قرآن کریم آنحضرت پر ایمان لانے والے اہل کتاب کا نام بھی اہل کتاب رکھتا ہے۔ جیسا کہ سورہ آل عمران کی آخری سے پہلی آیت سے اور ساتویں پارہ کی پہلی آیت سے اور خود اسی آیت سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

محض مکالمہ کا ہی نہیں بلکہ نبوت کا دروازہ بھی امت محمدیہ کے لئے کھلا ہے

"وہ صاحب خاتم ہے"

محض مکالمہ و مخاطبہ کا دروازہ ہی نہیں بلکہ نبوت کا دروازہ بھی کھلا ہے

"جس طرح آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد محض گذشتہ آفتاب کے انوار کے قصے واقعی روشنی پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح نبی کے نشانات جب مشاہدہ کی حد سے گذر کر قصہ اور کہانی کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ تو ان قصوں اور کہانیوں سے نور ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ آفتاب نبوت ظہور کر کے دوبارہ اسکی تیز شعاعیں تمام تاریکیوں کو پاش پاش نہ کر دیں۔ یہ خدا کی لاتبدیل سنت ہے ...... کوئی وجہ نہیں بتائی جاتی۔ کہ خدا نے اس وقت وہ اپنی سنت قدیمہ کیوں بدل دی۔ اور کیوں اس سخت ایمانی

نبوت کا دروازہ بند ہے اور محض مکالمہ کا کھلا ہے۔

"قرآن اور حدیث صرف ایک ہی

تفسیر آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ	تفسیر آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ	مفہوم آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ
"وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی آنحضرت ؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں۔ جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اسکی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے	"ھو الذی بعث............وھو العزیز الحکیم۔ ترجمہ خدا تو وہ ہے۔ جس نے امی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا۔ کہ انہیں اسکی آیات سنائے اور انہیں پاک بنائے۔ اور کتاب و حکمت کی ان کو تعلیم دے۔ گو وہ پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہیں لوگوں کی ہمرنگ ہوگی۔ اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ جو انہیں خدا کی آیات سنائیگا۔ اور انہیں پاک بنائیگا۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیگا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ زمخشری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تو لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ یہ اٰخرین منہم سے کونسی قوم مراد ہے۔	ھو الذی بعث...... لما یلحقوا بھم اس آیت میں آخرین کا عطف دو طرح پر ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ علیہم پر عطف ہو۔ اس صورت میں معنے یہ ہوں گے۔ کہ یہ رسول صرف ان امیوں پر ہی آیت نہیں پڑھتا صرف انہیں کا تزکیہ نہیں کرتا۔ صرف انہیں کو کتاب و حکمت نہیں سکھاتا۔ بلکہ دوسروں پر بھی جو ان سے ابھی ملے نہیں۔ اور بعد میں آنے والے ہیں۔ آیت پڑھتا ان کا تزکیہ کرتا ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اس صورت میں یہ آیت خاتم النبیین کی ہی مزید تشریح ہے۔ جسمیں در حقیقت یہ بتایا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت آیات الٰہی آپ کا تزکیہ کرنا کتاب و حکمت کی تعلیم دینا ایک قوم پر ختم نہیں۔ بلکہ اسکا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ گویا آپ کی نبوت کا کبھی خاتمہ نہیں۔ جو پیچھے آئیں گے سب کی تکمیل آپ ہی کریں گے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اسمیں یہ بھی ارشاد ہو۔ کہ یہ تعلیم اور تزکیہ نفس علمائے روحانی اور مجددین اور محدثون کے ذریعہ سے ہوگا۔ جو درحقیقت بوجہ کمال اتباع نبوی آنحضرت

بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اسکی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جسکی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ و ۲۸)	کمزوروں کے وقت میں کسی ایسے شخص کو مبعوث نہ فرمایا۔ جیسے وہ ہمیشہ سے مبعوث فرماتا رہا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر تمام مذاہب اس بات سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اب اس زمانے میں کسی بشر سے ہمکلام ہو۔ جیسا کہ وہ پہلے ہوا کرتا تھا۔ یا خارق عادت نشانات اور غیبیہ امور اس پر ظاہر کرے۔ جیسے کہ وہ پہلے کیا کرتا تھا۔ گویا نعوذ باللہ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ وہ لا تبدیل خدا بھی بدل گیا۔" (ریویو جلد ۴ ص ۱۲)	دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کھولتے ہیں اور وہ دروازہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانے والوں کا ہے۔ (النبوت فی الاسلام ص ۱۹۲)

قرآن کریم میں ایک نبی اور رسول کی آمد کی پیشگوئی اور وعدہ	ایک پیغمبر اور نبی کی آمد کے متعلق وعدہ الٰہی اور پیشگوئی	اس امت میں کوئی نبی آنیوالا نہیں ہے
"جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھیگا۔ اس پر ظاہر ہو جائیگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیر و زبر کئے جائیں گے۔ اور سخت طاعون پڑیگی۔ اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا۔ اس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۱) "یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔" (ایضاً ص ۶۷)	"ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے۔ کہ موعود پیغمبر کے نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی اور دنیا پرستی کے درمیان سخت جنگ ہوگا۔" (ریویو جلد ۶ ص ۳۲) "آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہیں لوگوں کے ہمرنگ ہوگی۔ اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا" (ایضاً)	"اس امت میں نبی نہیں آسکتا۔ محدث اور مجدد کا ذکر کرنے سے اور نبیوں کے آنیکا نہ صرف ذکر ترک کرنے سے بلکہ صفائی سے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا ارشاد فرما کر یہ امر واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ محدث اور مجدد سے علاوہ اس امت میں کوئی آنے والا نہیں۔" (النبوۃ فی الاسلام ص ۱۹۲)

بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونیوالے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔" تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ٦٧ نوٹ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایام الصلح میں بھی صفحہ ٦٩ سے ٧١ تک اس آیت کی مبسوط تفسیر فرمائی ہے	اسپر آنحضور پرنور صلعم نے سلمان فارسی کے کاندھوں پر ہاتھ رکھکر فرمایا۔ لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء الفارس یعنی اگر ایمان اٹھایا جاکر ثریا میں معلق ہوگا۔ تو ان فارسی لوگوں میں سے ایک شخص ایسا اٹھیگا۔ وہ وہاں سے بھی ایمان واپس لے آئیگا۔ آیت کریم میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے انہیں آخرین کہا گیا ہے۔ اور یہی وہ لفظ ہے۔ جو بجنسہ یا جس کے مترادف الفاظ ان تمام پیشگوئیوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ جو مسیح موعود کے نزول کے متعلق ہیں۔ (ریویو جلد ٦ صفحہ ٣)	صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بروز ہوں گے۔ اور دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ عطف امیین پر ہو۔ تو اس صورت میں معنے یہ ہوں گے۔ کہ ایک رسول امیوں میں یعنی عرب کے لوگوں میں مبعوث کیا۔ جو ان پر آیات اللہ پڑھتا اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ہی رسول ان میں سے (یعنی امیوں میں سے) پچھلے لوگوں میں مبعوث کیا۔ جو ان پر آیات پڑھتا اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے تو اس صورت میں دو رسولوں کی بعثت کی خبر نہیں۔ بلکہ ایک ہی رسول کی دو قوموں میں بعثت کی خبر ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ١٢٥ و ١٢٦)
مسیح موعودؑ نبی اور رسول ہے	**حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔**	**مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔**
"میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ) "میں آنحضرت صلی اللہ	"ایک متعصب آدمی جو ایک نبی کے خلاف رائے قائم کرچکا ہے۔ جیسے آپ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی بیخ کنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے

علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ٣٩٠) "خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا۔ اور جب وہ نبی مبعوث ہوگیا۔ .... تب وہ وقت آیا۔ کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جائے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ٥٢) "اس فیصلہ کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکیگا۔ وہ قرنا کیا ہے۔ وہ اسکا نبی ہوگا۔" (چشمہ معرفت صفحہ ٣١٨)	کے خلاف۔ اور رسیل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرچکے ہیں۔ وہ ایسی مبہم باتوں میں ایک نبی کے خلاف اعتراض پر ہاتھ ڈال سکتا ہے۔" (ریویو جلد ١٤ صفحہ ٨) "جس طرح اس نے ہندوستان کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کو اس وقت کسی نبی کی ضرورت نہ تھی۔ اسی طرح یہ بھی کسی اخبار میں شائع کرے۔ کہ آج سے انیس سو سال پہلے ملک شام کو کسی نبی کی ضرورت نہ تھی۔ (ریویو جلد ٣ صفحہ ١٢)	نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے۔ تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے۔ اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوئے ہو۔" (پیغام جلد ٢ صفحہ ١١٩)

مسیح موعود زمرہ انبیاء و رسل میں سے ہے	**حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زمرۂ انبیاء میں سے ہیں۔**	**حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرۂ انبیاء میں سے نہیں**
"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے۔ کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے۔ اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی۔ اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔ یہ خدا کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ	"خدا تعالیٰ کا قانون مستمرہ اور سنت جاریہ جو صحیح مذہبی تاریخ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے۔ اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت وتاثیر اور قوت جذب اور اعجاز و معجزہ نمائی اور نور دلائل و براہین نہیں رہتیں۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ کمال فضل اور رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ کہ جس کے مقدم خیر سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوذ پاتی ہے۔ اور مرجھائے ہوئے	"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے۔ کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا منشاء ہوتا ہے۔ کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اسکا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کیساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسکی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دیدیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں۔ تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں

نخل ایمان پھر تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔

اسی قانون کے مطابق اللہ تعالےٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا ہے۔ پھر جب مسیح سے چھ سو برس بعد عیسائی مذہب پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی جسکو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تو اسوقت خدا تعالےٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح موعود کو قادیان میں نازل فرمایا ہے جسکا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد صاحب ہے"۔ (ریویو جلد ۶ ؁)

"افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہی اعتراضوں کو دہرا رہے ہیں۔ جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جب عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے ہو کر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دہرا رہے ہیں۔ جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے۔ کہ جو اعتراض اسپر

وہی جزئی نبوت قرار پائیگی جسمیں اس امت کے دوسرے اولیاء بھی شریک ہیں۔ نہ وہ نبوت کاملہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کے پہلے انبیاء کو ملی"۔ (تشحیذ الاذہان ... الاسلام صلے
"آپ شروع سے کہتے رہے کہ بوجہ مبشرات کے۔ بوجہ کثرت مکالمات و مخاطبات کے میرا نام نبی رکھا

کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں۔ کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبر دست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بےوقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ...... ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا ...... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا ...... سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے"۔ (رسالہ الوصیت صفحہ ۴ و ۵)

کیا جائیگا۔ وہ سارے نبیوں پر پڑیگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے۔ وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔ (ریویو جلد ۵ ؁)

"ان مدعیان اصلاح کی جو اپنے اخباروں کو اس وقت مسلمانوں کی ڈوبتی ناؤ کو بچانے والے بیان کرتے ہیں۔ اقتصادی حالت کیسی ہے اور آیا الحملہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہے۔ یا کل سلسلہ نبوت پر"۔ (ریویو جلد ۵ ؁)

"کوئی نبی اللہ صرف دفع شر ہی کے لئے مامور و مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ دفع شر ایک ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے۔ جس کے بعد اعلیٰ اصول نہایت برجستگی اور مضبوطی کے ساتھ قائم کئے جاتے ہیں اور اگر دفع شر سے یہ مقصود حاصل کرنا مد نظر نہ ہو۔ تو پھر یہ بالکل بےحیثیت اور بے قدر بات ہے۔ اسی طرح مسیح موعود کا حال بھی ہے وہ اسی قانون الٰہی سے مستثنےٰ نہیں ہو سکتا۔ (ریویو جلد ۶ ؁ ۳) "ایک کثیر حصہ پیشگوئیوں کا ابھی ایسا ہے۔ جن کے پورا ہونیکا انتظار باقی ہے۔ کیونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے۔ کہ ایک نبی کی پیشگوئیاں اسکی موت تک ہی ختم نہیں ہو جاتیں۔ بلکہ جیسا عظیم الشان نبی ہو ویسا ہی اسکی پیشگوئیوں کا زمانہ بھی لمبا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی"۔ (ریویو جلد ۵ ؁)

گیا ہے۔ مگر اس نبوت سے مراد وہ نبوت نہیں جو پہلے انبیاء کو دی جاتی تھی"۔ (ایضاً ؁)
مسیح موعود تم بھی مانتے ہو ہم بھی مانتے ہیں۔ اگر کوئی فرق [illegible] تو صرف اسقدر کہ تم انہیں کامل نبی کہکر انکو نبیوں میں داخل کرنا چاہتے ہو

اس امت کے اندر نبی صرف مسیح موعود ہے۔	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زمرۂ محدثین میں سے نہیں۔ بلکہ زمرہ انبیاء میں سے ہیں۔	آپ زمرہ انبیاء میں سے نہیں بلکہ زمرہ محدثین میں سے ہیں۔
"اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ حاشیہ) "خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا" (ایضاً صـ۱۰۱) "جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ	"مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں۔ مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے۔ جس سے اس کا حق پر ہونا کھل جائے۔ عیسائیوں کے ہاتھوں میں توریت موجود ہے۔ اور ہزاروں انبیاء کے نمونے ان کی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ مگر کبھی وہ اپنی بحث کو اس رخ پر نہیں لائیں گے۔ کہ توریت نے وہ کونسا امتیازی نشان پیش کیا ہے۔ اور ہزاروں انبیاء کی زندگی میں وہ کونسا امتیازی نشان پایا جاتا ہے۔ جس سے نبی کی نبوت اور	"حضرت مسیح موعود کا شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول نہ تھے بلکہ آپ ان معنوں میں نبی اور رسول تھے۔ جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں" (ٹریکٹ امیر عقائد صفحہ ۲) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت وہی جزئی نبوت قرار پائیگی جسمیں اس امت کے دوسرے اولیاء بھی شریک ہیں۔ نہ وہ نبوت کاملہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کے پہلے انبیاء کو ملی" (تمہید النبوۃ فی الاسلام صـ)

اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے۔ تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اسلئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے" (حقیقۃ الوحی صـ۳۹۱)	منجانب اللہ ہونے پر قطعی اور یقینی ثبوت ملتا ہے۔" (ریویو جلد ۴ صـ۱۲)	"اس امت میں جس قسم کی نبوت ہو سکتی ہے۔ وہ حضرت علی کو ضرور ملی ہے" (النبوۃ فی الاسلام صـ۱۱۵) "محدثوں میں اول درجہ تو حضرت عمر کو دیا مگر حضرت عمر کے نبی ہونے سے انکار کیا" (ایضاً صـ۱۱)

ھوالذی ارسل رسولہ کا مصداق مسیح موعود ہے	ھوالذی ارسل رسولہ کا مصداق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔	مسیح موعود آیت ھوالذی ارسل رسولہ کا مصداق نہیں
"مجھے بتایا گیا ہو کہ تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" (اعجاز احمدی)	"سلسلہ احمدیہ اس غرض کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ جو قرآن شریف میں مسیح موعود کے آنے کی غرض بتائی گئی ہے۔ یعنی دین اسلام کو کل دینوں پر غالب کرنا۔ اس غلبہ اسلام کے متعلق جسکو مسیح کی آمد کی غرض ٹھہرایا گیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ" (ریویو جلد ۵ صـ۸)	"یہ کہنا کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اس کے صاف یہ معنے ہیں۔ کہ جس رسول کا ہدیٰ اور دین حق کے ساتھ بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ وہ محمد رسول اللہ نہیں۔ بلکہ مسیح موعود ہیں۔ اگر ایک بھی قول آپ کسی مفسر کا نہ دکھا سکیں۔ تو شرم کا مقام ہے" (رسالہ احمد مجتبےٰ صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت و رسالت	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مدعی نبوت و رسالت ہیں	حضرت مسیح موعود ہرگز مدعی نبوت نہیں۔
"جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے۔ کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں"۔ (حقیقۃ الوحی) "میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صد ۵۳ حاشیہ) "چند روز ہوئے۔ کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ) "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں	"قرآن نے جو امتیازی نشان سچے اور جھوٹے کے درمیان قائم کیا ہے۔ اس کی رو سے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو پرکھو۔ مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں۔ مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے کہ ایک مدعی نبوت میں کسی امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے۔ جس سے اس کا حق پر ہونا کھل جائے۔ ..... عیسائیوں کے ہاتھ میں توریت موجود ہے"۔ اور ہزاروں انبیاء کے نمونے ان کی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ مگر کبھی وہ اپنی بحث کو اس رنگ پر نہیں لائیں گے کہ توریت نے وہ کون سا امتیازی نشان پیش کیا ہے۔ اور ہزاروں انبیاء کی زندگی میں وہ کون سا امتیازی نشان پایا جاتا ہے۔ جس سے نبی کی نبوت اور منجانب اللہ ہونے پر قطعی اور یقینی ثبوت ملتا ہے"۔ (ریویو جلد ۴ ص ۱۲۶ سنہ ۱۹۰۵ء) "میری بحث تو یہ ہی۔ کہ نصرت اور تائید اس طرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے۔ جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی۔ سو آپ اس کا جواب دیں ...... سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان خواجہ صاحب نے نہیں بتایا"۔ (ریویو جلد ۵ ص ۱۱ سنہ ۱۹۰۶ء)	"جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود مدعی نبوت ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں۔ ..... صرف نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ اسی محدثیت والی نبوت کا دعویٰ ہے۔ جس کا دروازہ اس امت پر کھلا ہے"۔ (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۶۲) "جہاں حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں دعویٰ نبوت کا ذکر ایک دفعہ بھی نہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ دعویٰ نبوت سے انکار بکثرت اور بار بار

سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ سو اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہیں معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" اس کے معنے صرف اس قدر ہیں۔ کہ "میں صاحب شریعت نہیں ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ) "یاد رہے۔ کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سنکر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانہ میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا"۔ (حقیقۃ الوحی صد ۱۵۰)	"آپ (خواجہ غلام الثقلین صاحب) ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے"۔ (الیقنا) یہ وہ خدائی فیصلہ ہے۔ جو خدا کے ایک سچے مرسل اور مامور کو ایک کذاب اور مفتری سے الگ کرتا ہے اور صادق اور کاذب مدعی نبوت میں فرق کرکے دکھلاتا ہے۔ (ریویو جلد ۶ صد ۲۸ سنہ ۱۹۰۷ء) "کیا جائے تعجب نہیں۔ کہ ایک شخص اسلام کا حامی ہوکر مدعی رسالت ہو۔ اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کر رہا ہو۔ اور تمام عقائد باطلہ کی تردید کر رہا ہو۔ اس پر تو فتووں کا استقدر جوش و خروش ہو .... اگر واقعی محض دعویٰ رسالت ہی مخالفت کا باعث ہوتا۔ تو کیا وجہ تھی۔ چراغدین کی مخالفت نہ ہوتی"۔ (ریویو جلد ۵ صد ۵ سنہ ۱۹۰۶ء) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے ...... گذشتہ مذہبی تاریخ پر نظر ڈالکر غور کرو۔ کہ جن لوگوں نے کسی مدعی نبوت کو قبول کیا۔ انہوں نے کس وجہ اور کن دلائل پر قبول کیا"۔ (ریویو جلد ۶ ص ۷ سنہ ۱۹۰۷ء)	موجود ہو ..... دعویٰ نبوت مبہم طور پر بھی نہیں۔ دعویٰ نبوت سے انکار صراحت سے موجود ہو ...... آپ نے دعویٰ نبوت کبھی نہیں کیا۔ جو شخص بعد آنحضرت صلعم دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کذاب ہی ...... مطلق نبوت کا دعویٰ رہے صرف اس نبوت جزوی سے الگ کرنے کیلئے جو ایک امتی کو مل سکتی ہے ..... نبوت کا لفظ کہنا چاہیئے۔ ایک مسلمان قرآن و حدیث کے ماننے والے کیلئے ممتنع ہی اور یہ کہدینا کافی نہیں۔ کہ بباعث اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پایا ہی کیونکہ جو امتی میں ہوگا۔ وہ تو یہی کہیگا اور تشریعی اور غیر تشریعی کا بھی کوئی فرق نہیں"۔ (النبوۃ فی الاسلام صد ۱۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ اپنی وحی کی نوعیت کیفیت اور قطعیت کے بابت

"میرے نادان مخالفوں کو خدا روز بروز انواع و اقسام کے نشان دکھلانے سے ذلیل کرتا جاتا ہی اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور پھر اسحاق سے اور اسماعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا۔ کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ ...... اور یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے۔ یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اسمیں شک کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا

حضرت مسیح موعود کی وحی اس قسم کی ہی۔ جیسے دوسرے انبیاء کی وحی۔ آپ پر وحی جبرائیل لاتا ہے۔

"اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ سپرچولسٹ تکلف سے اپنے اندر وہ ربودگی کی حالت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جو نبی پر نزول وحی کے وقت منجانب اللہ طاری ہو جاتی ہی۔ خدا کے فضلوں میں سے جو اس سلسلہ میں شامل ہونے سے ہم لوگوں کو حاصل ہوئے ہیں۔ یہ ایک بڑا فضل ہی کہ آج ایسے امور کے لکھنے کے لئے ہمیں ڈھکوسلوں سے کام نہیں لینا پڑتا۔ بلکہ ان حالات کو ہم بچشم خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کوئی شخص جو اس سلسلہ میں شامل نہیں۔ وہ دعویٰ سے اس مضمون پر قلم نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ خود اس بات سے بے خبر ہے۔ کہ نزول وحی کس طرح ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ نزول وحی کے وقت عموماً انبیاء پر ایک حالت ربودگی طاری ہو جاتی ہے۔ اگرچہ

حضرت مسیح موعودؑ کی وحی کا استخفاف

"حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث پر عرض کرتا ہوں۔ اور اگر کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں۔ تو اسے کھنگار کی طرح پھینک دیتا ہوں"۔ (رسالہ شناخت مامورین ص۳۰)

نوٹ:۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اس بیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تین بہتان باندھے ہیں۔ جو سراسر ان کا افترا ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے کہیں لکھا ہے۔ کہ میں اپنی وحی کو حدیث پر بھی عرض کرتا ہوں۔ حضور نے ایسا قطعاً کہیں نہیں لکھا۔ بلکہ اس کے خلاف فرمایا ہے "تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں"۔ (اعجاز المسیح ص۳۰)

دوسرا یہ کہ حضور نے تسلیم کیا ہی کہ آپ کے بعض الہامات

یقینی اور قطعی ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب اور اسکی روشنی کو دیکھکر کوئی شک نہیں کر سکتا۔ کہ یہ آفتاب اور اسکی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے۔ اور میں اسپر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسی کہ خدا کی کتاب پر۔ یہ تو ممکن ہے۔ کہ کلام الٰہی کے معنی کرنے میں بعض مواضع میں ایک وقت مجھ سے خطا ہو جائے مگر یہ ممکن نہیں کہ میں شک کروں۔ کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔ اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسکو کہتے ہیں جسپر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔ شریعت کا حامل قیامت تک قرآن شریف ہے۔ پس وہ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ ایک خارق عادت کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اپنی نورانی شعاؤں سے اپنا چہرہ

بعض وقت عین بیداری میں بھی نزول وحی یا مکاشفہ ہو جاتا ہے۔ اس ربودگی کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا کلام پاک دوسرے عالم سے آتا ہے۔ اس لئے ضرور ہے جبتک اس طرف سے انقطاع کلی کر کے دوسرے عالم میں انسان اپنے آپ کو نہ پائے۔ اس وقت تک وہ دوسرے عالم کی حالت کو مشاہدہ بھی نہیں کر سکتا۔ مگر یہ ربودگی کی حالت ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہ معمولی اسباب میں سے کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ یکایک ہی یہ حالت آتی ہے اور جب نزول وحی ہو چکتا ہے۔ تو پھر خود ہی وہ حالت جاتی رہتی ہے"۔ (ریویو جلد ۵ ص۸۹ سنہ ۱۹۰۶ء)

"جس طرح آج ایک مسلمان بلکہ مصلح کہلانیوالا یہ کہتا ہے۔ کہ جبرائیل کو ایسا کلام لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کسی انسان کے کلام میں پہلے میں سے موجود ہے۔ اسی طرح کفار کہتے تھے۔ بلکہ آج تک

کتاب اللہ کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ یہ بھی سراسر افترا ہے۔ حضور کی کوئی وحی اور کوئی الہام قطعاً قطعاً کتاب اللہ کے خلاف نہیں

تیسرا یہ کہ آپ نے تسلیم کیا ہے۔ کہ میں اپنے بعض الہامات کو کھنگار کی طرح پھینک دیا کرتا ہوں۔ یہ بھی سراسر جھوٹ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہتان ہے۔ آنحضور نے آئینہ کمالات اسلام میں ص۲۱ پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ میری تمام وحی یقینی طور پر خالصاً صحیح اور موافق شریعت ہے۔ جسمیں قطعاً کوئی شک کوئی شبہ کوئی التباس اور کوئی اشتباہ نہیں ہے۔ اور اگر بفرض محال یہ معاملہ اسکے خلاف ہوتا۔ تو ہم اپنی تمام کی تمام وحی اور تمام کے تمام الہامات کو ردی چیزوں کی طرح اور کھنگار کی طرح پھینک دیتے۔ اور فرمایا ہی۔ کہ کسی سچے ملہم کا الہام قرآن کریم

دکھلاتا ہے۔ وہ فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے۔ اور اپنی روحانی قوتوں کے ساتھ مجھے پُر کر دیتا ہے۔ وہ لذیذ اور فصیح اور راحت بخش ہے۔ اور ایک الٰہی ہیبت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور غیب کے بیان کرنے میں بخیل نہیں۔ بلکہ غیب کی نہریں (وحی الٰہی) اسمیں چل رہی ہیں۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴ لغایت ۲۶) "جَاءَنِیْ اٰئِل وَاخْتَار" (ترجمہ) میرے پاس آئیل آیا۔ اور اس نے مجھے چن لیا۔" (حاشیہ) "اسجگہ آئیل خدا تعالےٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۰۳) "بعض الہامات کے وقت اگرچہ فرشتہ نظر نہیں آتا۔ تاہم الفاظ کے معانی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کلام فرشتہ کے ذریعہ سے نازل ہوا ہے۔ مثلاً الہامات میں ایسے الفاظ کہ قَالَ رَبُّکَ اور	ان کے وارث عیسائی صاحبان یہی کہتے ہیں۔ کہ جب یہ قصے پہلے موجود تھے۔ تو جبرائیل کے ذریعہ ان کو وحی الٰہی کے طور پر لانے کی کیا ضرورت تھی مگر افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہیں اعتراضوں کو دہرا رہے ہیں۔ جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے ہو کر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دہرا رہے ہیں۔ جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے۔ کہ جو اعتراض اس پر کیا جائیگا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو شخص	کے خلاف ہو سکتا ہی نہیں۔ اور حدیث کا ذکر اشارۃً بھی نہیں فرمایا۔ (خاکسار محمد اسماعیل مرتب رسالہ ہذا) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت وہی جزئی نبوت قرار پائیگی۔ جس میں اس امت کے دوسرے اولیاء بھی شریک ہیں۔" (تمہید النبوت فی الاسلام ص۱) "رویا صالحہ میں نہ صرف خوابیں ہی شامل ہیں۔ بلکہ وہ مکالمہ بھی شامل ہے۔ جو اولیاء اللہ سے ہوتا ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام ص۱۹۲) "بشرات کی تفسیر بدیں الفاظ فرمائی۔ قالوا وما المبشرات قال رویا الصالحہ .... یہاں جو لفظ رویا مومن یا رویا صالحہ کا اختیار فرمایا۔ تو وسیع معنے میں استعمال کیا ہے۔ یعنی ایسی چیزیں جو حالت نوم میں دی جائیں۔ یا بالفاظ دیگر جو ملک یعنی جبرائیل نہیں لاتا۔ بلکہ ایک حالت نوم کی غالب ہو۔ کہ خواہ وہ نوم واقعی نیند ہو۔ جیسے خواب کی حالت میں ہوتی ہے۔ یا عارضی

مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ" (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۳ ص۱۳ پرچہ ۲۴ / ۴ / ۱۹۰۷) "ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ جس کی نسبت یہ ضروری ہے۔ کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جائے۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ہمارے پر نازل ہوا ہے۔" (تتمہ اربعین ۴ ص۱۱)	ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔" ریویو جلد ۵ ص۸ ۱۹۰۶ء	طور پر حواس کا معطل ہو جانا ہو۔ جیسے اولیاء کی وحی میں ہوتا ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۹۲ ایضاً)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فضیلت کا دعویٰ بعض گذشتہ انبیاء پر	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت بعض گذشتہ انبیاء پر	حضرت صاحب انبیاء پر تو کجا کسی صحابی پر بھی فضیلت نہیں رکھتے
"مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا۔ تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں۔ جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں۔	"بموجب آیت تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ جیسا کہ مدارج فضیلت میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ ایسا ہی رسولوں کے کام بھی سب کے برابر نہیں ہوتے۔ کسی کے سپرد بڑا کام ہوتا ہے۔ کسی کے سپرد چھوٹا۔ مثلاً جو کام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا۔ جو ایسا عظیم الشان کام تھا۔ کہ دوسرے کسی رسول کے سپرد نہیں ہوا۔ پس اس کام کی عظمت کے لحاظ سے ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدیں اور نصرتیں بھی ایسی ہی عظیم الشان ہوتیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی وعدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر لوگ قادر نہ ہو سکیں گے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ پس آنحضرت صلعم کی تائید اور نصرت کے لئے یہ بھی	"جس شخص نے امت کو مسیح دجال کا پتہ بتایا۔ اس کے سوا کسی اور مسیح موعود کا انتظار کرنا بے سود

اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں۔ جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا۔ مگر ضروری نہ تھا۔ کہ حضرت عیسٰی کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے۔ کیونکہ اس وقت ان کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے حضرت عیسٰی کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں۔ جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ ... اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں۔ جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے۔ اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسٰی صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے

ضروری تھا۔ کہ آپ کی حفاظت قتل سے کیجاتی۔ چنانچہ مخالفین باوجود بار بار کے منصوبوں اور سخت کوششوں کے اور ہر طرح کی قوت کے اس بات پر قادر نہ ہو سکے۔ کہ آپ کو قتل کریں۔ ایسا ہی ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی اللہ تعالٰے نے ابتداء میں یہ وعدہ فرمایا تھا۔ جو چوبیس سال سے شائع ہو چکا ہے۔ کہ آپ کے قتل پر کوئی شخص قادر نہ ہو سکے گا۔ پس یہ بھی ایک تائید اور نصرت الٰہی ہے۔ جو اللہ تعالٰی کی طرف سے آپ کے شامل حال ہوئی۔ اور یہ اسی رنگ کی تائید و نصرت ہے۔ جو ابتداء سے انبیاء علیہم السلام کے شامل حال ہوتی رہی۔ مگر جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ بعض انبیاء کے سپرد چھوٹے کام ہوتے ہیں۔ اور بعض کے سپرد بڑے۔ اگرچہ بلحاظ کیفیت وہ سب ایک ہی ہوتے ہیں۔ سو....... اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ کہ ایک نبی جس کو اللہ تعالٰے نے اپنی مصلحت سے کوئی چھوٹا کام سپرد کیا ہے۔ اس کام کو ختم کرنے کے بعد قتل کیا جائے اور شہادت کا مرتبہ پاوے"

(ریویو جلد ۵ صلا سنہ ۱۹۰۶ء)

ہے۔ اور انتظار کے معنے ہی کیا ہوئے جو "اقرب امتی منی درجۃ" ہے وہی اس امت کا مسیح ہوگا۔ ہاں صحابہ رضی کی بینظیر قربانیاں اور ان کے مراتب قرب کو جو درجہ حاصل ہے۔ وہ الگ ہے" (تحریک احمدیت ص۱۹۵)

آپ "قادیان کے ایک گوشہ نشین زاہد" تھے۔ اور بس۔

"حضرت مرزا صاحب ابتداء سے آخر زندگی تک علی الاعلان حنفی المذہب تھے" (تحریک احمدیت ص۶)

"کیا مسیح ابن مریم صاحب کتاب رسول نہ تھے۔ کیا یہ فضیلت نہ تھی۔ کیا نبیوں کو اللہ تعالٰی کا اپنے ہاتھ سے بغیر اتباع کسی انسان کے پاک کرنا یہ کوئی فضیلت نہیں" (النبوۃ فی الاسلام ص۲۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد اور آپ کا کام

(۱) "جیسے مسیح بن مریم نے انجیل میں توریت کا صحیح خلاصہ اور مغز اصلی پیش کیا تھا۔ اسی کام کے لئے یہ عاجز مامور ہے۔ تا غافلوں کے سمجھانے کے لئے قرآن شریف کی اصلی تعلیم پیش کی جاسکے۔ مسیح صرف اسی کام کے لئے آیا تھا۔ کہ توریت کے احکام شد و مد کے ساتھ ظاہر کرے۔ ایسا ہی یہ عاجز بھی اسی کام کے لئے بھیجا گیا ہے تا قرآن شریف کے احکام بہ وضاحت بیان کر دیوے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ وہ مسیح موسٰی کو دیا گیا تھا۔ اور یہ مسیح مثیل موسٰی کو عطا کیا گیا" (ازالہ اوہام ص۲)

حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد اور آپ کا کام

"سلسلہ احمدیہ اسلام میں اس تحریک کے بالمقابل واقع ہے۔ جو یہودی مذہب میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ شروع ہوئی" (ریویو جلد ۵ ص۸)

"سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد اور اس مشن کی اصل غرض دنیا میں یہ ہے۔ کہ خدا تعالٰی پر ایمان کو از سر نو زندہ اور تازہ کر کے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلاوے۔ اور گناہ سے نجات پانے کی راہ بتادے۔ اس سلسلہ کا یہ دعوٰی ہے کہ صرف اسی میں شامل ہو کر انسان ان راہوں کو پا سکتا ہے۔ اور اس دعوٰی کی تشریح یوں کی جاتی ہے۔ کہ خدا تعالٰی پر ایمان صرف منہ کی ایک بات ہے۔

سلسلہ احمدیہ کا مقصد اور اسکی اصلیت

"سلسلہ احمدیہ کے بانی کا نام مرزا غلام احمد ہے۔...... حضرت مرزا صاحب ابتداء سے آخر زندگی تک علی الاعلان حنفی المذہب ہے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپ نے اعلان کیا۔ اللہ تعالٰی نے مجھے بیعت لینے اور ایک جماعت تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ بیعت ایسی نہ تھی۔ جیسے عام صوفیوں میں مروج ہے۔ بلکہ اسکی غرض اسلام کی حفاظت اور اسلام کی تبلیغ تھی۔...... ظاہر ہے۔ کہ دین کی حفاظت اور اشاعت کا کام جماعت بنانے کے بغیر نہ ہو سکتا تھا۔ اور جماعت کی مضبوطی سوائے ایک پختہ عہد کے پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ جو ہاتھ میں ہاتھ دیکر کیا جائے۔ اور یہی اس سلسلہ کی بیعت کی اصلیت ہے"

"آپ کو مغرب میں اسلام پھیلانے کا خاص خیال تھا۔ اور آپ کو خواب بھی اسی قسم کے آتے تھے۔ کہ آپ مغربی ممالک میں دین اسلام پھیلا رہے ہیں۔ تاریخ میں بہت سے ایسے بزرگوں کا ذکر ہے۔ کوئی درد دل سینے میں موجود ہوتا ہے۔ تو ایسے خواب بھی آتے ہیں۔ وہ جوش جس نے آہستہ آہستہ یہ تمام عملی صورتیں اختیار کیں۔ وہ قادیان کے ایک گوشہ نشین زاہد کے قلب میں پیدا ہوا تھا۔...... اور چونکہ وہ زمانہ آگیا تھا۔

(۲) "میں بہ کمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیاں و پنڈتاں ہندواں و آریاں یہ اشتہار بھیجتا ہوں۔ اور اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں۔ کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں"

(اربعین اول ص۱)

(۳) "چونکہ انسان خدا کی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا گیا ہے جب تک کہ دل اسی صداقت کے تیقن سے بھرا ہوا نہ ہو۔ جس کا اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر قدرت کے ملاحظہ سے بھی دلائل پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ دلائل صرف اس منطقی نتیجہ تک انسان کو پہنچا سکتے ہیں کہ خدا ہونا چاہیئے۔ مگر اس خدا کو پہچانتا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی یہ ایک بالکل الگ امر ہے۔ اور اس کا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں۔ جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہا ہے۔ اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی

جب عیسائیت کے مرکز یورپ میں تبلیغ اسلام کی جائے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ عیسائیت کے اس سب سے بڑے شہتیر کو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، توڑا جائے..... دوسری طرف حضرت عیسیٰ کی زندگی کا عقیدہ ان کے نزول کے عقیدہ سے وابستہ تھا۔ اس لئے جب تک نزول ابن مریم کی اصل حقیقت کو واضح نہ کیا جاتا۔ حیات مسیح کے عقیدہ پر بھی کاری ضرب لگ سکتی تھی..... اسی طرح اس بات کو صاف کرنے کے لئے کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ یہ ضروری تھا۔ کہ اس خیال کو غلط ثابت کیا جائے۔ جو عام طور پر مسلمانوں میں مروج ہو گیا تھا۔ کہ ایک ایسا مہدی آنے والا ہے۔ جو تلوار کے زور سے کافروں کو مسلمان بنائیگا.... یہ اصل حقیقت ہے۔ جو آپ کے دعویٰ مسیح و مہدی کے نیچے ہے۔ یعنی ان دونوں دعووں کا اصل مقصد ان دونوں صورتوں کا دور کرنا تھا۔ جو اسلام کی قبولیت عامہ کے رستے میں حائل ہو رہی تھیں۔ دعوت اسلام کے عام کرنے اور اسکو دنیا میں پھیلانے کا خیال زمانہ موجودہ کے علماء کی ذہنیت سے اسقدر بلند خیال تھا۔ کہ اسکو واقعی ایک الہام کہنا پڑتا ہے...... آپ سے پیشتر اور آپ کے زمانے میں جو بزرگ بیعت لیتے تھے۔ وہ اپنے مریدوں کو تزکیہ نفس کے

اسی لئے خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ لوگ اسکی عبادت اور معرفت میں ترقی کریں۔ اور جب کبھی کوئی ایسا زمانہ آجاتا ہے۔ کہ اکثر طوائف مخلوقات دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا سے دل لگاتے ہیں۔ اور انس پکڑ جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اخلاص اور ذوق اور شوق دلوں میں سے اٹھ جاتا ہے اور خدا شناسی کی راہیں

ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادات نشانوں کے کرکے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ جس سے ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے۔ کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں۔ اور ان سے دلوں کے اندر وہ زندہ اور قوی ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ جو گناہ سوز ایمان کہلا سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اخلاقی حالتیں اس

لئے طرح طرح کے اذکار یا مجاہدات بتاتے تھے۔ آپ نے ان تمام اذکار اور مجاہدات کا مقام دعوت اسلام کے کام کو دیا۔"

"مجدد صد چہاردہم کے حالات زندگی میں جو بات نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ قرآن کریم کا گہرا مطالعہ ہے۔ جس نے مہدویت کی اصل پوزیشن کو صاف کیا۔"

"اسلام کا حقیقی مہدی وہی ہے۔ جس نے امت کو مسیح دجال کا پتہ دیا۔ اس کے سوا کسی اور مسیح موعود کا انتظار کرنا بے سود ہے۔ اور انتظار کے معنے ہی کیا ہوئے۔ جو اقرب امتی مِنّی درجۃ ہے۔ وہی اس امت کا مسیح ہوگا۔ ہاں صحابہ کی بینظیر قربانیاں اور ان کے مراتب قرب کو جو درجہ حاصل ہے۔ وہ الگ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ کیا۔ اسکو عام مولویانہ بحثوں کی طرح ایک بحث سمجھنا واقعات کو نظر انداز کرنا ہے۔ جو کچھ آپ سے پیشتر علماء کرتے تھے۔ اور جو کچھ آپ نے کیا۔ ان دونوں کا نام اگر کوئی چاہے تو بحث یا مناظرہ رکھ لے۔ مگر ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

"احمدیت کا بنیادی پتھر وہی تھا۔ جو آج اسکی نمایاں خصوصیت ہے۔ یعنی اشاعت و حفاظت اسلام..... جماعت بنانے کی غرض اشاعت اسلام ہی تھی۔ گو اس سے پہلے بھی آپ اپنی ذات سے حفاظت ملت و اشاعت اسلام کا کام ہی کرتے تھے۔ مگر اب آپ کو حکم ہوا۔ کہ ارشاد الٰہی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کے ماتحت اشاعت اسلام کی مستقل بنیاد رکھیں۔ اس کے فوراً بعد آپ نے رسالہ فتح اسلام لکھنا شروع کیا۔ جس میں صراحت سے اشاعت اسلام کے کام کو پانچ شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ترتیب

مخفی ہو جاتی ہیں۔ اور خدا کے گزشتہ نشان جو اس کے پاک نبیوں کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے تھے۔ یا تو محض قصوں اور کہانیوں کی طرح مانے جاتے ہیں۔ اور دلوں کی تبدیلی اور انقطاع الی اللہ اور صفائی ان سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ

درجہ تک گر گئی ہیں۔ اور روحانیت سے لوگ بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا ایک مرسل بھیجا۔ اور وہ وہی مرسل ہے۔ جس کا اخیر زمانہ میں آنے کا ابتدا سے وعدہ دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ جس نے وعدہ دیا تھا۔ وہ اس بات کو جانتا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں ایک مرسل کی ضرورت ہوگی۔ پس اسی وعدہ اور ضرورت کے مطابق ایمان اور مذہب کو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مامور کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ اس کی ہستی کا یقین دلوں

آپ پر ظاہر ہو گا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ اشاعت اسلام کے رستہ میں روک ہے اسی پر آپ کے دعویٰ کی بنیاد ہے۔۔۔۔ احمدیہ جماعت دوسری اسلامی جماعتوں سے بعض امور میں ممتاز ہے۔ اسے ایک فرقہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت یہ اسلام میں ایک عظیم الشان تحریک ہے۔ جس کی غرض مسلمانوں کے اندر اشاعت اسلام کا احساس اور اس کے لئے قوت پیدا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔۔ احمدیت کا صحیح مفہوم صرف اسی قدر ہے۔ کہ وہ تبلیغ اسلام کی ایک زبردست تحریک ہے۔ اور جس قدر اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ وہ صرف اسی عظیم الشان غرض کو حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ یہاں تک کہ خود بانی تحریک کے دعاوی کو ماننا بھی بجائے خود ایک مقصد نہیں بلکہ تبلیغ اسلام کے اہم مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ ان دعاوی کے تسلیم کرنے سے انسان کے اندر ایک زبردست قوت ایمانی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اسے محض اللہ کی رضا کے حصول کے لئے اعلائے کلمۃ اللہ کا کام کرنے کے قابل بنا دیتی ہے۔۔۔۔۔ یوں بھی اگر غور کیا جائے۔ تو وہ دو انسان برابر نہیں ہو سکتے۔ جن کے سامنے کام تو ایک ہی ہو۔ لیکن ان میں سے ایک تو اس انتظار میں بیٹھا ہو۔ کہ یہ کام کسی دوسرے نے آ کر کرنا ہے۔ اور دوسرے کو یہ سمجھ آ گئی ہو۔ اور اسے یقین کامل ہو گیا ہو۔ کہ یہ کام خود اسی نے کرنا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ اسے کرنے کا ذمہ دار ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ وہ طاقت بھی اس کے اندر موجود ہے۔ جس سے وہ کام ہو سکتا ہے۔ پہلے کی ذہنیت اور ہو گی۔ اسے اس کام کی طرف توجہ ہو گی بھی تو اسے کافی ہمت پیدا نہ ہو گی۔ اور دوسرے کے اندر ایک طرف اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اور دوسری طرف اس احساس سے کہ اس کے

ان کی کچھ بھی ہیبت اور عظمت دلوں میں باقی نہیں رہتی۔ اور یا وہ محض جھوٹے سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان پر ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آج کل کے نیچری صاحبان یا برہمو صاحبان میں سے اکثر لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ غرض ایسے وقت میں اور

میں پیدا کرے۔ اور ان کو خدا کی قدرتوں کے وہ نمونے دکھاوے۔ جو ان سے پہلے انبیاء کے وقتوں میں لوگوں نے دیکھے۔ کیونکہ جب تک ایسا زندہ ایمان دل میں پیدا نہ ہو۔ گناہ کی غلامی سے انسان نجات نہیں پا سکتا۔ اور یقین کے بغیر انسان گناہ سے نجات نہیں پا سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کی تازہ بتازہ تجلیات کے مشاہدہ کے بغیر یقین کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اور تازہ نشان خدا کی قدرت کے بغیر وساطت مامور من اللہ اور نبی کے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ ایسا ہی ایک مرسل (جس کے ذریعہ سے دلوں میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے) بانی سلسلہ احمدیہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ جو لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں۔ وہ حسب استعداد بتدریج طہارت اور پاکیزگی اور تعلق باللہ میں ترقی کرتے ہیں۔ ان معنوں میں یہ سلسلہ ہی ایک سلسلہ ہے جو دنیا میں مذہب کو زندہ کرنے والا ہے۔"

(ریویو جلد ۵ ص [illegible])

اندر اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی طاقت بھی موجود ہے۔ یقیناً وہ ہمت اور قوت پیدا ہو جائے گی۔ جس سے وہ اس کام کو کرے گا۔۔۔۔۔۔ یہی مفہوم مسیح موعود کو ماننے کا ہے۔"

"احمدیت کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا کام اس بات کو صاف کرنا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے راستباز بندوں سے کلام بھی کرتا ہے۔۔۔۔۔ احمدیت اس لئے آئی کہ مسلمانوں کے اس خیال کو غلط ثابت کرے۔ کہ خاتم النبیین کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آ سکتے ہیں۔ جو خدا کے ایک نبی تھے۔ اور اس دعویٰ کے ساتھ آئی کہ آنحضرت صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے۔ اور نہ پرانا۔"

"حضرت مرزا صاحب کے سامنے ایک عظیم الشان جہاد کا کام تھا۔ اس لئے آپ کو ایک جماعت کے بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ اگر احمدیت کی غرض صرف چند اصطلاحی امور تک محدود ہوتی۔ تو یہ غرض بذریعہ تحریرات بھی حاصل ہو سکتی تھی۔ جو آہستہ آہستہ مسلمانوں کے خیالات میں اور ان کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کر دیتیں۔ مگر امر واقع یہ ہے۔ کہ یہ اصطلاحات محض ایک بلند غرض کو حاصل کرنے کا ذریعہ تھیں۔ اور یہ بلند غرض تبلیغ اسلام یا جہاد بالقرآن تھی۔ اب کوئی جہاد کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ایک باقاعدہ جماعت نہ ہو۔ جس کے افراد ہر قسم کی

ایسے زمانہ میں جبکہ خداشناسی کی روشنی کم ہوتے ہوتے آخر ہزارہا نفسانی ظلمتوں کے پردہ میں چھپ جاتی ہے۔ بلکہ اکثر لوگ دہریہ کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ اور زمین گناہ اور غفلت اور بے باکی سے بھر جاتی ہے تو خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال اور عزت تقاضا کرتی ہے۔ کہ دوبارہ اپنے تئیں لوگوں پر ظاہر فرماوے۔ سو جیسا کہ اسکی قدیم سے سنت ہی۔ ہمارا اس زمانہ میں جو ایسے ہی حالات اور علامات اپنے اندر جمع رکھتا ہی خدا تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اسی تجدید ایمان اور معرفت کیلئے مبعوث فرمایا ہی

(اربعین دوم صفحہ ۲)

"سورۃ الجمعہ میں آیا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ:۔ خدا تو وہ ہے۔ کہ جس نے امی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا۔ کہ انہیں اسکی آیات سنائے۔ اور انہیں پاک بنائے۔ اور کتاب و حکمت کی ان کو تعلیم دے گو وہ پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوگی۔ وہ قوم بھی انہیں لوگوں کے ہمرنگ ہوگی۔ اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا جو انہیں خدا کی آیات سنائے گا۔ اور انہیں پاک بنائیگا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے"

(ریویو جلد ۶ ص ۳)

قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور خطرناک سے خطرناک مشکلات کے وقت ثابت قدم رہیں۔ اس کے لئے بیعت یا حلف وفاداری کی ضرورت تھی ...... انسان جب ایک کام کے لئے اقرار کر لیتا ہے۔ تو یہ اسکی فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ وہ بڑی سے بڑی مشکلات کے سامنے گھبراتا نہیں۔ اقرار انسان کے اندر ایک عزم پیدا کر دیتا ہے۔ اور انسان کا عزم وہ طاقت ہے۔ کہ جس کے سامنے پہاڑ بھی کھڑے نہیں رہ سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ گو احمدیت کا مقابلہ ایک ہی وقت میں اسلام کے بہت سے اعداء سے تھا۔ بلکہ خود مسلمانوں نے بھی اسکی پورے زور سے مخالفت کی۔ مگر اس کا قدم آگے ہی بڑھتا گیا ...... اسلام میں گو وقتاً فوقتاً اصلاحی تحریکات ہوتی رہیں۔ اور اپنے اپنے زمانہ میں ان کی مخالفت بھی ہوتی رہی۔ لیکن کوئی اصلاحی تحریک احمدیت کے وسیع پیمانہ پر نہیں ہوئی۔ اور اس لئے احمدیت کی مخالفت بھی بہت بڑھ کر ہوئی۔ اس لحاظ سے بھی آپ کو ان خدام اسلام پر فضیلت حاصل ہے۔ جنہوں نے اسلام کی خدمت بذریعہ تحریر کی ہے۔ کہ آپ نے تین زبانوں میں کتابیں لکھیں۔ اردو۔ فارسی۔ عربی"

(رسالہ تحریک احمدیت)

حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب اور انکار کفر ہے

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہی۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے" (ماخوذ از مکتوب بنام مرتد ڈاکٹر)

"شریعت کا بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

مسلمان وہی ہے جو مسیح موعود نبی اللہ کو مانتا ہو

"اگر یہ سوال اٹھایا جاوے۔ کہ آیا انسان کے لئے یہ ممکن بھی ہے۔ کہ وہ ایسا ہی یقینی اور قطعی ایمان حاصل کر سکے۔ جو اس کو گناہوں سے روک سکے؟ تو اس کا جواب یہی ہونا چاہیئے۔ کہ بے شک یہ ممکن ہے کیونکہ یہ تو کسی صورت میں مانا نہیں جا سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی یہ منشاء ہے۔ کہ انسان اسکی ہستی کا قطعی اور یقینی طور پر کبھی پتہ لگا ہی نہ سکے۔ البتہ ضروری سوال یہ ہے۔ کہ ایسا ایمان کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ سو اسکا جواب بھی آسان ہے۔ کہ اس کے حاصل کرنے کی وہی راہیں ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام نے بتائی ہیں۔ حضرت مسیح کے وقت میں یہودی اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی اور عیسائی بھی تو اپنے آپ کو ایماندار ظاہر کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کل لوگ اس بات کا کہدینا نہایت آسان سمجھتے ہیں۔ کہ ہاں ہم بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا ایمان اس زمانہ کی طرح مردہ ہو چکا تھا۔ اور اسی واسطے وہ طرح طرح کے فسق و فجور میں باوجود دعوئی ایمان کے مبتلا تھے۔ جس فسق و فجور سے انبیاءؑ نے انہیں باہر نکالا۔ جو راہ انبیاءؑ نے اختیار کی تھی۔ وہ یہی تھی۔ کہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی ہستی کا یقینی پتہ لوگوں کو دیں۔ اور وہ خدا کی طرف سے ایسے نشان دکھاتے تھے۔ جن سے ایک برتر اور مقتدر ہستی کا وجود روز روشن سے بھی زیادہ چمک اٹھتا تھا۔ پس جب خدا پر ان لوگوں کو یقینی ایمان نصیب ہو گیا۔ تو انہوں نے بھی ہر ایک قسم کی بدی چھوڑ کر پاکیزگی کی راہوں کو اختیار کیا۔ لیکن مرور زمانہ سے ہر ایک نبی کے بعد پھر ایک ایسا وقت آجاتا تھا۔ کہ وہ نشانات صرف بطور قصہ کہانی کے رہ جاتے۔ اور اسلئے اصل غرض کو بھی پورا نہ کر سکتے تھے۔ پھر ایمانی حالتیں تنزل کی طرف رخ کرتیں ایسے وقتوں میں اللہ تعالے اور نبی بھیجکر از سر نو آسمانی نشان دکھاتا

مسیح موعود کی تکفیر بھی موجب کفر نہیں چہ جائیکہ آپ کا انکار کفر ہو

"میں ہر ایک کلمہ گو کو جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا قائل ہے مسلمان سمجھتا ہوں۔ ہاں جو لوگ کسی مسلمان کو کافر قرار دیں ان پر بموجب حدیث یہ سزا وارد ہوتی ہے کہ وہ کفر الٹ کر ان پر

جس پر خداتعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں۔ کہ ہم اس کی نسبت نجات کا حکم دیں۔" (ایضاً صفحہ ۱۸۰)

"مجھ کو بتلایا گیا۔ کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اسکو اہل قبلہ اور کلمہ گو اور عقائد اسلام کا معتقد پا کر پھر بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۶)

رہا۔ اور اس طرح پر دوبارہ ایمان کو دنیا میں قائم کرتا رہا۔ پس صرف آسمانی نشان جو ایک زندہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ صرف وہی ایک ایسی چیز ہیں۔ جو ایمان کو دلوں کے اندر ایسی مضبوطی سے قائم کر سکتے ہیں۔ جس ایمان کو حاصل کر کے انسان گناہوں سے رک سکتا ہے۔

اور اخیر پر طالبانِ حق کو ہم یہ خوشخبری سناتے ہیں۔ کہ ایسا ایک نشان نما اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں بھی مبعوث فرمایا ہے۔ جیسا کہ اس کا قدیم سے وعدہ تھا۔ ہاں اس کے پیچھے لگ کر جو دنیا میں مسیح موعود ہو کر ظاہر ہوا ہے۔ ہم اس کامل اور یقینی ایمان کو پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے یقین کے ساتھ بھر دے۔ اسی کی پیروی سے اس وقت دنیا گناہوں سے نجات پا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے وجود کا پتہ دیتا ہے۔ پس ہمارا آخری جواب اس سوال کا کہ آیا ہم ایمان رکھتے ہیں؟ یہ ہے کہ ہم اسی وقت ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھکر جو اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین رکھتے ہوں۔ اگر یہ نہیں۔ تو پھر ہمارا ایمان ہمارے منہ کی ایک بات ہے۔ جو محض لاف ہی لاف ہے۔ اور جس کی اصلیت کچھ نہیں۔"

(ریویو جلد ۳ صفحہ ۱۱)

پڑھتا ہے۔ لہٰذا میں ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا لیکن انکو دائرہ اسلام سے خارج بھی قرار نہیں دیتا۔ خواہ وہ مولوی اور مفتی ہوں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو کافر کہا۔ اور خواہ وہ میاں صاحب کے ایسے پیرو ہوں جو کلمہ گو مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں"

(پیغام جلد ۱۴ صفحہ ۳)

"مسلمانوں کی عام جماعت کو واجب ہے۔ کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والوں کو یہ سزا دیں۔ کہ اسے اپنے حلقہ اخوت میں شامل نہ سمجھیں اور اس سے مقاطعہ اختیار کریں۔ ورنہ حقیقتہً وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا"

(ازتکفیر مطبوعہ ۲۶ء صفحہ ۵۵)

مسئلہ کفرو اسلام کے متعلق مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کا بنیادی عقیدہ

دائرہ اسلام کی آخری حد

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نہیں بلکہ صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار ہے

اس مسئلہ کے متعلق احمدیان فریق لاہور کا اصولی عقیدہ یہ ہے۔ کہ "اسلام کی بڑی اور آخری جڑ بندی توحید الٰہی ہے۔ پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے۔ وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے"۔ "جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا انکار کردے۔ وہ تو اس دائرہ سے ہی خارج ہو گیا۔ لیکن جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر کے کسی اور حصہ کو چھوڑتا ہے۔ وہ دائرہ کے اندر تو ہے۔ مگر اس خاص حصہ کا کافر ہے"۔ "جو شخص توحید الٰہی پر ایمان لاتا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ اسلام کے دائرہ کے اندر داخل ہو گیا۔ مگر تکمیل ایمان کے لئے قرآن کریم کی ہدایات کی پیروی کی ضرورت ہے"۔ غرض دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے نہ تو قرآن کریم پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے نہ کسی اور کتاب الٰہی پر یا کسی اور نبی پر۔ بلکہ تمام کے تمام انبیاء اور کتب الٰہیہ کا انکار کر کے بھی داخل رہ سکتا ہے۔ صرف توحید کا قائل ہونا ضروری ہے۔ اور توحید بھی کامل نہیں۔ بلکہ وہ جس کے قائل کفار مکہ اور مشرکین عرب بھی تھے (جو آیت وما یومن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون کے اولین مصداق تھے) اور یہ کہ جس کفر کا ذکر آیت ان الذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ (الی) اولٰئک ھم الکافرون حقا میں ہے۔ وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ بلکہ وہ محض فرعی کفر ہے۔ جیسا کہ نماز یا روزہ یا زکوٰۃ ادا نہ کرنا یا چوری یا زنا کا ارتکاب کرنا فرعی کفر ہے۔ پس یہود و نصاریٰ بلکہ آریہ اور برہمو لوگ بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک قوم اپنے منہ سے کہہ سکتی ہے۔ کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ اندرونی سرورق) اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین بھی اسی بنا پر دائرہ اسلام میں داخل شمار ہوتے ہیں۔ کہ وہ توحید الٰہی کو مانتے ہیں۔ "جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔۔۔۔ چونکہ وہ توحید الٰہی پر ایمان لاتا ہے۔ اسلئے دائرہ اسلام سے خارج نہیں"۔ "مسیح موعودؑ کے نہ ماننے سے۔۔۔ وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جبتک کہ لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"۔ اس عقیدہ کا اعلان مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ "مسئلہ کفرو اسلام" کے ذریعہ سے ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو (روز وفات حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ) کیا تھا۔ نیز ۱۷ مارچ ۱۹۱۴ء کے پرچہ اخبار پیغام صلح جلد ۱ صفحہ ۱ میں اسے شائع کیا گیا تھا۔ جسے آئندہ صفحات میں تمام لفظ بلفظ شائع کیا جاتا ہے۔

مسئلہ کفر و اسلام

مطابق ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

الفاظ کے معانی میں وسعت کے اصل کو مدنظر نہ رکھنے سے بہت سے مسائل میں لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے۔ اور منجملہ دیگر امور کے اسلام اور کفر کا مسئلہ ایسا ہے۔ جس کو بہت لوگوں نے نہیں سمجھا۔ اور ہمارے احباب میں سے بھی بعض نے اس میں غلطی کھائی ہے۔ کسی مسئلہ کو صاف کرنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اس کے تمام پہلوؤں پر غور کیا جائے۔ اور جن امور میں بظاہر نظر سے اختلاف نظر آتا ہو۔ ان کو تطبیق دی جائے۔ ہمارے پہلے علماء نے بھی غلطی کھائی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں ایک مضمون کی آیت سطحی نظر میں کسی دوسرے موقعہ کے خلاف نظر آئی تو بجائے اس پر تدبر کرنے اور تطبیق دینے کے جھٹ ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دیدیا۔

اس مسئلہ میں کہ اسلام اور کفر کے حدود کیا ہیں۔ جہاں ایک طرف ایسی آیات ہیں۔ جیسے فرماتا ہے۔ قل اللّٰہ ثم ذرھم۔ یعنی اللّٰہ منوا کر ان کو چھوڑ دو۔ اور پھر فرماتا ہے کہ لولا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات و مساجد ہیں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللّٰہ تعالٰے دوسرے مذاہب کے عبادت گاہوں کو بھی قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ پھر ایک آیت ہے وما یومن اکثرھم باللّٰہ الا ھم مشرکون۔ یعنی ان کو مومن بھی کہتا ہے اور مشرک بھی۔ پھر احادیث میں بعض حدیثیں تو ایسی ہیں جیسے من قال لا الٰہ الا اللّٰہ فقد دخل الجنۃ یعنی جو لا الٰہ الا اللّٰہ کہدے وہ بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ایک حدیث اسی کے ہم معنے یہ بھی ہے۔ کہ من کان اٰخر کلامہ لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ اور امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے

کہ اگر کوئی شخص ایک قول ہی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ کہدے۔ تو وہ مومن ہو جاتا ہے چاہے پھر اس سے شرک کفر یا ظلم سرزد ہو۔

اس کے بالمقابل قرآن کریم میں ایک جگہ اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے۔ ان الذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللّٰہ ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا اولٰئک ھم الکافرون حقا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ کسی رسول کا انکار کافر بنا دیتا ہے۔ اور احادیث میں بعض احادیث ایسی ہیں۔ کہ نماز کا متعمد تارک کافر ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ چوری یا زنا کرنے والا مومن نہیں رہتا۔ یا روزہ زکوٰۃ وغیرہ کے چھوڑنے پر سخت وعید ہیں۔ یوں بھی آتا ہے۔ کہ اگر مومن پر بدظنی کرے۔ دخل النار۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ پر بھی لوگوں نے اعتراض کئے ہیں کہ کسی جگہ اپنے منکرین کو کافر کہا ہے۔ اور کسی جگہ مسلمان۔

ان دو قسم کے امور میں جو ایک ظاہر تخالف نظر آتا ہے۔ وہ درحقیقت الفاظ کے معانی میں وسعت کے اصول کو مدنظر نہ رکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی اصول کو چھوڑ کر معترضین اسلام نے بھی بہت سے حملے کئے ہیں۔ مثلاً انبیاء علیہم السلام پر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللّٰہ گنہگار ہوتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح ذنب کا لفظ ان لوگوں پر آیا ہے۔ جن کو ان کے ذنوب کی وجہ سے جہنمی کہا گیا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام پر بھی آیا ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ لفظ ذنب کے معنوں میں وسعت ہے۔ وہ ان انسانی کمزوریوں پر بھی بولا جاتا ہے جن پر گناہ کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔ بلکہ وہ انسان کی فطری کمزوری ہے۔ اور بڑے سے بڑے گناہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ پس اگر تدبر سے کام لیا جائے۔ اور آیات میں تطبیق دی جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ لفظ ذنب کا استعمال ان معنوں میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق نہیں ہوا۔ جن میں دوسرے لوگوں کے متعلق ہوا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی صفت میں دوسری جگہ یوں بھی فرمایا۔ کہ وہ اللّٰہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ بعینہٖ یہی صورت مسئلہ اسلام و کفر کی ہے۔ اسلام مان لینے کا نام ہے۔ اور کفر انکار کا نام ہے۔ اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الٰہی ہے۔ پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے۔ وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے مگر سب لوگ جو اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ یکساں نہیں ہوتے۔ امام بخاری نے کتاب الایمان

میں اس مسئلہ کو بہت صاف کیا ہے۔ الایمان یزید وینقص اور کفر دون کفر سے
الفاظ کے معانی کی اسی وسعت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بلکہ اسی باب میں وہ حدیث بھی درج
کی ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اریت النار فاذا اکثر اهلها
النساء یکفرن یعنی دوزخ میں زیادہ عورتیں دیکھیں۔ کیونکہ وہ کفر کرتی ہیں۔ تو صحابہؓ نے
عرض کیا۔ ایکفرن باللہ کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں۔ فرمایا یکفرن العشیر وہ خاوند کا
کفر کرتی ہیں۔ جس سے کفر کی معنی کی وسعت صاف معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح امام بخاری
نے اسی باب میں وہ حدیث بھی درج کی ہے۔ جس میں اہل جنت اور اہل نار کا ذکر کر کے
فرمایا۔ اخرجوا من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان جس کے
دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو۔ اسے بھی آگ سے نکالدو۔ جس میں یہ سمجھایا
کہ یہ بھی ایمان کا ایک مرتبہ ہے۔ حالانکہ دوسری طرف ایمان کا وہ مرتبہ ہے۔ کہ انسان
کا دل اس سے بالکل لبریز ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ کتب فی قلوبهم الایمان۔ اور
اسی ایمان سے انسان اسی دنیا میں جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر مسلم میں
وہ حدیث ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے۔ شفعت الملئکة۔ و شفع النبیون ولم یبق الا
ارحم الراحمین فیقبض قبضة فیخرج منه قوما لم یعملوا خیرا قط۔ یعنی ان
لوگوں کو دوزخ سے نکالنے کے بعد جنہوں نے رائی کے دانہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگی۔ اللہ
فرمائے گا۔ کہ سب شفاعت کر چکے۔ اور اب سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالا
باقی ہے۔ سو وہ ایک مٹھی بھر کر ان لوگوں کو نکال دیگا۔ جنہوں نے کبھی بھی کوئی نیکی نہیں کی
اور بعض احادیث میں آیا ہے۔ کہ جہنم پر ایک وقت آئیگا۔ کہ اسمیں کوئی بھی نہ ہوگا۔ ان
احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایمان اور کفر کے مراتب ہیں۔ بلکہ خود قرآن کریم
نے اس مضمون کو ایک ہی آیت میں بالکل صاف کر دیا ہے۔ جہاں فرمایا۔ وما یؤمن ص۴
من اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔ جس میں یہ سمجھایا ہے۔ کہ اکثر لوگوں کا تو یہی حال ہے۔
کہ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود دل کے کسی نہ کسی کونہ میں شرک باقی رہتا ہے۔ پس باوجود
مشرک ہونے کے بھی مومن کا لفظ ان پر بولا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جب ایک شخص اللہ تعالیٰ

کی توحید پر ایمان لے آتا ہے۔ تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہی
ہے۔ جیسے ایک بچہ کسی مدرسہ میں داخل ہو جائے۔ لیکن تکمیل تعلیم کے لئے اسے ضروری ہے
کہ وہ استادوں کی ہدایات پر چلے۔ اور ان پر عمل کرے۔ اسی طرح جو شخص توحید الٰہی پر ایمان
لاتا ہے۔ وہ ابھی تکمیل کے درجہ کو نہیں پہنچ جاتا۔ بلکہ یہ ابتدا ہے۔ بے شک وہ اسلام کے دائرہ
کے اندر داخل ہو گیا۔ مگر تکمیل ایمان کے لئے قرآن کریم کی ہدایات کی پیروی کی ضرورت
ہے۔ ان ہدایات کے جس حصہ کو کوئی شخص اپنے عمل میں لاتا ہے۔ اس حصہ میں تکمیل حاصل
کرتا ہے۔ اور جس حصہ کو ترک کرتا ہے۔ اس حصہ میں نقصان اٹھاتا ہے۔ اور وہ حصہ نشوونما
نہیں پاتا۔ در حقیقت کفر کے معنے بھی دبانے کے ہیں۔ پس یہ حصہ دبا رہنے کی وجہ سے انسان
اس کا کافر رہتا ہے۔ لیکن وہ کل کا کافر نہیں ہو جاتا۔ بلکہ جس حصہ کو مانتا ہے۔ اس میں مسلم
ہے۔ اور جس حصہ کو چھوڑتا یا اسکا انکار کرتا ہے۔ اس میں وہ کافر ہے۔ اور یہی اصول ادنیٰ
سے اعلیٰ ہدایات یا ضرورت ایمان پر حاوی ہے۔ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا انکار کر
دے۔ وہ تو اس دائرہ سے ہی خارج ہو گیا۔ لیکن جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر کے
کسی اور حصہ کو چھوڑتا ہے۔ وہ دائرہ کے اندر تو ہے۔ مگر اس خاص حصہ کا کافر ہے
ابن اثیر نے نہایہ میں۔ جو حدیث کی سب سے معتبر لغت ہے۔ کفر کے لفظ پر بحث کرتے ہوئے
اس مسئلہ کو خوب صاف کر دیا ہے۔ سب سے پہلے یہ حدیث نقل کی ہے۔ الا لا ترجعن
بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ میرے پیچھے تم نے
کافر نہ ہو جانا۔ کہ بعض بعض کی گردن مارنے لگو۔ اور پھر اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا ہے۔ قیل
لا تعتقدوا تکفیر الناس کما یفعله الخوارج یعنی لوگوں کی تکفیر کا اعتقاد نہ رکھو۔ جیسے
ص۵ خارجیوں کا مذہب ہے۔ پھر لکھتے ہیں۔ والکفر صنفان احدھما الکفر باصل الایمان
وھو ضدہ والاٰخر الکفر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج به عن اصل الایمان
یعنی کفر دو قسم ہے۔ ایک اصل ایمان کا انکار اور وہ ایمان کی ضد ہے۔ اور دوسرا اسلام
کے فروع میں سے کسی فرع کا کفر یا انکار جس سے آدمی اصل ایمان سے خارج نہیں ہوتا
پھر ابن عباسؓ کی یہ حدیث لائے ہیں۔ قیل له ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم

الکافرون قال هم کفرة ولیسوا کمن کفر باللّٰه والیوم الاٰخر یعنی جب ان سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا۔ کہ جو اس کے مطابق حکم نہ کرے۔ جو اللہ نے نازل کیا۔ سو یہی کافر ہیں۔ تو فرمایا وہ کافر ہیں۔ لیکن اسکی طرح کافر نہیں۔ جو اللہ اور یوم آخر کا انکار کرتا ہے۔ پھر ایک اور حدیث لائے ہیں۔ ان الاوس والخزرج ذکروا ما کان منهم فی الجاهلیة فثار بعضهم الی بعض بالسیوف فانزل اللّٰه تعالٰی وکیف تکفرون وانتم تتلٰی علیکم اٰیات اللّٰه وفیکم رسوله۔ یعنی اوس اور خزرج (دو انصاری قبیلوں) نے کچھ جاہلیت کی آپس کی باتوں کا ذکر کیا..... پھر ایک دوسرے پر تلواریں لیکر حملہ آور ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ تم کس طرح کفر کرتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کے حکم پڑھے جاتے ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسول ہے۔ اور اس کے بعد لکھتے ہیں۔ اور یہ اللہ کے ساتھ کفر نہیں تو ایسا ہی حدیث الانوار نقل کی ہے۔ ان اللّٰه ینزل الغیث فیصبح قوم به کافرین یقولون مطرنا بنوء کذا وکذا۔ یعنی اللہ تعالیٰ بارش اتارتا ہے۔ پھر ایک قوم اس کی وجہ سے کافر ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر مینہ برسایا گیا۔ اور اس کا مطلب یوں بیان کیا ہے۔ ای کافرین بذلک دون غیره حیث ینسبون المطر الی النوء دون اللّٰه۔ یعنی وہ اس حصہ کے کافر ہوتے ہیں نہ کسی دوسرے حصہ کے کیونکہ وہ اللہ کو چھوڑ کر بارش کو ستارے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ایسا ہی اور بھی بہت سی احادیث اس مسئلہ کے متعلق نہایہ میں نقل کی گئی ہیں۔ مثلاً یہ حدیث کہ من رغب عن ملك
ابیه فقد کفر۔ یہاں بھی کفر کے معنی خارج از اسلام ہونے کے نہیں۔ اور حدیث الردة میں جو لفظ آتے ہیں۔ وکفر من کفر من العرب حالانکہ ان میں ایک قسم کے وہ لوگ تھے جن کے متعلق لکھا ہے۔ والصنف الثانی من اهل الردة لم یرتدوا عن الایمان ولکن انکروا فرض الزکوٰة۔ یعنی دوسرا گروہ مرتدین کا وہ تھا۔ جو ایمان سے مرتد نہیں ہوئے بلکہ فرض زکوٰۃ کا انکار کیا تھا۔ اور ایسا ہی حدیث لاتکفر اهل قبلتك۔ یعنی اہل قبلہ کو کافر مت کہو یا کافر مت سمجھو۔ اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ مگر صرف انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اگر اس امر کو مدنظر رکھا جائے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں بھی کوئی اختلاف نظر نہیں

آتا۔ اور نہ آپ کی کسی تحریر کو کسی دوسری تحریر سے منسوخ قرار دینے کی ضرورت پڑتی ہے جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔ یا ان پیشگوئیوں کو نہیں مانتا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق کیں۔ اور آپ کے آنے سے وہ پوری ہوئیں وہ اس حصہ کا کافر ہے۔ مگر چونکہ وہ توحید الٰہی پر ایمان لاتا ہے۔ اس لئے دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ پھر اگر وہ نماز پڑھتا ہے۔ اور روزہ رکھتا ہے۔ اور زکوٰۃ دیتا ہے۔ اور حج کرتا ہے۔ تو وہ ان سب کا کافر نہیں۔ یا ایک شخص مسیح موعود کو مانتا ہے۔ تو وہ اس حصہ کا تو کافر نہیں۔ لیکن اگر وہ باوجود ماننے کے نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا تو وہ اس حصہ کا کافر ہے۔ مسیح موعودؑ کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے۔ مگر وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا۔ جب تک کہ لا اله الا اللّٰه کا انکار نہ کرے۔ چنانچہ خود حضرت مرزا صاحبؑ اپنی کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ ہاں ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور ہوگا۔ اور میں اسکا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق و صواب سے دور سمجھتا ہوں۔ جو ان سچائیوں سے انکار کرتے ہیں۔ جو خدائے تعالیٰ نے میرے
پر کھولی ہیں...... لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ جب تک وہ میری تکفیر اور مک
تکذیب کرکے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے۔"

اس عبارت کی حقیقت کو اور بھی واضح کرنے کیلئے ان واقعات پر غور کرنا چاہیئے۔ جن کی بناء پر یہ عبارت لکھی گئی وہ واقعات یہ ہیں۔ کہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں ایک اقرار نامہ منجانب مولوی محمد حسین بٹالوی اس مضمون کا دیا گیا۔ کہ میں آئندہ مرزا صاحب کو کافر اور دجال نہیں کہونگا۔ اور ایک اقرار نامہ اسی مضمون کا حضرت مرزا صاحب کی طرف سے دیا گیا۔ کہ میں آئندہ مولوی محمد حسین کو دجال اور کافر نہیں کہونگا۔ اسپر کتاب تریاق القلوب میں حضرت صاحبؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو ملزم ٹھیرا کر لکھا ہے۔ کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اسکا کہاں گیا۔ جسکو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کرکے تیار کیا تھا۔

اگر وہ اس فتوے دینے میں واسطی پر ہوتا۔ تو اس کو حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہیئے تھا
کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے۔ اس لئے میں اسکو کافر کہتا ہوں..... ہاں یہ
سچ ہے۔ کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں۔ مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں
کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا" اور پھر اسکی وجہ ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ جو
اوپر درج ہیں۔ یعنی یہ کہ جب مولوی محمد حسین نے ان کو کافر کہنا چھوڑ دیا۔ اور اقرار کیا۔ کہ آئندہ
کبھی کافر نہ کہوں گا۔ تو وہ وجہ بھی جاتی رہی۔ جس وجہ پر مرزا صاحب اسے کافر کہتے تھے
اور اس لئے حضرت صاحبؑ کی طرف سے ایسا اقرار سراسر ان کے مذہب کے مطابق تھا
تریاق القلوب کی ان عبارتوں سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت صاحب کا ابتدا سے
یہی مذہب تھا۔ اور مولوی محمد حسین جیسے شدید مخالف کو بھی انہوں نے اسوقت سے کافر کہنا
ترک کر دیا۔ بلکہ اقرار کیا۔ کہ آئندہ اسے کبھی کافر نہ کہیں گے۔ جب اس نے اپنا کفر کا فتویٰ واپس
لے لیا۔ اور یہ اقرار کر لیا۔ کہ آئندہ مرزا صاحب کو کبھی کافر نہ کہوں گا۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ آیا اس عقیدہ کو جو ابتدائے دعویٰ مسیح موعود سے لے کر برابر
صـ۳ سولہ سال تک حضرت صاحبؑ کا کھلا عقیدہ تھا۔ اور جس کا آپ اپنی تقریروں اور تحریروں
میں بار بار اعادہ کرتے رہے۔ آپ نے کبھی بدل دیا۔ یا منسوخ کر دیا۔ اگر واقعی آپ کو کبھی
اس کے تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ تو آپ ضرور کھلے الفاظ میں یہ لکھ دیتے۔ کہ سابقہ
عقیدہ میرا ایسا تھا۔ مگر اب آئندہ کے لئے میں اسے تبدیل کرتا ہوں۔ یا پہلی عبارتوں کو
جو اس کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ منسوخ کرتا ہوں۔ مگر آپ کی کسی کتاب میں ایک حرف تک بھی
اس قسم کا اشارہ نہیں پایا جاتا۔ کہ آپ نے کبھی اس عقیدہ کو تبدیل کیا۔ یا منسوخ کر دیا۔ ہاں
بعض لوگوں نے کتاب حقیقۃ الوحی کے بعض الفاظ سے یہ خود خیال کر لیا ہے۔ کہ پہلا عقیدہ
منسوخ ہو گیا۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ جو ایک سوال کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔ کہ
"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے
ہیں"۔
مگر اسکی وجہ بھی آپ نے وہی بیان کی۔ جو پہلے تریاق القلوب میں بیان کی ہے۔ چنانچہ

صفحہ ۱۶۴ پر فرماتے ہیں۔
"وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں۔ کہ اگر میں مفتری نہیں۔ اور مومن ہوں۔ تو اس صورت
میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔ اور مجھے کافر ٹھیرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی
یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے"۔
پھر اسی مضمون کے آخر پر یہ فرمایا۔ کہ
"حدیث شریف میں یہ بھی ہے۔ کہ ما زنا زان وھو مومن وما سرق سارق
وھو مومن یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا"
اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح چور اور زانی اس حصہ کا کافر ہوتا ہے۔ جس حصہ
کے وہ خلاف کرتا ہے۔ اسی طرح پر مسیح کا منکر بھی اس حصہ کا کافر ہے۔ جس کا وہ انکار کرتا
ہے۔ اور پھر خود اسی کتاب میں صفحہ ۱۶۹ پر یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ "اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ ص۹
کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے"۔
اور پھر اپنے انکار کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انکار سے الگ کرکے بھی دکھایا ہے
جہاں یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ کفر دو قسم پر ہے۔
"اول ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا"۔
کفر کی یہ دو قسمیں کرنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اسلام کا انکار کرنا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہ ماننا آپ نے اس قسم کا کفر نہیں سمجھا۔ جیسے دوسرے قسم کے کفر جو اسلام کو
مان کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق تسلیم کرکے بھی انسان سے سرزد ہو سکتے
ہیں۔ اس دوسرے قسم کے شروع میں لفظ مثلاً صاف بتاتا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کا
کفر اس دوسرے قسم کے کفروں میں سے ایک کفر ہے۔ اور یہی وہ کفر ہیں۔ جو اسلام کے
دائرہ کے اندر رہ کر بھی انسان سے سرزد ہو جاتے ہیں۔ جن کی مثال زانی اور سارق میں
خود حضرت صاحبؑ نے دی ہے۔ خواہ کچھ بھی کہا جائے۔ اس تقسیم سے یہ صاف معلوم
ہوتا ہے۔ کہ حضرت صاحب کا مذہب یہی تھا۔ کہ مسیح موعودؑ کا کفر انسان کو محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا کافر نہیں بتاتا۔ سوائے اس کے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ان احکام کو ماننے سے انکار کیا۔ جن کے رو سے مسیح موعود کو ماننا ضروری ہے
جس طرح پر ایک والدین کا نافرمان ایک نماز یا روزہ کا تارک۔ ایک زکوٰۃ کا نہ دینے والا۔
ایک جھوٹ بولنے والا وغیرہ قرآن کریم کے ایک حکم کا انکار کرتا ہے۔ اور اس طرح پر وہ
انکار گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار ہو جاتا ہے۔ پھر اسی کتاب میں صفحہ ۱۷۸
پر حضرت صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اپنے رسالہ المسیح الدجال میں مجھ پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ گویا میں نے
اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے۔ کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا۔ گو وہ میرے نام سے
بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا۔ جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی۔ تب بھی
وہ کافر ہو جائیگا۔ اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی اشتہار
میں ایسا نہیں لکھا"

ص۲۰ اور پھر اسی کتاب کے ص۱۶۵ کے حاشیہ پر صاف لکھا ہے۔

"پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا"

یہ تو کتاب حقیقۃ الوحی کی ہی سب عبارتیں ہیں۔ جو آپ کے عقیدہ کو اب بھی ویسا ہی ظاہر
کر رہی ہیں۔ جیسا تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی الفاظ اسمیں ایسے بھی ہوں۔ جنہیں
متشابہ کہا جا سکے۔ تو ان کو محکمات کی طرف لے جانا چاہیئے۔ اور تریاق القلوب کی عبارت
میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ پھر خود حقیقۃ الوحی کے دوسرے مقامات تریاق القلوب
کے خیال ہی کی تائید کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت صاحبؑ اپنی وفات تک
اسی عقیدہ پر قائم رہے۔ چنانچہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے اخبار بدر میں آپ کی تقریر چھپی ہے۔
جس میں پر زور الفاظ میں اسی عقیدہ کو دہرایا ہے۔ یہاں آپ پر یہ سوال کیا گیا تھا۔ کہ
"اگر تمام غیر احمدیوں کو کافر کہا جائے۔ تو پھر اسلام میں تو کچھ بھی نہیں رہتا"
جس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔
"ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے۔ جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر

ہو نہ جائے"
اور پھر اس تقریر میں فرمایا۔ کہ "جو ہمیں کافر نہیں کہتا۔ ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے"
اب کتاب حقیقۃ الوحی سے پہلے کی تمام تحریریں اور اس کے بعد کی تمام تحریریں خود کتاب
حقیقۃ الوحی کے مقامات متنازعہ کو چھوڑ کر دوسرے تمام حوالجات یہ صاف ظاہر کرتے ہیں
کہ حضرت صاحب کا عقیدہ ہمیشہ وہی رہا ہے۔ جس کا صاف اعلان تریاق القلوب اور
پھر بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء میں ہے۔ اب اگر حقیقۃ الوحی میں کوئی فقرات ایسے بھی ہوں
جن کے دو معنے ہو سکتے ہوں۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم وہی معنے اختیار کریں۔ جن کی
تائید آپ کی دیگر تحریرات اور کتاب حقیقۃ الوحی کے دیگر مقامات سے اس کثرت کیساتھ
ہوتی ہے۔ اور اس کے سوا کوئی دوسرے معنے کرنا جن سے مختلف عبارات میں اختلاف پیدا
ہو۔ یا کسی حصہ کو کسی دوسرے حصہ سے منسوخ قرار دینا بڑی غلطی ہے۔
ص۱۱ قبل اس کے کہ میں اس مضمون کو ختم کروں۔ اس مضمون کے متعلقہ واقعات کا اظہار ضروری
ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب کا ایک خط آیا تھا۔ جس میں انہوں نے یہ دریافت کیا تھا
کہ گو لندن میں نماز جمعہ کی امامت میرے سپرد ہے۔ اور اور بھی نمازوں میں جہاں میں موجود
ہوں۔ مجھے ہی آگے کیا جاتا ہے۔ لیکن تاہم میں اس معاملہ میں حضور کا فیصلہ چاہتا ہوں۔
کہ اگر اس جگہ یعنی ولایت میں جہاں احمدیوں پر دوسرے مسلمانوں کی طرف سے کفر کا کوئی
فتویٰ نہیں ہے۔ ضرورت پیش آجائے۔ تو کیا ان کے پیچھے نماز ادا کر لیا کروں۔ جیسا کہ عرب
اور افریقہ وغیرہ بعض دیگر مقامات میں آپ نے اجازت دی ہے۔ اس خط کے جواب
میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے یہ لکھوایا۔ کہ جب وہاں کفر کا فتویٰ نہیں۔ تو آپ دوسروں
کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہ جواب اخبار پیغام صلح میں چھپ گیا۔ جس پر بعض یہاں
کے احباب نے اس فتوے کو غلط بتایا۔ حالانکہ اسی قسم کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیحؓ
ہمیشہ حج پر جانے والوں کو دیتے رہے۔ جس کی شہادت ہماری جماعت کے حاجی دے
سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے فتویٰ کے خلاف جو احباب تھے ان میں سے دو
میرے پاس بھی آئے۔ کہ حضرت صاحب کا فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف

فلاں تحریر کے خلاف ہے۔ میں نے انہیں کہا۔ کہ فتویٰ دینے والا تو میں نہیں ہوں۔ مجھ سے بحث کرنے کا کیا فائدہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کیجئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا ہے۔ اور یہ تحریریں دکھادی گئی ہیں۔ ان ایام میں حضرت صاحب کی کمزوری بڑھ جانے کی وجہ سے گھر کے اندر ہی قرآن شریف کے نوٹ سنا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کے جلد ہی بعد حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ مسئلہ کفر و اسلام میں تطبیق دو۔ اور کچھ احادیث اور کچھ آیات قرآنی ارشاد فرمائیں۔ جو اس مضمون کے شروع میں ہیں۔ میں چونکہ قرآن کریم کے کام میں زیادہ مصروف تھا۔ اور دوسرے کسی قدر اپنی طرف سے اس مسئلہ کے چھیڑنے کو پسند نہ کرتا تھا۔ اس لئے میں نے تحریری مضمون تو چند روز تک کوئی نہ لکھا۔ البتہ یہ میں دیکھتا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح درس قرآن کریم میں یعنی میرے نوٹوں کے وقت کسی نہ کسی رنگ میں اس مضمون پر بھی روشنی ڈال جاتے ہیں۔ اور اس مسئلہ کا ایک نہایت وسیع پہلو آپ کے ذہن میں تھا۔ جس سے عام مسلمان بھی بے خبر ہیں۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریریں اسکی مؤید ہیں۔ جہاں آپ نے اس خیال کی کہ کوئی ایسے بھی لوگ ہوں گے۔ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے تردید کی ہے۔ خیر یہ مسئلہ بجائے خود ایک الگ بحث کو چاہتا ہے۔ اس لئے میں اسے اسجگہ نہیں چھیڑتا۔ لیکن گو مضمون تو میں نے چند روز نہ لکھا۔ لیکن آیات و احادیث محولہ پر غور کر کے اور بخاری کتاب الایمان کو پڑھکر اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے روزانہ ارشادات سے واقف ہو کر یہ میں نے خوب سمجھ لیا۔ کہ حضرت صاحب کس طرح پر تطبیق دیتے ہیں۔ اور بالآخر آپ کے ایک دن ایک بڑے مجمع میں جب قرآن کریم کے ترجمہ کے چندہ کا اعلان آپ کے حسب ارشاد لکھکر سنایا گیا یہ فرمانے پر کہ مسلمان کافر کے مسئلہ کو تطبیق دینا تمہارے ذمہ ہے۔ میں نے آخر اس مسئلہ کو لکھا۔ اور اسی اثنا میں ایک دن آپ نے میاں صاحب کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ ہمارے میاں نے بھی اس مسئلہ کو نہیں سمجھا۔ مضمون کو لکھنے کے بعد میں نے اسے حضرت خلیفۃ المسیح کو سنا بھی دیا۔ چونکہ آپ ان دنوں میں بیمار تھے۔ آپکے صاحبزادہ میاں عبدالحی نے یہ خیال کر کے کہ شاید آپ پوری توجہ سے مضمون نہ سن سکتے ہوں عرض

صد ۱۲

کیا۔ کہ حضور سنتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں خوب سنتا ہوں۔ اور مجھے مخالفت ہو۔ تو میں کہہ نہ دوں۔ آخر مضمون پر آپ نے صحیح مسلم کی وہ حدیث جس میں فیخرج منہ قوما لم یعملوا خیرا قطہ کے الفاظ آتے ہیں۔ درج کرنے کو فرمایا۔ چنانچہ وہ بھی درج کردی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ ابن اثیر کی لغت حدیث نہایہ سے چند حوالجات درج کر دیئے گئے ہیں۔ اس مضمون کے متعلق گو بہت سے احباب بار بار یہ تقاضا کرتے تھے۔ کہ اسے جلد چھپواؤ۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کی وجہ سے میں نے مناسب نہ سمجھا۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب کی کتب سے مفصل حوالجات الگ دیئے جاویں۔

محمد علی۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء

مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ مسئلہ کفر و اسلام پر چند مختصر نوٹ

(۱) مولوی محمد علی صاحب نے اس رسالہ میں جو یہ بحث اٹھائی ہے۔ کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے کسی نبی پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ تمام انبیاء حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا انکار اور تکذیب کر کے بھی انسان مسلمان رہتا ہے۔ یہ وہ ناپاک اور گمراہ کن عقیدہ ہے۔ جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کے ارتداد کا موجب ہوا تھا۔ اور جسے بعض لوگوں کے دلوں میں ایک خطرناک مہلک اور متعدی بیماری کی طرح سرایت کرتا ہوا دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب حقیقۃ الوحی لکھی۔ جس میں حضور فرماتے ہیں۔ "یہ بات کسی ادنیٰ عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے۔ کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے۔ اور اسکی ہستی اور وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے۔ ایسا ہی اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے۔ اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے۔ سب پر ایمان رکھے۔ یہی وہ امر ہے۔ جو ابتداء سے مسلمانوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ اور اسی پر محکم عقیدہ رکھنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں دیں۔" (صلا) "چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے

خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے۔ اس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے
کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے۔ اسی آئینہ کے ذریعہ
سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے" (ص۱۱۲)۔ پس مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو چاہیئے۔ کہ
وہ حقیقۃ الوحی کو بار بار پڑھیں۔ اور اسے اپنے دل میں جگہ دیں۔ کہ اسمیں ان کی ہر ایک بیماری
کا علاج اور شفا ہے۔

(۲) آیت قل اللّٰہ ثم ذرھم کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ "اللہ منوا کر انہیں چھوڑ دو"۔ اور آپ کا ان معنوں
کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا بھی درست نہیں۔ حضرت ممدوح
تو فرماتے ہیں۔ "قل اللّٰہ ثم ذرھم ...... تو جواب ہے۔ من انزل کا۔ کہ یہ کتاب کس نے
اتاری؟ تو کہہ اللہ نے"۔ (بدر جلد ۹ ۱۵ و ۲۲م صفحہ ۲) اسی طرح آیت ولولا دفع اللّٰہ الناس
بعضھم ببعض کا مفاد دائرہ اسلام کی توسیع کر کے اس میں یہود و نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کو
داخل قرار دینا نہیں ہے۔ بلکہ اس میں محض مذہبی رواداری کی تعلیم ہے۔ جو لا اکراہ فی الدین
کا ایک شعبہ ہے۔ اور آیت وما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون کا مدعا بھی دائرہ اسلام
کی وسعت بتانا اور کفار مکہ وغیرہ کو اسمیں داخل قرار دینا نہیں۔ بلکہ اس میں ایسے لوگوں کے دعویٰ
ایمان باللہ کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے۔ اسی طرح حدیث من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل
الجنۃ اور حدیث من کان آخر کلامہ الخ کا یہ مدعا نہیں ہے۔ کہ نجات اخروی کے لئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ صرف اقرار توحید کافی ہے۔ بلکہ ان میں یہ بتایا گیا
ہے۔ کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم پر قائم ہو جائے۔ کہ لا الٰہ الا اللّٰہ وہ آپ کی
دعوت کو قبول کرنے والوں میں شمار ہوگا۔ اور جنت کا وارث ٹھہریگا۔ ورنہ آپ کی دعوت کو سن کر ایسے
نہ ماننے والا شخص تو ناجی ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ وہ قطعی طور پر جہنمی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے۔ اور
وہ آپکی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے۔ اور خدا کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے
بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ اگر کفر پر مر گیا۔ تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا"۔ حقیقۃ الوحی (ص ۱۷۹ و ۱۸۰)
علاوہ اس کے دائرہ اسلام میں داخل سمجھا جانا اور چیز ہے۔ اور نجات اخروی (جس کا ان حدیثوں میں

ذکر ہے) اور چیز۔ پس بالکل ممکن ہے۔ کہ ظاہر شریعت کی رو سے ایک مومن سمجھا جانے والا شخص بموجب
حدیث رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ یوم القیامۃ (کئی لوگ جو دنیا میں پوشاکوں والے نظر آتے ہیں
قیامت کے روز ننگے ہونگے) عند اللہ کافر اور نجات سے محروم ہو (عیاذاً باللہ) اور یہ بھی ممکن ہے کہ
ایک شخص ظاہر حکم شریعت کی رو سے کافروں اور مکذبوں میں شمار ہوتا ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ
ناقابل مواخذہ ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "جس پر خدا کے نزدیک اتمام
حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اسکا نام بھی کافر ہی
رکھا ہے۔ اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک
بموجب آیت لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا"۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۸۰)

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالوں پر جو بحث مولوی صاحب نے کی ہے۔ وہ بھی
حضور کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ اسجگہ اس پر تفصیل سے لکھنے کی تو گنجائش نہیں۔ صرف اتنا عرض
کرتا ہوں۔ کہ تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳۰ والے حوالہ کے متعلق حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر سوال ۶
کے جواب میں حضور نے اس بات کو پورے طور پر واضح کر دیا ہے۔ کہ مکتوب بنام مرتد ڈاکٹر کے اس
حوالہ کے مقابل پر کہ "خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔
اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے"۔
اس تریاق القلوب والے حوالہ کو آڑ بنا کر آپ کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ آپ کے دعویٰ
کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ کسی طرح درست اور جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص ایسا
کرتا ہے۔ وہ در حقیقت خود اپنی طرف سے ایک قابل تعجب بات کہتا ہے۔ چنانچہ حضور
فرماتے ہیں۔ "یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان
ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے
نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا پر افترا کرنیوالا سب کافروں
سے بڑھ کر کافر ہے"۔ یعنی یہ کہنا کہ آپکی تکفیر تو انسان کو کافر بنا دیتی ہے۔ مگر آپکا انکار کافر نہیں بناتا
ایک نادرست اور باطل اور جائے تعجب خیال ہے۔ جسے حضور کی طرف منسوب کرنا کسی طرح
درست نہیں۔ بلکہ اس کا ذمہ وار وہی ہے۔ جو اسے پیش کر کے اس پر زور دیتا ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ جبتک خدا تعالیٰ نے آپ پر یہ بات ظاہر نہیں کی تھی۔ کہ آپ کی دعوت کو سن کر اسے قبول نہ کرنے والا شخص مسلمان نہیں اسوقت تک آپ اپنے محض انکار کے حکم میں اور اپنی تکفیر کے حکم میں تفریق کرتے رہے۔ اور جب خدا تعالیٰ نے آپ پر مذکورہ بالا حقیقت کھولدی تو اس کے بعد حضور نے کبھی یہ تفریق نہیں کی۔ اور نہ کبھی اس بات کو گوارا کیا۔ کہ اس تفریق کے خیال کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے۔ بلکہ آپ نے اس خیال کو آپ کی طرف منسوب کرنیوالے شخص کو ہی اس قول کا قائل اور اس کے اس قول کو جائے تعجب قرار دیا۔ اور ضمنی طور پر تریاق القلوب والے بیان کو قابل تاویل بتا کر اور وسعت مفہوم لفظ تکفیر کا اظہار کر کے ان دونوں حوالوں میں تطبیق بھی کر دی۔ پس اب حقیقۃ الوحی والے فیصلہ کے بعد حضور کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ تکفیر کا حکم اور ہے اور محض انکار کا حکم اور۔ پرلے درجہ کی کجروی ہے۔ اسی طرح حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۵ حاشیہ کے الفاظ "میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا" کے پیش کرنے میں مولوی صاحب نے حد درجہ کی بے احتیاطی سے کام لیا ہے۔ اس حوالہ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ "کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص در حقیقت کافر ہے۔ وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں۔ کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں۔ جنہوں نے مجھکو کافر ٹھیرایا ہے۔ پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر پیدا ہو گئی۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں" پس اگر مولوی صاحب کا عقیدہ اس حوالہ کے مطابق ہے۔ تو یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ جسقدر لوگ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب انکے نزدیک کافر ہیں اور ان کے اہل قبلہ ہونے کے باوجود انہیں کسی طرح مومن نہیں کہا جا سکتا۔

(۴) حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ ہرگز نہیں فرمایا تھا کہ "ہمارے میاں نے بھی اس مسئلہ (کفر و اسلام) کو نہیں سمجھا" بلکہ آپ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ (غیر احمدیوں کو) میں کبھی کافر کہتا ہوں کبھی مسلمان۔ یہ دقیق مسئلہ ہے۔ اور خدا نے انہیں مجھے وہ کچھ سمجھایا ہے جو کسی نے نہیں سمجھا۔ حتیٰ کہ میاں نے بھی نہیں سمجھا۔ اسی طرح اس رسالہ کے سبب تحریر اور سنانے وغیرہ کے ذکر میں بھی مولوی محمد علی صاحب نے خلاف بیانی سے پرہیز نہیں کیا۔ جسکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

خاکسار محمد اسمٰعیل ۲ جون ۱۹۳۵ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ مع المسیح الموعود مع التسلیم

مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کی بابت اس وقت تک متعدد جوابات دئے ہیں جن میں سے سب سے

پہلا جواب

انہوں نے "تبدیلئی عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" میں جو چھوٹے سائز کے دس ورق کا ایک رسالہ ہے۔ گالیوں کی صورت میں دیا ہے۔ جو انہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو بزرگان جماعت کو اور عام طور پر جماعت کے لوگوں کو دل کھول کر دی ہیں جن میں سے کسی قدر بطور نمونہ ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کو اور بزرگان جماعت کو گالیاں

"قریباً ارھائی ماہ ہوئے۔ ہمارے مکرم دوست خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک حلفیہ شہادت جماعت احمدیہ کے ہر دو فریق کے بعض بزرگوں سے طلب کی تھی۔... میاں صاحب اور انکے مریدین نے لا تکتموا الشھادۃ کی خلاف ورزی کی۔ اور ومن یکتمھا فانہٗ اثم قلبہٗ اور من اظلم ممن کتم شھادۃ عندہٗ من اللہ کے ماتحت آثم اور اظلم بننے کو آسان سمجھا۔ مگر شہادت حقہ کی ادائیگی کو موت سے بدتر [illegible]

پبلشر مولوی محمد احمد عبدالکریم پسران مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ بخش صاحب پرنٹر

سمجھکر اس کے ادا کرنے سے انکار کیا۔" (ص۲) [۵ٖ]

"اس مطالبۂ حلف کا جواب اگر کچھ دیا گیا۔ تو یہ کہ خواجہ کمال الدین مرتد ہے۔ ...ان سیاہ باطن ظالموں نے اتنا بھی نہ دیکھا۔ کہ ہمارا یہ طریق ان لوگوں کے نقش قدم پر تو نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کو کافر کافر پکارتے جاتے تھے ....اے احمدی قوم کے بزرگو! خوب غور کرو۔ کہ تم میں یہ گروہ انہی کا جانشین پیدا تو نہیں ہو گیا۔ جنکو تم کل تک شرُّ مَن فی الارض کہتے تھے۔ اِن کور باطنوں کو جو خادمانِ دین کو مُرتد کے نام سے پکارتے ہیں۔ بلا کر پوچھو۔ کہ ایک شخص کے علانیہ اقرار کے ہوتے ہوئے تمہارا ایسی جرأت کرنا تمہیں خدا کی لعنت کا مورد بنائیگا یا نہیں۔" (ص۳)

عام طور پر جماعت کے لوگوں کو گالیاں

"میاں صاحب کے فریق پر ہماری حجت کس قدر غالب ہے......

آج ان باتوں سے انکار کرنا ان کی روسیاہی کا موجب ہی نہیں۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ اس انکار پر اصرار کر کے ان کے دل سیاہ ہو جائیں۔ اور وہ خدا کی لعنت کے نیچے آجائیں۔ اور کفرتم بعد ایمانکم کا مصداق ثابت ہوں۔" (ص۱۰).......

۵ٖ ۔ اس کا جواب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

ہم قسم کھائینگے اور ضرور کھائیں گے۔ کیونکہ ہم وہ ہیں۔ جن کا قدم خدا کے فضل سے کسی مقابلہ میں پیچھے نہیں ہٹتا۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ کہ جب ہم انہیں قسمیں دینگے۔ اور حق بات کیلئے دینگے۔ تو وہ نہیں کھائیں گے اور اگر کھائیں گے تو جس طرح یہ سورج نظر آرہا ہے۔ اور اس میں کسی کو شک نہیں۔ اور جس طرح ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ اور اس میں کچھ کلام نہیں اسی طرح صاف طور پر وہ تباہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے ایسی تلوار

"اگر پیر سچا ہے۔ تو یہ گروہ دنیا کو دھوکا دینے والا قرار پاتا ہے۔ اور اگر اس گروہ کا مذہب وہی تھا..... تو پیر باطل کا حامی ہے...... اگر ان دونوں میں سے ایک توبہ نہ کرے تو پیر کے نزدیک مرید کافر۔ اور مریدوں کے نزدیک پیر کافر۔ کاش کوئی حصہ مریدین کا میاں صاحب کے ساتھ ایسا بھی ہوتا۔ جو ان کے مقابلہ پر اس طرح پر کھڑا نہ ہوتا۔ بیرونی منکران خلافت کا رونا تو یونہی رو یا جاتا ہے۔" (ص۷،۸)

بقیہ حاشیہ:- تیار کی ہے۔ جو ہماری گردنوں پر نہیں۔ بلکہ ان کی گردنوں پر چلیگی۔ انہوں نے ایسا گڑھا کھودا ہے۔ جو ہمارے لئے نہیں۔ بلکہ ان کے گرنے کیلئے ہے۔ ہم قسمیں کھائیں گے۔ اور بتائیں گے کہ ہم اُس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعودؑ زندہ تھے آپ کو نبی مانتے تھے۔ لیکن وہ قسمیں نہیں کھائینگے۔ چنانچہ ابھی سے انہوں نے یہ شرطیں لگانی شروع کر دی ہیں۔ کہ تمہاری قسمیں بیہودہ اور لغو باتوں کے متعلق ہیں۔ یہ قسم نہ کھانے کے سامان ہیں لیکن میں قسم کھاتا ہوں۔ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے۔ وہ خدا جو زندہ قادر اور سزا و جزا دینے والا ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔ اور وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اُس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعودؑ زندہ تھے۔ اُسی طرح کا نبی مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ میں اس بات کیلئے بھی قسم کھاتا ہوں۔ کہ خدا تعالٰے نے رؤیا میں مجھے مُنہ در مُنہ کھڑے ہو کر کہا ہے۔ کہ مسیح موعود نبی تھے...... میں نے تو قسم کھالی ہے۔ اور باقی

مولوی سید سرور شاہ صاحب پر تمسخر استہزا اور گالیاں

"امید ہے۔ مولنا (مراد مولوی سید سرور شاہ صاحب) ایک تین لڑی کی قسم سے اپنے پیر بھائیوں کو یقین کامل کرا دینگے۔ کہ انہوں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا...... اس مولویانہ تھیلی میں سے جو فتوی چاہو مؤکد بحلف نکال لو...... یہی وہ لوگ ہیں جن کا ایمان نہایت مضبوط ہے۔ یہی دین اسلام کے رکن ہیں۔ کہ جیسے کسی وقت ان کو ضرورت پڑتی ہے۔ ویسے ہی ان کا مذہب بھی بدلتا رہتا ہے۔ اس رکابی مذہب کا نقشہ اس مثل میں خوب کھینچا گیا ہے۔ کہ ایک دن ایک نواب صاحب بینگن کی بڑی تعریف کر رہے تھے مصاحب نے یہ دیکھکر اس کی تعریف میں پل باندھ دئے۔ اس تعریف پر عاشق ہو کر نواب صاحب زیادہ بینگن کھا بیٹھے۔ تو تکلیف ہوئی۔ اگلے دن آپ نے بینگن کی مذمت شروع کی۔ تو وہی مصاحب فرمانے لگے۔ کہ بینگن جیسی بری چیز ہی کوئی دنیا میں نہیں۔ کسی شخص نے الگ ہو کر پوچھا۔ کہ میاں یہ کیا بات ہے۔ کل تم بینگن کی اس قدر تعریف کر رہے تھے۔ آج نواب صاحب نے مذمت شروع کی۔ تو آپ نے بھی مذمت کرنی شروع کر دی ہے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ ہم تو نواب صاحب کے ملازم ہیں۔ بینگن کے ملازم تھوڑا ہی ہیں۔ سو ہمارے مولنا صاحب تو اس کی شہادت دیں گے۔ جس کے ملازم ہیں۔ ایسی حالت میں کسی کو مرتد یا منافق ٹھہرا دینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہونا چاہئیے۔ اور ہے بھی" (ص۱۷)

بقیہ حاشیہ:- ہماری جماعت کے لوگ قسم کھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ کہ یہ تلوار انہی کی گردنوں پر چلیگی۔...... وہ کہتے ہیں۔ ہم قسم کھانے سے بھاگتے ہیں۔ میں قسم سے نہیں بھاگتا۔ بلکہ مباہلہ کے لئے تیار ہوں"

(الفضل جلد ۳ نمبر ۴۰ پرچہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء)

ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کو گالیاں اور تمسخر و استہزا

"خدا جانے اخبار بدر میں کیا کچھ ان (مفتی محمد صادق صاحب) کے زمانہ میں تکتا رہا۔ اب اس کو کون دیکھتا پھرے۔ غرض تو صرف اس ڈراما میں ایک پارٹ پلے کرنا ہے۔ جیسی ضرورت دیکھی کر دیا۔ ایک طرف آپ کا وہ نظارہ کسی شخص کے سامنے ہو۔ جب لاہور میں آپ فرضی خلافت کی تائید میں پارٹ پلے کر رہے تھے۔ اور ایک عجب سماں بندھا ہوا تھا۔ کہ ہر چند منٹ کے بعد ایک ہاتھ "منکران خلافت" کے فرضی قیامگاہ کی طرف اٹھتا تھا۔ اور فرمایا جاتا تھا۔ کہ یہ لوگ پکڑنے کے قابل ہیں۔ جلد عذاب کے فرشتے آکر ان کو پکڑ لیں۔ ایسا نہ ہو کہیں غلطی میں ہم ہی پکڑے جائیں۔ اور ارشاد ہوتا تھا کہ ان کا گناہ بہت بڑا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یوں نہیں کیا۔ ووں نہیں کیا۔ بالفاظ دیگر انہوں نے نہ قادیان کی خاطر حق کو چھوڑا۔ نہ مقبرہ بہشتی میں جانے کے لئے دوزخ کو مول لیا۔ نہ بیکار بیٹھکر لنگر کی روٹیاں کھائیں۔ نہ مسیح کے بیٹے کی پوجا کی۔ بہر حال کسی وقت یہ مولنا ایک اور پارٹ پلے کیا کرتے تھے...... آج جب محمود اور مرزا صاحب ایک۔ مرزا صاحب اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک۔ (محمد رسول اللہ اور خدا ایک کا مرتبہ شائد ابھی طے کرنا باقی ہے) تو جزو کل کیوں نہ ہو جائے۔ ادھر پیر کا اعلان ہوا۔ ادھر جزو کل بن گیا۔ یہ وہ معجزہ ہے جو آجتک کسی نبی نے نہیں دکھایا۔ گو بعض پیروں کی نسبت مشہور ہے۔ کہ وہ چیزوں کی خاصیت کو بدل دیتے ہیں۔ اور شراب کا پیالہ ان کے ہونٹوں سے لگتے ہی دودھ بن جاتا ہے...... اوروں کو مرتد بناتے بناتے خود مرتد بنتے ہو۔ اور دوسروں کو منافق ٹھہراتے ٹھہراتے آپ اب پکے منافق ہی نہیں۔ بلکہ ساتھ ہی لوگوں کو خطرناک دھوکہ دینے کے الزام کے نیچے آتے ہو...... مفتی صاحب آج جو چاہیں حلف اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یا اس زہر کے پیالے کو حیلوں حوالوں سے ٹالتے رہیں۔ ان کے ہاتھ بدر میں کٹ چکے ہیں...... ولکم الویل مما تصفون"

(ص۱۷-۲۰)

مرتّب رسالہ کو گالیاں

میں مولوی فاضل صاحب (مرتب رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد") سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپکی اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں نظر نہیں آتا۔ اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا کیونکر نظر آجاتا ہے کیا میں آپ کو حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے الفاظ میں مخاطب کروں۔ (جس کی توضیح کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجز میں لکھتے ہیں۔

"کیا یسوع اپنے مخالفوں کو بیوقوف۔ جاہل۔ منافق۔ اور ہر طرح کی بدیوں سے بھرے ہوئے نہیں کہتا تھا۔ اور پھر کنایۃً ان کو گدھے بھی کہا۔ اور کتوں اور خنزیروں سے مشابہت دی۔ پھر ان کو سانپوں کے بیٹے کہا۔ اور بالآخر بدکار اور حرامکار تک بھی کہدیا" (ج ۳ ۳ ص ۱۰۲)

یا ان الفاظ میں جن میں مسیح موعود نے "فرقہ مولویان" کو مخاطب کیا ہے۔ (کہ اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئیگا۔ کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا" (انجام آتھم صفحہ ۲۱ حاشیہ)

"اس زمانہ کے بدذات مولوی شرارتوں سے باز نہیں آتے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱۶ حاشیہ)

"ہماری تحریروں میں یہ دکھانا ..... ایک ایسی لغو حرکت ہے۔ کہ جس کا مرتکب یا تو ایک ایسا غبی ہو سکتا ہے۔ کہ جس کو یہ بھی علم نہ ہو۔ کہ فریقین میں تنازعہ امر کیا ہے۔ اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکا میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے۔" (ص۳)

"وہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کے لئے تو تمہارے کام آسکتا ہے۔ مگر عقلمندوں کے نزدیک اس سے ثابت کچھ نہیں ہوتا۔ ..... اور اگر باوجود اس صراحت کے تلبیس سے کام لیتے چلے جاؤ گے۔ تو بیشک کچھ لوگ تمہارے

دام میں پھنسے رہیں گے۔ جو خود حق و باطل میں تمیز کرنا نہیں جانتے۔ یا جانتے ہیں تو کرنا نہیں چاہتے۔ یا چاہتے تو ہیں۔ مگر بیعت کے رسن میں اپنے آپ کو جکڑا ہوا پاتے ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک اس تلبیس کے تم ضرور ذمہ وار قرار دئے جاؤ گے" (ص۱۳)

جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہ طریق خطاب وجواب۔ یہ طرز کلام۔ گالیاں تمسخر اور استہزاء ان کی موجودہ دینی یا اخلاقی حالت کا جو نقشہ پیش کرتا ہے۔ میں اس کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ لیکن میں یہ ضرور کہونگا۔ کہ اگر مولوی صاحب کے پاس اصل سوال کا ایک ذرہ بھر بھی جواب موجود ہوتا۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ وہ اس نہایت گندے نہایت کمینہ اور پہلے درجہ کے رذیل اور ذلیل طریق سے کام لیتے۔ پس ان کا اس گند کی طرف جھکنا انہیں درحقیقت مضطر اور مجبور ثابت کر رہا ہے۔ اور ان کی یہ اضطراری حالت اور بیچارگی ایک طرح سے انہیں معذور ثابت کرتی ہے۔ اور ان کی موجودہ حد درجہ کی خطرناک حالت کا نقشہ پیش کر کے عبرت دلاتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ ہم انہیں ان کی گالیوں کا جواب دیں ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں اس گندی ناپاک اور عبرتناک حالت سے اور ان ظلمات سے نکالے۔ اور از سر نو انہیں آنکھیں بخشے۔ اور نور میں لائے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنا طریق عمل بیان فرماتے ہیں۔

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو — رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اور جماعت کو ارشاد فرماتے ہیں:-

گالیاں سنکر دعا دو پاکے دکھ آرام دو — کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی — چھوڑ دو انکو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
چپ رہو تم دیکھکر ان کے رسالوں میں ستم — دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار
دیکھکر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو — شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

اور حضور ہی کے الفاظ میں اللہ تعالےٰ کی جناب میں التجا کرتے اور اپنے درد دل کا اظہار کرتے ہیں۔

اے خدا اے چارہ سازِ دردہم کو خود بچا — اے مرے زخموں کی مرہم دیکھ میرا دلفگار
ہائے وہ تقوی جو کہتے تھے کہاں مخفی ہوئی — ساربانِ نفسِ دوں نے کس طرف پھیری مہار
قدرتِ حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہوگئے — یا محبت کے وہ دن تھے یا ہوا ایسا نقار
دھودئیے دل سے وہ سارے صحبتِ دیرینہ رنگ — بھول بیٹھے ایک مدت تک ہوئے آخر کو فار
جس قدر نقدِ تعارف تھا وہ کھو بیٹھے تمام — آہ کیا یہ دل میں گذرا۔ہوں میں اس سے دلفگار

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملیگا تجھکو یہ سارا ادھار

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے دوسرا جواب

دوسرا جواب جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کا یا بلفظ دیگر اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے کہ جو حوالجات ہم نے ان کی سابقہ تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے پیش کئے تھے۔انہیں قطعاً چھوا تک بھی نہیں۔اور ان کی طرف اشارہ تک کرنیکے بغیر ان کا جواب لکھنے کی ناحق تکلیف اٹھائی ہے۔اگر وہ راستی کے طریق سے کام لیتے۔تو ان کا فرض تھا۔کہ اگر ان کے نزدیک رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کا دعویٰ یا اس کی بحث درست نہیں تھی۔اور اس میں کوئی غلطی تھی۔تو اس غلطی کو مدلل طور پر ثابت کرکے دکھاتے۔اور وہ اس کے لئے کئی طریق اختیار کرسکتے تھے۔مثلاً یہ کہ ان حوالجات کو نقل کرکے ثابت کرتے کہ وہ نہ ان کے لکھے ہوئے ہیں۔نہ ان کے شائع کردہ۔بلکہ ریویو آف ریلیجنز میں ان کا کہیں نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔یا یہ ثابت کردیتے۔کہ وہ ریویو میں ان کے علم اور ان کے منشاء کے بغیر شائع کئے گئے تھے۔اور ان کے شائع ہوجانے کے بعد ان کی تردید شائع کرنے

کے تمام راستے انکے لئے (یعنی مولوی محمد علی صاحب کیلئے) بند تھے۔یا وہ یہ بات ثابت کرتے کہ انہیں بگاڑ کر یا ادھورے طور پر رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں پیش کیا گیا ہے۔جس کیوجہ سے ان کا مطلب غلط اور اصل مدعا کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔یا وہ ثابت کرکے دکھاتے کہ ان کی جو عبارتیں پیش کی گئی ہیں۔ان سے وہ مدعا ثابت نہیں ہوتا۔جو رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔مگر مولوی محمد علی صاحب نے جواب کے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو اختیار نہیں کرنا چاہا۔کیونکہ اس کے تمام راستے انہوں نے بالکل بند پائے۔اور اس بات کی انہیں جرأت نہ ہوئی۔کہ وہ راستی کا طریق اختیار کرکے صاف طور پر اقرار کرلیتے۔کہ جو دعویٰ رسالہ "محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں پیش کیا گیا ہے۔وہ صحیح اور درست ہے اور اس بات کو بھی انہوں نے اپنے اغراض کے منافی سمجھا۔کہ کوئی جواب نہ لکھتے۔اور خاموش رہتے۔اس لئے انہوں نے اس کے جواب کا یہ طریق اختیار کیا۔کہ ہمارے پیشکردہ حوالجات کو چھوا تک بھی نہیں۔اور بغیر اس کے کہ انہیں پیش کرنے یا کسی اور رنگ میں ان کا ذکر کرتے۔رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کا جواب لکھنے بیٹھ گئے۔مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات کے وہ حوالے جو ہمنے رسالہ مذکورہ میں پیش کئے تھے۔اور جنکے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے اپنے جوابی رسالہ "تبدیلیٔ عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے"۔ صرف اتنا لکھ دینے پر اکتفا کیا ہے۔کہ "اس رسالہ میں ریویو آف ریلیجنز میں سے دس حوالے ایسے دئے گئے ہیں۔جن میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی یا رسول کہکر پکارا گیا ہے۔یا آپ کے سلسلہ کو منہاج نبوت پر قرار دیا گیا ہے"۔ ص۵ وہ کسی قدر اختصار کیساتھ ذیل میں از سر نو درج کئے جاتے ہیں۔تاکہ معزز ناظرین پر جناب مولوی محمد علی صاحب کے اس بیان کی حقیقت بھی روشن ہوجائے

ریویو کے وہ حوالجات جو ہمنے اپنے رسالہ میں پیش کئے تھے

۱۔ "ایک متعصب آدمی جو ایک نبی کے خلاف رائے قائم کر چکا ہے۔ جیسے آپ[۱] اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اور سیتل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر چکے ہیں۔ وہ ایسی مبہم باتوں میں ایک نبی کے خلاف اعتراض پر ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ یا نہیں"۔ (ریویو ج ۴ ص ۳۹۵)

۲۔ انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے ...... چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ ...... اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ جس شخص کو اللہ تعالے نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے۔ وہ بھی شہرت پسند نہیں ..... یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے"۔ (۴/۱۳۱، ۱۳۲ ص۱)

۳۔ "یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں موعود نبی کا نزول مقدر تھا"۔ (۶/۸۴)

۴۔ "ھوالذی بعث فی الامیین (تا) وھو العزیز الحکیم
ترجمہ۔ خدا تو وہ ہے۔ کہ جس نے امی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا ...... نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی ..... اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا"۔ (۶/۹۶)

۵۔ "آیت کریمہ میں ..... اسی فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے"۔ (۶/۹۶)

۶۔ "نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس بھی ہے"۔ (۶/۹۸)

۷۔ "اب ہم اس حالت میں ہو گئے ہیں کہ اس نبی آخر زمان کے دعویٰ کی تصدیق کو سمجھنے کے لئے اندرونی شہادت پر غور کریں"۔ (۶/۹۹)

۸۔ "عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف ...... نہیں سمجھتے۔ کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے"۔ (۴/۴۶۴)

۹۔ "سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پرکھنے کے لئے .... امتیازی نشان سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں وہ ہے جس کو قرآن کریم نے ...... بیان کیا ہے۔

[۱] مراد خواجہ غلام الثقلین صاحب ایڈیٹر رسالہ عصر جدید۔

کانا لننصر رسلنا"۔ نصرت اور تائید اس طرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے۔ جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی"۔ (۴/۴۲۷-۴۳۱)

۱۰۔ "بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتائیں۔ کہ ان پیشکردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جسمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے"۔ (۴/۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۴)

۱۱۔ "آپ (خواجہ غلام الثقلین صاحب) ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے تھے"۔ (۴/۴۳۱)

۱۲۔ "ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے۔ دو باتوں پر زور دیا ہے۔ اول یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں۔ اور دوسرا یہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کر لیں ...... بعینہ اسی قدیم سنت الٰہی کے مطابق اللہ تعالے نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا ہے"۔ (۴/۴۶۶)

۱۳۔ "ایک طرف تو یہ لوگ ہیں ...... اور دوسری طرف خدا کا برگزیدہ رسول ہے۔ جو اس شخص کو اپنے ساتھیوں میں نہیں سمجھتا۔ جو دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا"۔ (۴/۶۹)

۱۴۔ "اس نے جیسا کہ وعدہ فرمایا ہے۔ کہ لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول اپنے ایک برگزیدہ رسول پر اس انجام کو ظاہر فرمایا"۔ (۴/۱۴۹)

۱۵۔ "ایک شخص جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو ...... اس پر تو فتووں کا اس قدر جوش و خروش ..... اور جب ایک دوسرا شخص عیسائی مذہب کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو۔ اور بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ تو اس کی مخالفت کے لئے ایک سطر بھی نہ لکھی جائے ...... اگر محض دعویٰ رسالت ہی مخالفت کا باعث ہوتا

توکیا وجہ تھی۔ کہ چراغ دین کی مخالفت نہ ہوئی۔" (۵/۱۹۶)

۱۶ "تمام پیشگوئیاں اس امر پر متفق ہیں۔ کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا۔" (۶/۸۱)

۱۷ "ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے۔ کہ موعود پیغمبر کے نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی اور دنیا پرستی کے درمیان اس وقت ایک سخت خطرناک جنگ ہوگا۔" (۷/۱۸)

۱۸ "سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد ...... یہ ہے کہ خدا تعالےٰ پر ایمان کو از سر نو زندہ اور تازہ کرکے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلاوے ...... اور اس کا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جائیں۔ جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہا ہے۔ اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے ...... ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے۔ کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں۔" (۵/۱۸۲)

۱۹ "کوئی نبی اللہ صرف دفع شر ہی کے لئے مامور و مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ دفع شر ایک ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے۔ جس کے بعد اعلیٰ اصول نہایت برجستگی اور مضبوطی کے ساتھ قائم کئے جاتے ہیں ...... اسی طرح مسیح موعود کا حال بھی ہے۔ وہ اس قانون الٰہی سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔" (۵/۷)

۲۰ "حضرت مسیح موعود پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے۔ تو منہاج نبوت کے رو سے ہی ہو سکتا ہے۔" (۶/۲۹۲)

۲۱ "ان سب باتوں کا مجموعہ سوائے خدا کے برگزیدہ نبیوں کے ہرگز نہیں نہ پاؤ گے۔" (۶/۲۹۳)

۲۲ "جھوٹے مدعی نبوت کو نصرت نہیں دیجاتی۔ بلکہ اسے ہلاک کرکے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے ...... اس طرح مرزا صاحب کے ساتھ نہیں کیا۔ پس جس

شخص کے ساتھ خدا تعالےٰ ...... اپنے سچے رسولوں والا سلوک کرتا ہے۔ اس کی صداقت پر شبہ کرنا خدا تعالےٰ سے جنگ کرنا اور اس کے کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکیگی۔" (۶/۲۹۴)

۲۳ "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا۔ آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدون آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالےٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دئے۔ مگر آپ کے متبعین کامل کیلئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔" (۵/۱۸۹)

۲۴ "قرآن شریف اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں۔ اور آپ کے دو ناموں محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم میں انہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے۔" (۵/۱۷۴)

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے جوابی رسالہ میں ان حوالجات کی طرف توجہ نہ کرنے اور ان پر کچھ نہ لکھنے کی وجہ یہ بیان کی تھی۔ کہ

"یہ رسالہ (مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد) مجھے یہاں ایبٹ آباد میں ملا ہے۔ اور اس میں ریویو آف ریلیجنز کے تین ہزار صفحات کی ورق گردانی کرنے کے بعد دس حوالے پیش کئے ہیں۔ میرے پاس نہ تو یہاں ریویو آف ریلیجنز ہے اور نہ درحقیقت مجھے ابھی اس قدر فرصت ہے۔ کہ میں مفصل ان مضامین پر قلم اٹھا سکوں۔ ہاں اگر خدا نے چاہا۔ تو میرا ارادہ ہے۔ کہ نومبر میں النبوۃ فی الاسلام کا لکھنا شروع کروں گا۔ اور اس میں بالتفصیل ساری باتوں کا جواب دوں گا۔" (ص ۵/۶)

اگرچہ مولوی صاحب کے اس بیان کی حقیقت کو معلوم کرنے کیلئے یہی بات کافی تھی۔ کہ ٹھیک یہی جواب ایک دفعہ ایک آریہ کھڑک سنگھ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل پر لکھا تھا۔ اور حضور نے اسے سراسر باطل قرار دیا تھا چنانچہ حضور مکتوبات جلد دوم کے صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں:۔

"تم یہ جواب دیتے ہو۔ کہ ہمیں فرصت نہیں۔ وید یہاں موجود نہیں۔ بھلا یہ کیا جواب ہے۔ اس جواب سے تو تم جھوٹے ٹھہرتے ہو"

اور اس کے علاوہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے جوابی رسالہ "تبدیلئ عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" میں اسے خود ہی غلط ثابت کر دیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اخبار بدر اور رسالہ تشحیذ الاذہان کے متعدد حوالے بزعم خود اپنی تائید میں اور ہمارے خلاف اس میں پیش کر کے ان پر لمبی چوڑی بحث کی تھی۔ حالانکہ بدر اور تشحیذ کے فائلوں کی ضخامت ریویو آف ریلیجز سے کم از کم دس گنا زیادہ تھی۔ پس کیا وجہ ہے کہ بدر اور تشحیذ کے فائل تو انہیں ایبٹ آباد میں میسر آ گئے۔ اور تین ہزار نہیں۔ بلکہ ریویو کے اندازہ کے رو سے قریباً تیس ہزار صفحات پر دیدہ ریزی کرنے کی فرصت بھی مل گئی۔ مگر رسالہ ریویو آف ریلیجز دستیاب نہ ہوا۔ اور نہ اس کے لئے آپ فرصت نکال سکے۔ لیکن تاہم چونکہ انہوں نے اس وقت یہ معذوری ظاہر کی۔ اور ساتھ ہی یقین دلایا کہ النبوۃ فی الاسلام میں وہ ساری باتوں کا بالتفصیل جواب دیں گے۔ اس لئے ہم ان کے جواب کے انتظار میں رہے۔ مگر افسوس۔ کہ جب النبوۃ فی الاسلام شائع ہوئی۔ تو ابھی "مفصل ان مضامین پر قلم اٹھانا"۔ "ان حوالوں کا مفصل جواب" اور "بالتفصیل ساری باتوں کا جواب" دینا تو درکنار رہا۔ ان تمام وعدوں پر خط نسخ کھینچ دیا گیا۔ اور اس میں اپنا موعودہ جواب درج کرنے کی بجائے اس کے سرورق کے اندر کے صفحہ پر حسب ذیل عذر پیش کر دیا گیا۔

" اس اعتراض کا جواب کہ میری کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے

کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے۔ میں نے کتاب کے اندر اس لئے نہیں دیا۔ کہ میری بحث اصولی ہے۔ اصولی بحث میں ..... میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں۔" اور یہ کہ "یہ طرز کہ اصول کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی باتوں میں تو تو مَیں مَیں کی جائے نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔" اور اس طرح سے اپنی سابقہ تحریرات کے جواب سے ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو سبکدوش کر لیا۔

مولوی صاحب کے اس جواب نے ہمیں ان کی طرف سے ہمیشہ کے لئے جواب سے ناامید کر دیا۔ اور ایک عالم کی آرزوؤں کو جو ان کا مفصل جواب دیکھنے کے لئے چشم براہ تھا۔ خاک میں ملا دیا۔ کاش وہ النبوۃ فی الاسلام میں موعودہ جواب درج نہ کرنے اور اس کی بابت معذرت کرنے کی بجائے یہ طریق اختیار کرتے۔ کہ اپنے وعدہ کے مطابق اپنی سابقہ تحریرات کا مفصل جواب النبوۃ فی الاسلام میں درج کر دیتے۔ یا اس کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کر دیتے۔ اور ساتھ ہی معذرت کر دیتے۔ کہ اگرچہ یہ بحث اس کتاب کے اصل موضوع سے خارج ہے۔ مگر چونکہ میں غلطی سے اپنے "رسالہ تبدیلئ عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" میں وعدہ کر چکا تھا۔ کہ النبوۃ فی الاسلام میں ...... بالتفصیل ساری باتوں کا جواب دونگا۔ اس لئے مجھے یہ غیر متعلق بحث اس کتاب میں درج کرنی پڑی ہے۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب نے اس سادہ اور صفائی کے طریق کو چھوڑ کر ایک ایسا عذر پیش کیا جس کے غلط اور نادرست ہونے پر خود النبوۃ فی الاسلام گواہ ہے۔ کیونکہ اس کے صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶ پر انہوں نے یہ بحث اٹھائی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے فلاں فلاں افراد موجودہ اختلاف کے ظہور سے قبل اپنی فلاں فلاں تحریرات میں مسئلہ نبوت کے متعلق اپنے موجودہ عقائد کے خلاف عقیدہ کا اظہار کر چکے ہیں۔ پس اگر ان اصحاب کی تحریرات کو النبوۃ فی الاسلام میں جگہ مل سکتی تھی۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی اپنی تحریرات کو اس میں کیوں جگہ نہیں مل سکتی تھی

اور اگر ان کے پاس ان حوالوں کا کوئی مفصل یا مجمل جواب موجود تھا۔ اور وہ اسے اصولی بحث کی پابندی کی وجہ سے النبوۃ فی الاسلام میں درج نہیں کر سکے تھے تو اس کے بعد کسی اور کتاب میں یا اسی موضوع پر کسی مستقل رسالہ کی صورت میں اسے کیوں شائع نہیں کر دیا۔ اور قریبًا بیس سال سے اسے بصیغۂ راز رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ انہوں نے النبوۃ فی الاسلام کے بعد بھی ایک دو ٹریکٹ اپنی سابقہ تحریرات کے جواب میں شائع کئے ہیں۔ جن میں سے کسی میں بھی انہوں نے ان "سب" حوالوں کا "مفصل جواب" تو کجا ان میں سے کسی ایک حوالہ کو بھی زیر بحث لا کر اس کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ انہیں سامنے رکھ کر ان کے متعلق کچھ کہنے یا لکھنے سے وہ ہمیشہ گریز کرتے ہیں۔ کیا وہ اپنی اس بست سالہ عرصہ کی کوئی ایک تحریر بھی دکھا سکتے ہیں۔ جس میں انہوں نے ہمارے پیشکردہ حوالجات میں سے کسی حوالہ کو نقل کر کے اس کے متعلق کوئی بحث کی ہو۔ یا اس کے الفاظ کی روشنی میں اس کی کوئی ایسی توجیہہ کر کے دکھائی ہو جس سے ان کے موجودہ عقیدہ کی تائید ہوتی ہو۔ اور اگر نہیں تو کیا یہ اس بات کا قطعی ثبوت نہیں ہے۔ کہ وہ اپنی سابقہ تحریرات کی کوئی تاویل اور کوئی توجیہہ کر کے انہیں اپنے موجودہ عقائد کے مطابق ثابت کر سکنے کی تمام راہیں مسدود پاتے ہیں۔ اس لئے وہ ان کے ذکر تک سے گریز کرتے ہیں

غرض مولوی محمد علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جواب کا دوسرا طریق یہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ ان تحریرات کی طرف آتے ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ ان سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ اور ادھر ادھر کی غیر متعلق باتوں میں پڑ کر یا زید و بکر کے قصے چھیڑ کر اس بلا کو اپنے سر پر سے ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو مومنانہ شان سے بالکل بعید ہے۔ بلکہ کوئی دہریہ اور لامذہب شخص بھی جو انسانیت کو ہاتھ سے نہ دے بیٹھا ہو۔ اس کا مرتکب نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ "حضرت قبلہ امیر قوم" بلکہ "مجدد الدین" کہلانے والے "مولانا" اس کا ارتکاب کریں۔

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے تیسرا جواب

تیسرا جواب مولوی محمد علی صاحب نے رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کا یہ دیا ہے۔ کہ اس رسالہ میں ان کی سابقہ تحریرات کے حوالہ سے جو دعویٰ کیا گیا تھا۔ اس کی طرف اپنے جوابات میں کہیں اشارہ تک بھی نہیں کیا۔ اور ایک فرضی اور بناوٹی سوال یا دعویٰ اپنے دماغ سے گھڑ کر اسے رسالہ مذکورہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ انہوں نے جو دعویٰ رسالہ مذکور کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اس کا جواب لکھنے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ وہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے:

"اب میں مولوی فاضل صاحب (مرتب رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد") کی کتاب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور ان حوالوں کا مفصل جواب آئندہ کسی وقت پر ملتوی کر کے سردست صرف ایک ہی بات اس رسالہ کی تردید کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔ ہماری تحریروں میں یہ دکھانا کہ ہم نے کبھی حضرت صاحب کو رسول اور نبی بھی کہا ہے۔ ایک ایسی لغو حرکت ہے۔ کہ جس کا مرتکب یا تو ایک ایسا غبی ہو سکتا ہے۔ کہ جس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ فریقین میں متنازعہ امر کیا ہے۔ اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکا میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے۔" (صفحہ)

گویا مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی بنا پر ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے "کبھی حضرت صاحب کو رسول اور نبی بھی کہا ہے"۔

مولوی محمد علی صاحب نے اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ اس مدعا کو النبوۃ فی الاسلام کے سرورق پر بیان کیا ہے۔ جہاں انہوں نے کتاب مذکور میں اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جواب نہ لکھنے کی یہ وجہ بیان کی ہے

کہ اس بحث میں پڑنا تو تویٔں یٔں کرنا ہے۔ اور اس کتاب کا مدعا ایسی بحثوں سے بالاتر ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب اس کتاب کے سرورق پر رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" کا دعویٰ یا اعتراض ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"اس اعتراض کا جواب کہ میری کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعود کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے۔ میں نے کتاب کے اندر اس لئے نہیں دیا کہ میری بحث اصولی ہے"

گویا رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں ان مولوی صاحب پر اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ ان کی سابقہ تحریرات میں سے کسی تحریر میں ان سے لفظ نبی کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا گیا ہے۔ مگر ان کی حال کی تحریرات میں کہیں یہ لفظ حضور کے متعلق اس طور پر بھی استعمال نہیں کیا گیا۔

غرض بقول مولوی محمد علی صاحب رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں جو دعویٰ مولوی صاحب کے خلاف کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ریویو آف ریلیجز کی مندرجہ تحریرات علی العموم تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیر نبی اور محض محدث ہی بتاتی ہیں۔ مگر ان میں کہیں نبی کا لفظ بھی حضور کے لئے انہوں نے لکھدیا ہے جس کا حسن اتفاق سے ہمیں علم ہو گیا ہے۔ اور یہ کہ اس بات سے ہم بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ جہاں تک مولوی محمد علی صاحب کے امکان میں تھا۔ انہوں نے اپنی سابقہ تحریرات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہیں نبی کا لفظ نہیں آنے دیا۔ مگر کوئی حوالہ ہمیں ان کی سابقہ تحریرات کا ایسا بھی مل گیا ہے۔ کہ جس میں نادانستہ طور پر یہ لفظ حضور کے حق میں ان کے قلم سے نکل گیا ہے

یہ ہے وہ خلاصہ جو مولوی محمد علی صاحب نے رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ

مولوی محمد علی صاحب کے اس بیان میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی سچائی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا یہ بیان سراسر مغالطہ دہی اور خلاف گوئی پر مبنی ہے۔ رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں جو دعویٰ ان کی عبارتوں اور تحریروں کے حوالہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ وہ بالفاظ درج ذیل ہے۔

رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں کیا دعویٰ کیا گیا ہے

۱۔ (بحوالہ ص۱) "مولوی محمد علی صاحب نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی بیان کیا ہے بلکہ اس نام کا اطلاق آپ پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مساوی طور پر اور ایک ہی معنے میں کر کے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔ کہ نفس نبوت میں حضرت مسیح موعودؑ میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں۔" (ص ۹-۵)

۲۔ (بحوالہ ص۲) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالٰے کے نبیوں میں سے ایک نبی بیان کر کے بتایا ہے۔ کہ انبیاء کے متعلق اللہ تعالٰے کی جو سنت قدیم سے چلی آتی ہے۔ اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی نبی ہیں۔ اور انہی انبیاء کے زمرہ میں سے ہیں۔ جن کو اللہ تعالٰے قدیم سے مبعوث کرتا آیا ہے۔ اور لفظ نبی جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔ اسیطرح آپ پر بھی صادق آتا ہے۔" (ص۵)

۳۔ (بحوالہ ص۳) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موعود نبی کے نام سے ذکر کر کے بتایا ہے۔ کہ آپ کے متعلق جو پیشگوئیاں قرآن کریم حدیث شریف اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں ہیں۔ وہ آپ کو نبی قرار دیتی ہیں۔ اور اس طرح سے بتایا ہے۔ کہ جن معنوں میں قرآن کریم اور حدیث میں نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انہی معنوں میں آپ بھی نبی ہیں۔" (ص۵)

۴۔ (بحوالہ ص۴) "مولوی محمد علی صاحب نے قرآن کریم سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح نبی ہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نبی اور رسول تھے" (ص۶)

۵۔ (بحوالہ ۵) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو فارسی الاصل نبی بتایا ہے۔ اور اس کے اثبات میں قرآن اور حدیث کو پیش کیا ہے" (ص۶)

۶۔ (بحوالہ ۶) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی آخرزمان کہا ہے" (ص۶)

۷۔ (بحوالہ ۷) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کا ذکر نبی آخرزمان کے نام سے کیا ہے" (ص۷)

۸۔ (بحوالہ ۸) "مولوی محمد علی صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں عیسائیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں غیر احمدیوں کا ذکر کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر بلفظ مدعی نبوت کا اطلاق کر کے ظاہر کیا ہے۔ کہ جن معنوں میں نبی کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔ انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر بھی صادق آتا ہے" (ص۷)

۹۔ (بحوالہ ۹) "مولوی محمد علی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ کہ.....حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔ اور انہی معنوں میں نبوت کے مدعی ہیں۔ جن معنوں میں قرآن کریم میں نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس لئے ان کے دعویٰ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے انہی معیاروں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جو قرآن کریم نے انبیاء کے لئے مقرر فرمائے ہیں" (ص۸)

۱۰۔ (بحوالہ ۱۰) "مولوی محمد علی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نبوت اس قسم کی نبوت نہیں۔ کہ جس قسم کی اس امت کے دیگر اولیاء اور مقربین کی طرف بھی منسوب کی جا سکتی ہے۔ بلکہ آپ انہی معنوں میں نبی ہیں جن معنوں میں دیگر انبیاء علیہم السلام جیسے مسیح ناصری وغیرہ نبی تھے۔ ظاہر ہے کہ خلفاء اربعہ وسبطین رویاء صالحہ سے جو نبوت کا

چھیالیسواں حصہ ہے۔ مشترک تھے۔ اور بالخصوص انہیں سے حضرت عمرؓ کا نام تو خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے محدَّث ہٰذہ الامۃ رکھا ہے۔ اور محدث پر جزوی نبی اور ناقص نبی کا لفظ اطلاق پاتا اور صادق آتا ہے

سو مولوی محمد علی صاحب نے اس حوالہ میں محدثوں کو انبیاء سے الگ کر کے اور ان کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی جیسے حضرت مسیح ناصری وغیرہ نبی تھے۔ بیان کر کے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت جزوی یا ناقص نہیں۔ بلکہ پوری یعنی کامل نبوت ہے۔ اور کہ آپ کی نبوت کو ناقص قرار دینا گویا تمام انبیاء علیہم السلام کو ناقص قرار دیتا ہے۔ کیونکہ جن معنوں میں پہلے انبیاء کرام نبی تھے۔ انہی معنوں میں آپ بھی نبی ہیں۔ اور جن دلائل سے ان انبیاء کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ ان تمام دلائل سے آپ کی نبوت بھی ثابت شدہ ہے۔ پس آپ کو ناقص یا جزوی نبی کہکر جو حملہ آپ پر کیا جائیگا۔ وہ صرف آپ پر نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی زد تمام انبیاء پر پڑے گی" (ص۸،۹)

۱۱۔ (بحوالہ ۱۱) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو مدعی نبوت بیان کیا ہے" (ص۹)

۱۲۔ (بحوالہ ۱۲) "مولوی محمد علی صاحب نے بڑی تصریح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اسی طرح نبی ہیں جس طرح پہلے انبیاء علیہم السّلام جو قدیم سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ نبی تھے۔ اور آپ نبی ہونے کے لحاظ سے انبیاء و رسل کے زمرہ میں داخل ہیں۔ یہ نہیں کہ پہلے انبیاء تو سچ مچ کے نبی ہوتے تھے۔ لیکن آپ نعوذ باللہ یونہی جھوٹے موٹے اور محض برائے نام نبی ہیں۔ غرض جیسے پہلے نبی تھے۔ ویسے ہی آپ بھی نبی ہیں۔ اور جو پہلے انبیاء کا کام تھا وہی آپ کا کام ہے" (ص۱۰)

۱۳- (بحوالہ ۱۳) "مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر برگزیدہ رسول کے نام سے کرتے ہیں۔" (ص۱۰)

۱۴- (بحوالہ ۱۴) "مولوی صاحب نے نہ صرف برگزیدہ رسول اور سچے مرسل کے لفظوں میں حضرت اقدس کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ آپ کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں قرآن کریم کی ایک زبردست دلیل بھی دی ہے۔" (ص۱۰، ۱۱)

۱۵- (بحوالہ ۱۵) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو مدعی رسالت اور آپ کے دعویٰ کو دعویٰ رسالت بیان کیا ہے۔" (ص۱۱)

۱۶- (بحوالہ ۱۶) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو نہ صرف پیغمبر آخرزمان کے نام سے ذکر کیا ہے۔ بلکہ تمام مذاہب عالم کی پیشگوئیوں کو اس امر کا مثبت بیان کیا ہے۔ اور نیز حضرت اقدس کی شان کی عظمت اور آپ کے کام کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا ہے۔ کہ جس فساد اور ضلالت کے مقابلہ کیلئے آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں کبھی نہیں گذری۔ اور اس پر بھی تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کو شاہد قرار دیا ہے۔" (ص۱۲)

۱۷- (بحوالہ ۱۷) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو موعود پیغمبر کے نام سے ذکر کیا ہے۔" (ص۱۲)

۱۸- (بحوالہ ۱۸-۲۲) "مولوی صاحب نے ان حوالجات میں اس بات پر بھی بہت زور دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اسی طرح زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام داخل ہیں۔" (ص۱۳)

۱۹- (بحوالہ ۲۴) "مولوی صاحب نے بتایا ہے۔ کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی بعثت میں نبی تھے۔ ضرور ہے کہ دوسری بعثت میں بھی آپ نبی ہوں۔ جو مسیح موعود کی بعثت ہے۔ اور اگر آپ کو آپ کی دوسری بعثت کے لحاظ سے نبی نہ تسلیم کیا جائے یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ایمان

نہ لایا جائے۔ تو یہ نہ صرف مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار ہوگا۔ بلکہ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی انکار لازم آئیگا۔ اور نیز اس حوالہ میں آپ نے یہ ظاہر کر دیا ہے۔ کہ آیت مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بعثت کی بابت پیشگوئی کا ذکر نہیں بلکہ اس میں آپ کی دوسری بعثت کی پیشگوئی کا ذکر ہے یعنی اس کا مصداق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔" (ص۳۳)

۲۰- "مولوی محمد علی صاحب ..... ریویو میں متعدد جگہ ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ نفس نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور حضرت اقدس میں کوئی فرق نہیں ہے۔" (ص۳۴)

یہ وہ دعویٰ ہے جو رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا حوالہ دیکر پیش کیا گیا ہے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب رسالہ مذکورہ کا یہ دعویٰ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے "کبھی حضرت صاحب کو رسول اور نبی بھی کہا ہے۔" یا یہ کہ ان سے کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعود کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے۔" جس سے مولوی صاحب کی اس دیانتداری کا پتہ لگتا ہے جس سے انہوں نے اپنے جواب میں کام لیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے رسالۂ مذکورہ میں اسی بات پر کفایت نہیں کی۔ کہ اصل سوال کو چھوڑ کر اور ایک فرضی سوال اپنے پاس سے گھڑ کر اس پر خامہ فرسائی شروع کر دی۔ بلکہ اس فرضی سوال کے اختراع کا الزام ہم پر رکھکر اُسے ہمارا ایک دھوکہ قرار دیا ہے۔ اور یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ گویا ہمنے اصل سوال اور امر متنازعہ فیہ کو چھوڑ کر اور اس کی بجائے ایک اور ہی سوال کو متنازع فیہ قرار دیکر پبلک کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:-

"میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ محض ابلہ فریبی ہے۔ اور عمداً یہ راہ اختیار کی جارہی ہے۔ کہ تا سیدھے سادے لوگوں پر دلائل کا کچھ اثر نہ ہو۔ یا خود ایسا لکھنے والے

آپ بھی اس دھوکہ میں ہیں"۔اسی طرح پر آپ اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ہماری تحریروں میں یہ دکھانا کہ ہم نے کبھی حضرت صاحب کو رسول اور نبی بھی کہا ہے۔ایک ایسی لغو حرکت ہے۔کہ جس کا مرتکب یا تو ایک ایسا غبی ہو سکتا ہے کہ جس کو یہ بھی علم نہ ہو۔کہ فریقین میں متنازع امر کیا ہے۔اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔اور تلبیس سے کام لیتا ہے اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے.....

میں حیران ہوں۔کہ ہمارا فریق مخالف کیوں حق اور باطل کو جدا نہیں ہونے دیتا۔ میں نے تو بار بار لکھا ہے۔کہ امر متنازع ہم میں اور تم میں یہ نہیں۔کہ لفظ نبی اور رسول کا حضرت مسیح موعود پر بولا جا سکتا ہے۔یا نہیں.....بلکہ جھگڑا تو یہ ہے کہ کن معنوں میں یہ لفظ بولا جا سکتا ہے۔یا کس قسم کی وہ نبوت ہے۔جو اس امت میں یا حضرت مسیح موعودؑ کو دی جا سکتی ہے"۔نیز لکھتے ہیں:۔

"آپ اپنے آپ کو یا دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔اگر حق طلبی تمہارے دلوں میں باقی ہے۔تو اصل امر تنقیح طلب پر جو کچھ کہنا ہے کہو۔اور اگر باوجود اس صراحت کے تلبیس سے کام لیتے چلے جاؤ گے۔تو بیشک کچھ لوگ تمہارے دام میں پھنسے رہیں گے۔جو خود حق و باطل میں تمیز کرنا نہیں جانتے۔یا جانتے ہیں تو کرنا نہیں چاہتے۔یا چاہتے تو ہیں۔مگر بیعت کے رسن میں اپنے آپ کو جکڑا ہوا پاتے ہیں۔مگر خدا کے نزدیک اس تلبیس کے تم ضرور ذمہ وار قرار دئے جاؤ گے"۔

مولوی محمد علی صاحب کی یہ جرأت اور یہ دلیری جو انہوں نے آیت وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا کا مصداق بنکر دکھائی ہے۔اور اصل سوال کو چھوڑنے اور اس کی بجائے ایک فرضی سوال اپنے پاس سے گھڑ کر ہماری طرف سے پیش کرنے کا ارتکاب کر کے اس کا الزام الٹا ہم پر عائد کیا ہے۔نہایت ہی حیرت انگیز

ہے۔ایسی کارروائی یوں علانیہ طور پر اور علیٰ رؤس الاشہاد تو ایک ذلیل سے ذلیل اور رذیل سے رذیل طبقہ اور اخلاق کا انسان بھی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔چہ جائیکہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کا پریذیڈنٹ جو امیر قوم بھی کہلاتا ہے۔اس کا مرتکب ہو۔اور اس میں قطعاً شرم محسوس نہ کرے۔ فیا للعجب۔

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے چوتھا جواب

چوتھا جواب مولوی صاحب نے یہ دیا ہے۔کہ گویا فریقین اس بات کو بالاتفاق مانتے ہیں۔کہ حضرت مسیح موعودؑ کو غیر نبی اور محض محدث مانتے ہوئے بھی آپ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا جا سکتا ہے۔مگر مرتب رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" نے اس متفق علیہ اور فریقین کی مسلم بات کو متنازع فیہ بنا کر دنیا کو ایک دھوکہ دینا چاہا ہے۔اور تلبیس سے کام لیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"امر متنازعہ ہم میں اور تم میں یہ نہیں کہ لفظ نبی اور رسول کا حضرت مسیح موعود پر بولا جا سکتا ہے۔کہ نہیں۔کیونکہ یہ لفظ حضرت صاحب کے الہامات میں موجود، تحریروں میں موجود، آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں موجود"

اور نیز لکھا ہے۔

"بھلا ریویو آف ریلیجنز کے تین ہزار صفحات کی ورق گردانی کی محنت مولوی فاضل صاحب نے کیوں اٹھائی جب تنازعہ شروع ہو جانے کے بعد بھی یہ الفاظ ہماری تحریروں میں موجود ہیں،،، القول الفصل کے جواب میں... میں نے لکھا تھا "مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی ماننے میں ہم سب ایک۔ انکو نبی ماننے میں ایک"۔اگر یہاں نبی کا لفظ اب باوجود اختلاف کے میں استعمال

کر سکتا ہوں۔ تو ریویو آف ریلیجنز ہیں اس کا استعمال کس طرح میرے دعوے
کو مضر ہے۔" (مش)

جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہ جواب بھی سراسر مغالطہ دہی پر مبنی
ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ فریقین بالاتفاق مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ
کو غیر نبی اور محض محدث سمجھتے ہوئے آپ کو نبی اور رسول کہکر پکارنا درست
نہیں۔ اور ایسی صورت میں اس کا آپ کے لئے استعمال موجب تفرقہ و نفاق
و فتنہ ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی یہی تعلیم ہے۔
چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام
میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی
ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت
ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف
سادگی سے ان کے لغوی معنے کی رُو سے بیان کئے گئے ہیں۔
..... ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث
کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں
تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ .... بجائے لفظ نبی کے محدث
کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال
فرمالیں۔" (دیکھو اشتہار مورخہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء)

اس اعلان میں حضور نے اس بات کو نہایت واضح طور پر بیان فرمایا ہے
کہ توضیح مرام یا ازالہ اوہام میں جہاں کہیں آپ نے اپنے آپ کو محدث بتاتے
ہوئے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے، یا یہ کہ
محدثیت جزوی نبوت یا نبوت ناقصہ ہے وہ صرف سادگی سے" یعنی غلطی
سے لکھا گیا ہے۔ آئندہ اس کو "کاٹا ہوا" اور "ترمیم شدہ" سمجھا جائے۔ اور آئندہ

کبھی بھی (جب تک کہ یہ اعلان قائم رہے اور کوئی امر اسے منسوخ کر دینے والا
پیدا نہ ہو) آپ کو نہ صرف مطلق طور پر نبی کہنا نادرست ناجائز اور ممنوع ہے
بلکہ آپ کے لئے جزوی نبی یا ناقص نبی کے الفاظ کا استعمال بھی جائز نہیں۔
پس اس کے بعد جب تک کہ کوئی امر اس اعلان کو منسوخ قرار دینے والا پیدا نہ ہو
یا اس کو منسوخ شدہ نہ سمجھا جائے۔ اس وقت تک کوئی شخص خواہ وہ احمدی ہو
یا کوئی اور شخص آپ کے متعلق اس لفظ کو کسی صورت میں بھی استعمال کرنے کا مجاز
نہیں ہے۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد جب تک کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ
پر بانکشافِ تام یہ بات روشن نہیں ہوئی تھی۔ کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ اور
اور یہ خطاب آپ کو کمال تصریح کے ساتھ نہیں دیا گیا تھا اس وقت تک حضور
نے اس لفظ کو نہ مطلق طور پر کبھی اپنے متعلق استعمال کیا۔ نہ بقید جزوی یا
ناقص۔ بلکہ ہمیشہ دعویٰ نبوت سے اور اس لفظ کا مصداق ہونے سے انکار کرتے
رہے۔ جیسا کہ خود مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب تحریکِ احمدیت کے صفحہ ۲۲
پر لکھتے ہیں:۔

"اس کے بعد جس قدر کتابیں آپ کی طرف سے شائع ہوتی رہیں۔ قریباً قریباً
اُن سب میں دعوئی نبوت سے کھلا انکار موجود ہے۔ یہاں صرف چند حوالے
دئے جاتے ہیں۔"

اور اس کے بعد حضور کی ۱۸۹۱ء سے لیکر ۱۸۹۸ء تک کی مختلف چھ کتابوں
کے اس بارہ میں حوالے دئے ہیں۔

پس جب اس اعلان کا مطلب خود حضور نے یہ سمجھا کہ آپ کو غیر نبی اور
محدث مانتے ہوئے آپ کے لئے اس لفظ کا استعمال کسی صورت میں بھی
روا نہیں۔ اور اسی بنا پر نہ صرف خود حضور نے اپنے لئے (اس وقت تک کہ
آپ پر کامل انکشاف ہو گیا جس نے آپ کو اپنے متعلق اس لفظ کے استعمال
پر مجبور کر دیا۔ کبھی اس لفظ کو استعمال نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی اس زمانہ میں

جماعت کے کسی فرد نے کبھی آپ کے حق میں اس لفظ کو استعمال کیا۔ اور اسی بنا پر خود مولوی محمد علی صاحب اور ان کے دوسرے ہم خیال غیر مبائعین ہمیشہ جماعت احمدیہ پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ حضور کو نبی کیوں کہتے ہیں۔

باقی رہا یہ کہ مولوی محمد علی صاحب نے القول الفصل کے جواب میں یہ بات کس بنا پر لکھی تھی کہ

"مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی ماننے میں ہم سب ایک۔ ان کو نبی ماننے میں ایک سو اگر انہوں نے حضور کو غیر نبی اور محدث سمجھتے ہوئے ایسا لکھا۔ جیسا کہ ان کی اس وقت کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ اس القول الفصل کے جواب میں بھی انہوں نے اسی بات پر سارا زور خرچ کیا ہے۔ تو ان کا حضور کو نبی کہنا خود ان کے اپنے الفاظ میں "ایک لغو حرکت ہے۔ کہ جس کا مرتکب یا تو ایک ایسا غبی ہو سکتا ہے۔ جس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور تمام جماعت احمدیہ بالاتفاق اسے ناجائز اور موجب فتنہ یقین کرتی ہے۔ اور عملاً اس سے پورے طور پر مجتنب رہتی ہے۔

"اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۳ فروری ۱۸۹۲ء کے مذکورہ بالا اعلان کے بعد بھی متعدد مرتبہ اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ آپ کو غیر نبی اور محض محدث مانتے ہوئے آپ کے متعلق لفظ نبی کو استعمال کیا جائے۔ چنانچہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں۔

"اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے"

اور مکتوب مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء مندرجہ اخبار الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ پرچہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء میں فرماتے ہیں۔

"ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے"

حضور کے ان ارشادات کے بعد یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہ سمجھنے کے باوجود آپ کو نبی بتانا اور آپ کے لئے لفظ نبی کو استعمال کرنا آپ کی تعلیمات کی رو سے جائز ہے۔ یا یہ کہ جماعت احمدیہ اسے جائز سمجھتی ہے۔ کسی احمدی کا بلکہ کسی دیانتدار غیر شخص کا کام بھی نہیں ہو سکتا۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اس جواب کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں ہم پر (یعنی مولوی محمد علی صاحب پر) یہ الزام رکھکر کہ

"ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے نبی کہا"۔ ہماری تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔ کہ ہم پہلے حضرت صاحب کو حقیقی اور کامل نبی سمجھتے تھے۔ اور جزوی اور ظلی کا لفظ ہماری بعد کی ایجاد ہے"

اور یہ بھی مولوی محمد علی صاحب کی ایک خلاف بیانی ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ انہوں نے ریویو آف ریلیجنز کی اپنی تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جابجا نبی رسول مدعی نبوت، مدعی رسالت۔ موعود نبی۔ موعود پیغمبر پیغمبر آخر زمان اور نبی آخر زمان بتایا ہے۔ وہاں کبھی بھی انہوں نے حضور کے لئے نہ صرف جزوی نبی یا ناقص نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ کبھی ظلی بروزی غیر حقیقی اور غیر مستقل معنوں میں نبی بھی نہیں کہا۔ مگر رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں مولوی محمد علی صاحب کی کسی تحریر سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکالا گیا۔ اور نہ ان کے متعلق اس میں کہیں یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے مضامین لکھنے کے وقت حضور کو "حقیقی اور کامل نبی سمجھتے تھے"۔ اور جب حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقی نبی اور کامل نبی کا لفظ صاحب شریعت نبی کے لئے مخصوص قرار دیا ہے۔ اور اپنے متعلق کھول کھول بیان فرمایا ہے۔ کہ آپ صاحب شریعت جدیدہ یا مستقل طور پر صاحب شریعت ہرگز نہیں ہیں۔ اور اسی کے مطابق ہمارا اپنا عقیدہ بھی ہے۔ تو ہم اپنے عقیدہ کی تائید میں یہ بات کیونکر پیش کر سکتے تھے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی نبی اور کامل نبی یعنی صاحب شریعت نبی بتاتے رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔" (مکتوب مورخہ ۷ راگست ۱۸۹۹ء)

اور نبوت تامہ کاملہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اِنَّ النُّبُوَّةَ التَّامَّةَ الْکَامِلَةَ لِوَحْیِ الشَّرِیْعَةِ قَدِ انْقَطَعَتْ"

(توضیح مرام صفحہ ۲۰)

یعنی نبوت تامہ (کاملہ) جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے۔ وہ منقطع ہو چکی ہے

؎ گو مولوی محمد علی صاحب ہمارے عقائد کے متعلق غلط فہمی پھیلانے اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے ہماری طرف یہ بات ہمیشہ منسوب کرتے رہتے ہیں کہ ہم حضور کو حقیقی نبی اور کامل نبی کہکر پکارتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان ناموں سے پکارتے ہیں تا واقف لوگ یہ سمجھیں کہ گویا ہم آپ کو صاحب شریعت نبی سمجھتے ہیں مگر اس بات کو وہ بھی بخوبی جانتے ہیں۔ کہ ہم حضور کو شارع نبی ہرگز نہیں سمجھتے چنانچہ "النبوۃ فی الاسلام" کی تمہید کے صفحہ ۲۳ پر وہ یہاں تک لکھتے

غرض مولوی محمد علی صاحب نے "رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" کے جواب میں اس کے اصل دعویٰ کو چھوڑ کر اور اپنے دماغ سے ایک دعویٰ گھڑ کر اس رسالہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ایک طرف تو تفریط سے کام لیا ہے یعنی اسے ایسا گرایا ہے۔ کہ اصل دعویٰ کی نقیض کا مرادف بنا دیا ہے۔ اور دوسری طرف افراط سے کام لیکر حضور کو حقیقی نبی اور کامل نبی یعنی صاحب شریعت نبی سمجھنے کا غلط دعویٰ اپنے عقیدہ کے متعلق رسالہ مذکورہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور اگر اس سے ان کی مراد صاحب شریعت جدیدہ نہیں۔ بلکہ وہ معنے مراد ہیں۔ جو حضور نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۸ پر بیان فرمائے ہیں۔ کہ

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں

؎ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس جگہ نبی سے مراد محض محدث یعنی غیر نبی ملہم ہے۔ اور اتنا نہیں سمجھتے کہ اس جگہ حضور نے "شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" کے الفاظ رکھکر اس وہم کا دروازہ بند کر دیا ہوا ہے۔ کیونکہ "ضروری نہیں" کا مدعا یہ ہے کہ اس کیلئے شریعت کا لانا بھی جائز ہوتا ہے۔ اور نہ لانا بھی۔ اور اسی طرح کسی صاحب شریعت رسول کا متبع ہونا بھی جائز ہے۔ اور متبع نہ ہونا بھی لیکن کسی محدث یعنی غیر نبی ملہم کیلئے صاحب شریعت ہونا اور کسی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہونا ممکن ہی نہیں۔ پس اس جگہ نبی سے مراد محدث کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ خاکسار مرتب رسالہ

بقیہ حاشیہ:۔ ہیں کہ کامل نبی مان کر بھی تم ان کو مرتبہ اس سے زیادہ کوئی نہیں دیتے جو مرتبہ ہم ان کو جزئی نبی مان کر دیتے ہیں۔"

اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

تو اس صورت میں ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی ریویو آف ریلیجز کی تحریرات یقیناً یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی معنوں میں نبی ثابت کرتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مولوی صاحب اب اس بات کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ حالانکہ ریویو آف ریلیجز میں وہ بیسیوں مرتبہ دہرا دہرا کر نہایت صراحت کے ساتھ اس مدعا کا اظہار کر چکے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے پانچواں جواب

پانچواں جواب مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ ان کی تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز میں جہاں جہاں بھی مسئلہ نبوت کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے۔ وہاں ہر مقام پر یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شرعی اصطلاح کی رو سے نبی نہیں کہلا سکتے۔ البتہ لفظ نبی کے لغوی معنوں کے رو سے آپ نبی کہلا سکتے ہیں۔ اور یہ کہ لفظ نبی اور رسول کا اطلاق حقیقتہً آپ پر جائز نہیں۔ بطور مجاز اور استعارہ کے جائز ہے۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ "تبدیلئے عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے؟" میں لکھتے ہیں:

"حضرت صاحب نے صاف طور پر یہ لکھ دیا ہے کہ نبوت کاملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ وحی رسالت آپ کے بعد نہیں آسکتی۔ نبوت جزئی کے دروازے قیامت تک کھلے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ شرعی اصطلاح کی رو سے میں نبی نہیں کہلا سکتا البتہ لفظ نبی کے لغوی معنوں کے رو سے میں نبی کہلا سکتا ہوں" "لفظ نبی اور رسول کا اطلاق حقیقتہً مجھ پر جائز نہیں۔ بطور مجاز اور استعارہ کے جائز ہے۔ اس قدر تصریحات کے بعد جو شخص نہ مانے

اس کا تو کوئی علاج نہیں۔ مگر میں نے جب اس مسئلہ پر کچھ لکھا ہے صاف طور پر ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ گو ہمارے فریق مخالف نے ہمیشہ اصل امر تنقیح طلب کو ٹالنے کی کوشش کی ہے اور اس پر پردہ ڈال کر بحث کو اور طرف لے جانا چاہا ہے"

گویا مولوی محمد علی صاحب نے تو ریویو کے مضامین میں بھی یہ تمام باتیں جا بجا لکھی ہیں۔ مگر مرتب رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" نے اس پر پردہ ڈال کر بحث کو اور طرف لے جانا چاہا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب کے متعلق میں سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہاں میں اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ اگر ریویو میں انہوں نے یہ باتیں اپنے مضامین میں درج کی تھیں۔ اور میں نے ان پر پردہ ڈالا ہے۔ تو انہوں ——— نے اپنے جواب میں رسالہ ریویو آف ریلیجز میں سے اپنی ایسی چند عبارتیں بطور نمونہ کیوں نہ پیش کر دیں۔ یا کم از کم کسی اپنے ایسے مضمون کا حوالہ کیوں نہ دیدیا جس میں انہوں نے اوپر کی مذکورہ باتیں لکھی تھیں۔ مگر جب کوئی ایسا حوالہ ان کی سابقہ تحریرات متعلق مسئلہ نبوت میں ہے ہی نہیں۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محدث یا غیر نبی۔ یا ناقص نبی یا جزوی نبی یا محض لغوی معنوں کی رو سے نبی کہا گیا ہو۔ یا شرعی اصطلاح کی رو سے آپ کے نبی ہونے کی نفی کی گئی ہو۔ نہ ہی ان تحریرات میں کہیں حضور کو مجازی طور پر نبی یا غیر حقیقی معنوں میں نبی کہا گیا ہے۔ (حالانکہ ان کا استعمال درحقیقت نبوت کی نفی کا مستلزم نہیں) غرض کوئی ایسا لفظ بھی کبھی استعمال نہیں کیا جس سے نفی نبوت کا وہم بھی پیدا ہو سکتا ہو۔ نہ ہی کہیں ان تحریرات میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ وحی نبوت اور وحی رسالت کا دروازہ امت محمدیہ پر بند ہے۔ تو وہ کوئی ایسا حوالہ لاتے کہاں سے افسوس ہے کہ مولوی صاحب اپنی تبدیلئے عقائد پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں کھلی کھلی اور صاف صاف خلاف بیانی کرتے ہوئے ذرہ نہیں جھجکتے

اور نہایت صفائی کے ساتھ ایسی غلط بیانی کر جاتے ہیں جس پر دہ کسی طرح بھی پردہ نہیں ڈال سکتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہاں مولوی محمد علی صاحب نے اس دعویٰ کو کہ انہوں نے "جب اس مسئلہ پر کچھ لکھا ہے۔ صاف طور پر ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے" محض بے ثبوت طور پر پیش نہیں کیا۔ بلکہ اس کے ثبوت میں بطور مثال اپنے ایک مضمون کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جو ان کے اس دعویٰ سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے جب اس مسئلہ پر کچھ لکھا ہے صاف طور پر ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ گو ہمارے فریق مخالف نے ہمیشہ اصل امر تنقیح طلب کو ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس پر پردہ ڈال کر بحث کو اور طرف لے جانا چاہا ہے۔ میرے عقائد جو گذشتہ سال اگست میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں میں نے صاف طور پر لکھا تھا۔ کہ

"میں یہ مانتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول نہ تھے۔ بلکہ ان الفاظ کے لغوی معنوں کی رو سے نبی اور رسول تھے یعنی آپ ان معنوں میں نبی اور رسول تھے۔ جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں"

پھر وہیں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میں

"حقیقی نبوت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم یقین کرتا ہوں"

پھر ۳ر فروری ۱۹۱۵ء کو جب میں نے القول الفصل کی ایک غلطی کے اظہار کیلئے "نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق" کے عنوان سے ایک اعلان لکھا تھا۔ تو اس میں صاف طور پر لکھا تھا۔

"مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی ماننے میں ہم سب ایک۔ ان کو نبی ماننے میں ایک مگر اختلاف یہ ہے کہ ہم ان کو اسی طرح پر جزئی اور ظلی نبی مانتے ہیں جو جزوی اور ظلی نبوت کو اکمل اور اتم رنگ میں آپکو

دی گئی ہو۔ مگر اس کا دروازہ سب اولیائے امت سب مجددین کے لئے کھلا ہے" (ص۱۲)

گویا ان کا ٹریکٹ "میرے عقائد" جو اگست ۱۹۱۴ء میں انہوں نے لکھکر شائع کیا تھا۔ اور نیز ان کا ۳ر فروری ۱۹۱۵ء والا مذکورہ بالا ٹریکٹ بھی انکی اس زمانہ کی تحریرات میں سے ہیں جس کے متعلق رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ اس میں مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدس کو نبی اور رسول بتاتے رہے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ اور دلائل حدیثیہ سے اور دیگر مذاہب کی مستند مذہبی کتابوں سے آپ کی نبوت و رسالت کو بڑے زور کے ساتھ ثابت کرتے رہے ہیں"

مگر افسوس صد افسوس کہ یہ بھی مولوی محمد علی صاحب کی سراسر خلاف بیانی اور مغالطہ دہی ہے۔ رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں ہے۔ کہ ظہور اختلاف کے بعد بھی مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح نبی اور رسول مانتے۔ اور زمرۂ انبیا میں شامل سمجھتے تھے۔ جس طرح وہ ریویو آف ریلیجز میں حضور کی زندگی میں حضور کو نبی و رسول اور زمرۂ انبیاء کا ایک فرد بتاتے رہے ہیں۔ بلکہ اس میں صرف زمانہ حیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایام اور ادارت ریویو کی مولوی صاحب موصوف کی تحریرات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اور اس سوال پر بحث کی گئی ہے۔ کہ

"حضرت اقدس کی زندگی میں آپ کی نبوت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا کیا عقیدہ تھا"

اور جس زمانہ کے ان کے ہر دو مذکورہ بالا ٹریکٹ ہیں جنہیں انہوں نے اپنی صفائی کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ اس کے متعلق رسالہ مذکورہ میں صفائی سے تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اس سے قبل ہی انکے عقائد بگڑ چکے تھے

پس مولوی محمد علی صاحب کی یہ کس قدر جرأت اور دلیری ہے۔ کہ انہوں نے اپنے انقلاب کے بعد کی تحریرات کو اس بات کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سے وہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ جس کی وہ اب اشاعت کر رہے ہیں۔ کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی حیا لاگی اور دھوکہ دہی ہو سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے عقائد کے ساتھ اخلاق کو بھی خیرباد کہدیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی محمدؐ علی صاحب کی طرف سے چھٹا جواب

چھٹا جواب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے:۔ کہ

"جو تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت اور رسالت کی خود کی اسی تشریح کے لحاظ سے میں آپ کو نبی اور رسُول کہنا جائز سمجھتا ہوں یعنی یہ کہ لغوی معنوں کے لحاظ سے لفظ نبی کا اطلاق آپ پر ہو سکتا ہے۔ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں ہو سکتا ہے جزئی نبی آپ ہیں۔

اور جس تشریح کے لحاظ سے خود حضرت صاحب نے انکار کیا ہے میں بھی انکار کرتا ہوں۔ یعنی شرعی اصطلاح کے رو سے آپ نبی اور رسول نہیں کہلا سکتے۔ حقیقت کے رنگ میں آپ کو نبی نہیں کہا جا سکتا آپ کامل نبی نہیں ہیں۔

اب یہ ایسی اصطلاحات نہیں ہیں۔ جو آج میں نے ایجاد کر لی ہیں تا یہ کہا جا سکے۔ کہ اپنے الفاظ کی تاویل کے لئے ایک راہ نکال لی ہے بلکہ یہ وہ اصطلاحات ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود قائم کیں اور جن پر آخر تک قائم رہے۔

پس میں نے بھی جب لفظ نبی اور رسول کا استعمال کیا۔ یا جب آئندہ کروں گا صرف لغوی معنی کے لحاظ سے مجاز اور استعارہ کے رنگ میں آپ کو جزوی نبی مانتے ہوئے کیا کروں گا۔" (ص۱۲، ۱۳)

مولوی صاحب کے اس جواب کا مدعا یہ ہے۔ کہ یہ تو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی جس قدر تحریرات ہیں۔ ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ شرعی اصطلاح کی رو سے نبی نہیں ہیں۔ اور آپ پر لفظ نبی کا اطلاق محض لغوی معنے کے لحاظ سے مجاز اور استعارہ کے رنگ میں اور جزوی طور پر کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی واضح بات ہے کہ ان کی (یعنی مولوی محمدؐ علی صاحب کی) تمام تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دعاوی اور تعلیمات کے عین مطابق ہوتی ہیں۔ اور انمیں سر مو فرق نہیں پایا جاتا۔ پس ثابت ہوا کہ ان کی تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز کا حاصل مضمون بھی یہی ہے۔ کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ محض محدّث ہیں۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ ان کی تمام تحرات جن میں ریویو کے زیر بحث مضامین بھی داخل ہیں۔ مساوی اور مرادف ہیں حضرت اقدس کی تحریرات کے اور حضرت اقدس کی تحریرات مرادف اور مساوی ہیں نفی نبوت کے۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ ریویو کی مولوی صاحب کی تحریرات مساوی ہیں نفی نبوت کے۔ پس چونکہ اس عقلی دلیل سے ریویو کی تمام تحریرات کا ان کے موجودہ عقیدہ کے مطابق ہونا ثابت ہو گیا۔ اس لئے رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کی تمام بحث کالعدم ہو گئی۔ اور فیصلہ "مولٰنا" کے حق میں ہو گیا۔

مولوی صاحب کا یہ طریق استدلال اس قدر زبردست ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سے جس مدعا کو ثابت کرنا چاہیں۔ نہایت آسانی اور سہولت سے بلا تکلف ثابت کر سکتے ہیں۔ اور کسی شخص کو اس کے سامنے دم مارنے یا چون وچرا کرنے کی

مجال نہیں ہوسکتی۔ اس دلیل کے ذریعہ سے آپ روز روشن کو کالی رات اور کالی رات کو روز روشن ثابت کرسکتے ہیں۔ اور جس مذہب اور جس عقیدہ کو اختیار کرکے وہ اس کی حقیقت کو لوگوں سے منوانا چاہیں۔ بہت آسانی سے منوا سکتے ہیں۔

مولوی صاحب کی اس دلیل کے متعلق میں ان سے صرف ایک بات دریافت کرنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ

لفظ نبی کی یہ تشریح جو اب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا حوالہ دیکر پیش کی ہے۔ ریویو آف ریلیجز میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نبوت کے مسئلہ پر بحث کرتے وقت انہوں نے کیوں نہ کبھی پیش کی۔ اور کیوں اس تشریح کو پس پشت ڈال کر متواتر اور مسلسل طور پر سالہا سال تک حضور کو انہی معنوں میں نبی اور رسول بتاتے اور ثابت کرتے رہے۔ جن معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور گذشتہ انبیاء علیہم السّلام نبی اور رسول ہیں۔ اور کیوں غیر نبی محدثین کے زمرہ سے آپ کو خارج کرکے زمرۂ انبیاء علیہم السّلام میں سے بتاتے رہے۔ جیسا کہ ذیل کی عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے جن کا انکار کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی سبیل اور کوئی راہ نہیں ہے۔

۱:۔ ایک متعصب آدمی جو ایک نبی کے خلاف رائے قائم کرچکا ہے۔ جیسے آپ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اور سیّل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرچکے ہیں۔ وہ ایسی مبہم باتوں میں ایک نبی کے خلاف اعتراض پر ہاتھ ڈال سکتا ہے یا نہیں"۔ (ریویو جلد ۴ صفحہ ۱)

۲:۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں۔ مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا

جانا ضروری ہے۔ جس سے اس کا حق پر ہونا کھل جائے۔ عیسائیوں کے ہاتھوں میں توریت موجود ہے۔ اور ہزاروں انبیاء کے نمونے ان کی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ مگر کبھی وہ اپنی بحث کو اس رخ پر نہیں لائیں گے۔ کہ توریت نے وہ کونسا امتیازی نشان پیش کیا ہے۔ اور ہزاروں انبیاء کی زندگی میں وہ کونسا امتیازی نشان پایا جاتا ہے۔ جس سے نبی کی نبوت اور منجانب اللہ ہونے پر قطعی اور یقینی ثبوت ملتا ہے"۔ (ریویو جلد ۴ صفحہ ۱۲)

۳:۔ خواجہ غلام الثقلین صاحب نے چار اصول سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پرکھنے کے لئے قائم کئے تھے۔ ...... میں نے ان کی اس بحث کی غلطی کو ظاہر کرکے دکھایا تھا۔ کہ ...... امتیازی نشان سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں وہ ہے۔ جس کو قرآن کریم نے اس پختہ اور حتمی وعدہ کے رنگ میں بیان کیا ہے۔ کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا .... نصرت اور تائید اس طرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی ...... چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے .... ان معنوں کی تردید میں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ پیش کی ہیں ... (شیطان کی اطاعت کرنے والے زیادہ ہیں۔ بنی اسرائیل کے معصوم بچے فرعون کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ مسیح مصلوب ہوئے۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے پانچ کس دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔) بحث تو یہ تھی۔ کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتائیں کہ ان پیشکردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السّلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان

مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے" (ریویو جلد ۵ ص۱۱۱)

۴۔ "خدا تعالیٰ کا قانون مستمرہ اور سنت جاریہ جو صحیح مذہبی تاریخ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے۔ اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت و تاثیر اور قوت جذب اور اعجاز و معجزہ نمائی اور زور دار براہین نہیں رہتیں۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ کمال فضل اور رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ کہ جس کے مقدم خیر سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوذ پاتی ہے۔ اور مرجھا ہوئے نخل ایمان پھر تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔

اسی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا ہے۔ پھر جب مسیح سے چھ سو برس بعد عیسائی مذہب پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی جس کو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح موعود کو قادیان میں نازل فرمایا ہے جس کا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد صاحب ہے" (ریویو جلد ۶ ص۵)

میں نے اس جگہ محض بطور نمونہ یہ چار فقرے ان کی سابقہ تحریرات میں سے نقل کئے ہیں۔ اور اگر ان سب کو جمع کیا جائے۔ تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوتی ہے۔

اب مولوی صاحب مہربانی فرما کر ہمیں بتائیں۔ کہ جو تشریح انہیں آج یاد آئی ہے۔ وہ ریویو کی ایڈیٹری کے زمانہ میں انہیں بھولی ہوئی تھی۔ وہ ان تحریرات پر کیونکر چسپاں ہو سکتی ہے۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور گذشتہ ہزارہا انبیاء بھی سب کے سب محض لغوی معنوں میں۔ مجاز اور استعارہ کے طور پر اور جزوی نبی ہیں۔ اور اگر مولوی صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور گذشتہ ہزارہا انبیاء کو محض لغوی معنوں میں نبی مجاز اور استعارہ کے رنگ میں نبی اور جزوی نبی نہیں مانتے۔ تو وہ اپنی ان تحریرات کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو کس منہ سے جزدی نبی محض لغوی معنوں کی رو سے نبی اور استعارہ کے طور پر نبی قرار دیتے ہیں۔ اور اپنی ان تحریرات کی یہ توجیہہ کرتے ہیں۔ اور اگر مولوی صاحب اپنی سابقہ تحریرات کو زیر بحث لانے کے بغیر ان کو اپنے نئے خیالات اور نئے عقائد کے مطابق قرار دے سکتے ہیں۔ تو ایک اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت یا آریہ مذہب اختیار کر لینے والے شخص کو جو اپنے ارتداد سے قبل سالہا سال تک اسلام کی تائید میں کتابیں لکھ لکھ کر شائع کرتا رہا ہو۔ کیوں یہ کہنے کا حق نہیں پہنچتا کہ میں نہ کبھی مسلمان رہا نہ میں نے کبھی اسلام کی تائید میں کوئی تحریر لکھی اور میری جس قدر سابقہ تحریرات ہیں۔ وہ دراصل اسلام کی تردید کرتی اور عیسائیت یا آریہ مذہب کا اثبات کرتی ہیں۔

افسوس ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی تبدیلئے عقائد پر پردہ ڈالنے کے لئے ساری دنیا کی آنکھوں میں خاک ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ دراصل وہ دنیا کو نہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو دھوکہ کا شکار بنا رہے ہیں۔ اے خدا ان کی آنکھیں پھر کھول۔ اور انہیں ہلاکت کے گڑھے سے نکال۔ آمین۔

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ساتواں آٹھواں اور نواں جواب

ساتواں جواب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے۔ کہ

"محض لفظ نبی اور رسول کا استعمال...... لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کے لئے تو تمہارے کام آسکتا ہے۔ مگر عقلمندوں کے نزدیک اس سے ثابت کچھ نہیں ہوتا۔"

یعنی آپ نے اگر کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نبی یا رسول کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو اسے اس کے اصل معنوں سے الگ کر کے اور اس کے معنوی پہلو کو نظر انداز کر کے صرف اس کے حروف۔ ن۔ ب اور ی یا ر س و۔ اور ل کو حضور کے متعلق استعمال کیا ہے۔ جس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آپ نے حضور کو فی الواقع نبی یا رسول مانتے ہوئے یہ لفظ حضور کے حق میں استعمال کیا تھا۔ اور اس جواب کو مولوی صاحب اکثر پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ آپ نے جو دوسرا اور تیسرا جوابی رسالہ اس موضوع پر شائع کیا ہے۔ اس کا عنوان ہی آپ نے "میری تحریریں لفظ نبی کا استعمال" رکھا ہے۔ جس میں ضمناً آپ نے یہ بھی بتایا ہے۔ کہ اگر بالفرض اس لفظ کو آپنے کبھی حضور کے متعلق استعمال کیا بھی ہے۔ تو متعدد تحریرات میں نہیں۔ بلکہ صرف کسی ایک تحریر میں کیا ہے (چنانچہ اس بات کی مزید توضیح آپ نے اپنے اگلے جواب میں کر دی ہے۔)

اور اس جواب سے آپ کا مدعا یہ ہے۔ کہ آپ نے جو ریویو آف ریلیجنز میں یہ اصول بیان کیا تھا۔ کہ

"ہر ایک لفظ کا ایک مفہوم ہوتا ہے۔ اور جب ہم ایک لفظ کو کسی شخص کے بارے میں استعمال کرتے ہیں۔ تو اسپر وہ لفظ بمعہ اپنے مفہوم کے اطلاق پاتا ہے۔ نہ صرف برائے نام مثلاً جب ہم کسی شخص کی نسبت یہ کہیں کہ فلاں شخص کو جنون ہو گیا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ صرف برائے نام پاگل ہے۔ ورنہ اسکی

عقل درست ہے۔ اور اس کے ہوش و حواس میں کچھ فرق نہیں آیا۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جنون کے لوازمات اسمیں پائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی جب ہم ایک شخص کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ وہ بخار میں مبتلا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ صرف نام کا بخار ہے ورنہ بخار کی کوئی علامت بھی اس میں نہیں پائی جاتی" (ریویو جلد ۱۰ ۱۱ء صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳)

اسے اس کے عموم کے لحاظ سے منسوخ شدہ اور غلط سمجھا جائے۔ اور جہاں جہاں آپنے اپنی سابقہ تحریرات میں حضور کو نبی اور رسول بتایا ہے۔ اسے "معہ اپنے مفہوم" کے استعمال شدہ نہ سمجھا جائے۔ بلکہ یہ یقین رکھا جائے۔ کہ آپنے اسے "صرف برائے نام" استعمال کیا تھا۔ اور اس کے معنے اس سے الگ کر کے پھینک دیئے تھے۔ مولوی صاحب کے اس جواب کے متعلق میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب تک کسی مدعا کے اظہار کیلئے کوئی لفظ منہ سے یا ہاتھ سے نکل نہ چکا ہو اس وقت تک تو اسپر اس کے استعمال کنندہ کا پورا تصرف ہوتا ہے۔ اور وہ جس طرف اسے لے جانا چاہے۔ ایک محدود دائرہ کے اندر اس کے اندر معنوی تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ لیکن جب وہ لفظ اس کے منہ یا ہاتھ سے نکل کر دوسرے لوگوں کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کے بعد وہ اس کے اندر نہ کوئی نئے معنے پھونک کر داخل کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے اصل معنوں کو جن میں اسے کسی خاص فقرہ یا خاص کلام کے اندر استعمال کیا تھا۔ کسی طریق اور کسی تدبیر سے نکال سکتا اور ان معنوں سے اسے کورا کر سکتا ہے۔

پس چونکہ ریویو کی آپ کی تحریروں کے الفاظ اب آپ کے دائرہ اختیارات سے باہر نکل چکے ہیں۔ اس لئے ان کی جو توجیہہ آپ کرنا چاہتے ہوں۔ وہ اس فقرہ یا اس کلام کو زیر بحث لا کر اسکی روشنی میں ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ اس کلام یا اس فقرہ سے اتنا دور بھاگیں۔ کہ اس کی طرف اشارہ تک کرنا بھی آپ کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں آپ اس کے الفاظ کو نہ تو ان کے اصل معنوں سے کورا اور "صرف برائے نام" استعمال شدہ ٹھہرا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کے اندر اب کوئی

نئے معنے بھر سکتے ہیں۔ پس اگر آپ کو اس بات کا شوق ہے کہ انہیں "صرف برائے نام" استعمال شدہ ثابت کریں۔ یا ان کے اندر کوئی نئے معنے بھریں۔ تو اس کی یہی صورت ہے۔ کہ آپ اصل زیرِ بحث الفاظ کو سامنے لا کر ان کی روشنی میں اس کلام کے مفہوم کو واضح کر کے دکھائیں ورنہ "لوگوں کو دھوکا دینے" اور تلبیس کرنے کا الزام خود آپ پر ہی عائد ہو گا۔

آٹھواں جواب ۔مولوی صاحب نے اسی مذکورہ بالا جواب کے ضمن میں یہ دیا ہے۔ کہ نبی اور رسول کا لفظ اگر بالفرض کسی ان کی سابقہ تحریر میں استعمال ہوا بھی ہو تو کبھی اتفاقی طور پر ہو گیا ہو گا جس سے ثابت کچھ نہیں ہوتا۔ اوپر کے الفاظ کو ملا کر انہوں نے اس مدعا کو یوں بیان کیا ہے۔ کہ

"محض لفظ نبی اور رسول کا استعمال جو کبھی اتفاقی طور پر ہو گیا ہو...... وہ لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کیلئے تو تمہارے کام آسکتا ہے مگر عقلمندوں کے نزدیک اس سے ثابت کچھ نہیں ہوتا"

یعنی اول تو یہی بات قابل تحقیق ہے۔ کہ انہوں نے پہلے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی یا رسول کہا بھی ہے یا نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے "ہوا ہے" کی بجائے "ہو گیا ہو" رکھکر ظاہر کیا ہے۔ دوسرے وہ فرضی اور شکی استعمال اگر ہوا بھی ہے۔ تو بلا ارادہ اور نادانستہ طور پر ان سے ہوا ہے۔ جیسا کہ "ہو گیا ہو" کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ النبوۃ فی الاسلام میں تو مولوی صاحب کے اس استعمال کا نادانستہ اور بلا ارادہ ہونا اور بھی زیادہ صراحت کیساتھ ثابت اور خود مرتب رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کا مسلم امر بیان کیا گیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"اس اعتراض کا جواب کہ میری کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے۔ میں نے کتاب کے اندر اس لئے نہیں دیا۔ کہ میری بحث اصولی ہے" اور یہ نادانستہ استعمال بھی "صرف برائے نام" ہوا ہو گا نہ کہ بمعہ

اپنے پورے مفہوم کے"

تیسرے یہ فرضی اور شکی استعمال خود معترض (مرتب رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد) کے نزدیک بھی "کبھی اتفاقی طور پر" ہی ہوا ہے۔ اس لئے اسے مولوی محمد علی صاحب کے خلاف لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کیلئے تو پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر عقلمندوں کے نزدیک اس سے ثابت کچھ نہیں ہوتا"

گویا ریویو میں جو مولوی محمد علی صاحب سالہا سال تک متواتر اور مسلسل طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمرۂ انبیاء و رسل میں سے خدا تعالےٰ کا ایک برگزیدہ نبی اور رسول ثابت کرتے رہے ہیں۔ اور اس بارہ میں مبسوط مضامین لکھ لکھ کر شائع کرتے رہے ہیں۔ وہ سب ان سے نادانستہ طور پر بلا ارادہ۔ اور محض اتفاقی طور پر اور کبھی شاذ و نادر طور پر ہی لکھے گئے تھے۔ بلکہ ان کا اس بات کو تسلیم کر لینا کہ کبھی اتفاقی طور پر نادانستہ بلا ارادہ ان سے یہ لفظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں "صرف برائے نام" لکھا گیا۔ مرتب رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" پر مولوی صاحب کا ایک بڑا بھاری احسان ہے۔ ورنہ اس کی حقیقت "اگر" "مگر" سے بڑھکر نہیں ہے۔ اور "اگر" کے علاوہ معنوی پہلو سے بھی اس کا مدعا وہی ہے۔ جس کا اظہار انہوں نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام میں کیا ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب نے اس کتاب کے سرورق پر اس بات کا ان الفاظ کے ساتھ اظہار فرمایا ہے۔ کہ

"میں نے کبھی بھی مرزا صاحب کو کامل نبی نہ سمجھا نہ لکھا۔ ان کی نبوت کو ویسی ہی سمجھتا رہا ہوں۔ جیسا کہ اس کتاب کے اندر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ پس اگر لفظ نبی یا نبوت کا کہیں لکھا ہے۔ تو اسی معنے میں لکھا ہے"

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اس جواب میں جس دیانتداری سے کام لیا ہے اس کی حقیقت کچھ محتاج اظہار نہیں ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق کچھ لکھنے کی

ضرورت نہیں سمجھا۔

نواں جواب مولوی محمد علی صاحب نے اسی فقرہ مذکورہ بالا کے ضمن میں یہ دیا ہے۔ کہ ان کی ریویو کی تحریرات میں اگر کہیں لفظ نبی اتفاقی طور پر - - - - - ان کے قلم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں نادانستہ لکھا بھی گیا ہے تو اس کے ساتھ کوئی ایسی تشریح نہیں ہے۔ جو یہ ثابت کرسکے۔ کہ انہوں نے حضور کو کامل اور حقیقی نبی کہا ہے۔ مولوی صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"محض لفظ نبی اور رسول کا استعمال جو کبھی اتفاقی طور پر ہو گیا ہو۔ اور جس کے ساتھ کوئی ایسی تشریح نہ ہو۔ جو یہ ثابت کرسکے۔ کہ میں نے حضرت صاحب کو کامل اور حقیقی نبی کہا ہے۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کے لئے تو تمہارے کام آسکتا ہے۔ مگر عقلمندوں کے نزدیک اس سے ثابت کچھ نہیں ہوتا۔" (ص۱۳)

اس کے جواب میں اول تو میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب تک کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو۔ جو حقیقی معنے کے مراد لینے میں مانع ہو۔ اس وقت تک مجازی معنے کو اختیار کرنا جائز ہی نہیں ہوتا۔ اور حقیقت ہی مراد ہوتی ہے۔ جسے بلاوجہ چھوڑا نہیں جاسکتا۔ جیسا کہ خود مولوی محمد علی صاحب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۲۰ پر لکھتے ہیں۔

ہم مجبور ہیں۔ کہ حقیقت کو بلاوجہ مجاز نہ بنائیں۔

پس جب تک زیر بحث تحریرات میں مولوی صاحب ایسے قرائن نہ دکھائیں جو حقیقی معنے کی نفی کرتے اور مجازی معنے کی تعین کرتے ہوں۔ اس وقت تک ہم خود ان کے اپنے اقرار کے مطابق مجبور ہیں۔ کہ حقیقت کو ہی مقدم کریں۔ مگر مولوی صاحب نہ صرف یہ کہ اپنی سابقہ تحریرات میں کوئی ایسا قرینہ دکھا نہیں سکتے۔ بلکہ وہ اپنی سابقہ تحریرات کے ذکر تک سے دور بھاگتے ہیں۔ اور ان کی طرف رخ کرنا بھی حرام سمجھتے ہیں۔

دوسرے مولوی صاحب نے ریویو کے زیر بحث مضامین میں دو چار یا دس بیس جگہ نہیں۔ بلکہ سینکڑوں جگہ دہرا دہرا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول بتایا ہے۔ اور کہیں بھی اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں لکھا۔ جو اس لفظ کو حقیقت سے پھیرنے اور مجاز پر محمول کرنے والا ہو۔ اور یہ بات وہ خود لکھ چکے ہیں کہ کسی لفظ کو بلا تشریح بار بار استعمال کرنا اس کے حقیقی اور کامل معنوں میں استعمال ہونے کا قرینہ ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ "تکفیر اہل قبلہ" میں ص۲۶ پر لکھتے ہیں۔

"کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ شائد میاں صاحب کا کافر کہنا محض فروعی کفر کے معنے میں ہو۔ یا مسلمان نہ سمجھنے سے محض کامل مسلمان نہ سمجھنا مراد ہو۔ بلکہ ان بیخبر لوگوں کو میاں صاحب سچ مچ دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔"

اور اس بات کا ثبوت مولوی صاحب یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ

"ان الفاظ کا بلا تشریح بار بار اطلاق کرنا خود اسی معنے کا مؤید ہے۔"

پس اگر مولوی محمد علی صاحب نے ریویو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول ثابت کرتے وقت ان الفاظ کی کوئی تشریح نہ کی ہوتی تو بھی ان سے مراد جزوی نبی یا ناقص نبی نہیں۔ بلکہ کامل نبی اور سچ مچ نبی یعنی حقیقی نبی ہی ہوتا۔

لیکن جیسا کہ میں قبل ازیں مفصل بیان کرچکا ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک دو جگہ نہیں۔ بلکہ بیسیوں جگہ نہایت صراحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمرۂ انبیاء و رسل کا ایک فرد بیان کیا ہے۔ اور ۳ر فروری ۱۹۱۵ء کے اپنے رسالہ "القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار" کے صفحہ ۱۹ پر انہوں نے تصریح سے لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمرۂ انبیاء میں شامل بتانا دوسرے لفظوں میں آپ کو حقیقی نبی کہنا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے اصل الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں:۔

"اکثر لوگ دریافت کرتے ہیں۔ کہ آیا فی الواقع میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو

حقیقی نبی مانتے ہیں۔ اور انہوں نے ایسا کہاں لکھا ہے۔ مختصر طور پر اس کا جواب یہ ہے کہ میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ ..... میاں صاحب اول تو حضرت مسیح موعودؑ کو کامل نبی مانتے ہیں۔ دوسرے الفضل مورخہ ۱۷ جنوری میں ان کا ایک خط چھپا ہے۔ جس میں انہوں نے صاف طور پر آیت فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بایاتہٖ پر بحث کرتے ہوئے یہ لفظ لکھے ہیں۔

"...... اس آیت میں نبیوں اور رسولوں کے الہام کا ذکر ہے۔ اور وہی مراد ہیں حضرت مسیح موعود چونکہ اس گروہ میں شامل تھے۔ اس لئے ان کا انکار بھی اسی آیت کے ماتحت آتا تھا۔"

اب اس عبارت کا منشاء سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فی الواقع رسل اور انبیاء میں شامل ہیں۔ اور ان کے منکر اسی طرح کافر ہیں۔ جس طرح کسی اور نبی یا رسول کے منکر۔ کیونکہ مجازی طور پر تو دوسرے مجدد بھی ان کے اندر شامل ہو سکتے ہیں۔ مگر مجددوں کے الگ کر دینے اور حضرت مسیح موعودؑ کو نبیوں اور رسولوں میں شامل کرنے سے صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی یا رسول مانتے ہیں نہ مجازی

پس جو دلیل مولوی محمد علی صاحب نے اپنی طرف سے اس بات کے ثبوت میں پیش کی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں۔ وہی دلیل ثابت کرتی ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز کے زیر بحث مضامین کے لکھنے کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی نبی اور رسول مانتے تھے۔

پس مولوی محمد علی صاحب کا یہ جواب بھی سراسر غلط اور باطل ہے اور طرح طرح کے مغالطوں پر مشتمل ہے۔ جو انہیں تبدیلئ عقیدہ کر کے اسے جھوٹے بہانوں سے چھپانے کے الزام سے بری ثابت کرنے کی بجائے الٹا انہیں "لوگوں کو دھوکہ دینے" اور "حق و باطل میں تلبیس کرنے" کا مجرم ثابت کرتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے دسواں جواب

دسواں جواب مولوی محمد علی صاحب نے الٹا ہم پر ایک مطالبہ عائد کرنے کی صورت میں دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ

"میری تحریر میں یہ الفاظ دکھائے جائیں۔ کہ میں نے لکھا ہو۔ کہ حضرت صاحب شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول ہیں۔ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں نہیں بلکہ حقیقۃً نبی ہیں۔ یا آپ کامل نبی ہیں" (ص ۱۳) "ہماری تحریروں میں نہیں دکھا سکتے۔ کہ ہم نے حضرت صاحب کو کامل نبی لکھا ہو۔ یا اصطلاح شرعی میں نبی کہا ہو۔ یا دوسرے مجددین سے الگ قسم کی نبوت آپ کی کبھی بتائی ہو" (ص ۱۵)

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئ عقائد" میں جو دعویٰ کیا گیا ہے۔ وہ یہ نہیں ہے۔ کہ آپ نے اپنی سابقہ تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں۔ جن کے دکھانے کا آپ نے مطالبہ کیا ہے۔ بلکہ اس رسالہ میں آپ کی زیر بحث سابقہ تحریرات کے بعض فقرات پیش کر کے ان کی بناء پر یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فی الواقع اور سچ مچ نبی اور رسول مانتے رہے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر گذشتہ انبیاء علیہم السلام واقعی طور پر اور سچ مچ نبی تھے۔

پس اگر آپ کے اس مطالبہ کا منشاء اور مدعا صرف اسیقدر ہے۔ کہ آپ کی سابقہ تحریرات سے وہ بات ثابت کر کے دکھائی جائے۔ جس کا رسالہ مذکورہ میں دعوےٰ کیا گیا ہے۔ تو آپ کا یہ مطالبہ اس لئے نادرست اور بیجا ہے۔ کہ اس رسالہ میں اس دعویٰ کا ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ نہ آپ نے ان حوالوں کو اپنے جواب میں چھوا ہے۔ جنہیں ہم نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ اور

نہ ہی آپ نے ہمارے دعویٰ کو اپنی جوابی تحریر میں صحیح طور پر بیان کیا ہے۔ بلکہ اسے چھوڑ کر اور اپنے دماغ سے ایک فرضی دعویٰ گھڑ کر اسے رسالہ مذکورہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اس لئے آپ کو مغالطہ دہی کے طور پر اس مطالبہ کے پیش کرنے کا موقع مل گیا۔ جیسے رسالہ مذکورہ میں ثابت کر کے دکھایا جا چکا ہے۔

اور اگر اس مطالبہ سے آپ کا مدعا اور منشاء یہ ہے۔ کہ آپ کی سابقہ تحریرات میں وہ الفاظ دکھائے جائیں۔ جن کے متعلق آپ نے مطالبہ کیا ہے تو آپ کا مطالبہ اس لئے بیجا اور نادرست ہے۔ کہ جس بات کا ہم نے دعویٰ نہیں کیا۔ اس کا بار ثبوت ہم پر نہیں ڈالا جا سکتا۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ کی سابقہ تحریرات میں میں آپ کے مطالبہ والے الفاظ دکھا دوں تو اس طریق سے بھی میرا دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ (گو اس کے متعلق بھی ممکن ہے۔ کہ آپ اپنی طبیعت پر زور ڈال کر کوئی ایسی بات پیش کر دیں جس کا مدعا اس ثبوت کو مشتبہ کر دکھانا ہو۔ مثلاً اگر بالفرض حقیقی کا لفظ آپ کی سابقہ تحریرات میں سے دکھا دیا جائے۔ تو آپ کہدیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور بعض جگہ خدا تعالےٰ کو حقیقی آفتاب کہا ہے۔ حالانکہ نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الواقع وہ کرۂ عظیمہ ہیں۔ جس کا نام آفتاب ہے اور نہ اللہ تعالےٰ وہ کرۂ عظیمہ ہے۔ اس لئے حقیقی کا لفظ فیصلہ کن نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح بجواب آپ دوسری باتوں کے بھی گھڑ سکتے ہیں۔) لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ کہ جب تک میں آپ کے تجویز کردہ الفاظ آپ کی سابقہ تحریرات میں نہ دکھاؤں۔ اس وقت تک میرا دعوےٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی منصف شخص میرے اس دعوےٰ کے اثبات کے لئے جو میں نے رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں پیش کیا ہے۔ میرے ذمہ یہ بات ڈال سکتا ہے۔ کہ میں اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں

معین طور پر وہ ثبوت پیش کروں۔ جو آپ نے تجویز کیا ہے۔ مدعی کا کام صرف اس قدر ہوتا ہے۔ کہ جو دعوےٰ اس نے پیش کیا ہے۔ اس کا کوئی ایسا ثبوت پیش کرے۔ جس سے اس کا دعوےٰ ثابت ہو سکتا ہو۔ اور ہوتا ہو۔ اور اگر عدالت اس ثبوت کو رد کر دے اور غلط قرار دیدے یا مدعا علیہ اسے مجروح کر کے ناقابل استدلال ثابت کر دے۔ تو وہ کوئی اور ایسا ثبوت پیش کرے جس سے اس کا دعوےٰ ثابت ہو سکتا ہو۔ اور اس پر یہ فرض ہرگز نہیں ہے کہ مدعا علیہ دعوےٰ کے ثبوت کی مختلف صورتوں میں سے جس صورت سے متعلق کہے۔ کہ مدعی باقی وجوہ اثبات دعوےٰ کو چھوڑ کر فلاں صورت کو پیش کرے۔ اسی کو وہ پیش کرے۔ اور اگر مدعا علیہ یا اس کا وکیل مدعی پر ایسا مطالبہ عائد کرے تو وہ مغالطہ دہی کا طریق اختیار کرنے والا اور در اصل اپنے آپ کو یا اپنے فریق کو شکست خوردہ اور باطل پر ثابت کرنے والا ہوگا۔

غرض اگر رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" کا دعوےٰ اور مولوی محمد علی صاحب کے اس مطالبہ والا دعوےٰ ایک ہی ہے۔ اور وہ دونوں باہم متساوی اور مترادف ہیں۔ اور معنوی لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تو اس صورت میں مولوی محمد علی صاحب کا یہ مطالبہ اس لئے بیجا اور نادرست ہے۔ کہ یہ تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم نے اس دعویٰ کے ثبوت میں ایک دو یا چار نہیں۔ بیسیوں حوالے ان کی سابقہ تحریرات کے اس مدعا کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ پس جب تک ان حوالجات کو زیر بحث لا کر ان کے الفاظ سے ہمارے استدلال کو غلط نہ ثابت کیا جائے اس وقت تک ان کا یہ مطالبہ بالکل بیجا اور نادرست ہوگا۔ ہاں اگر ہمارے پیشکردہ حوالجات کو اور ان سے جو جو استدلالات ہم نے کئے ہیں۔ ان کو آمنے سامنے رکھکر ہمارے استدلالات کو غلط اور نادرست ثابت کر دیا جائے یا ہمارے پیشکردہ حوالجات کو ہی بناوٹی یا بگاڑ کر پیش کئے ہوئے ثابت

کردیا جائے۔ تو اس کے بعد مولوی صاحب کو یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ ہم سے یہ مطالبہ کریں۔ اور اگر ہم ان کی جرح کو توڑ نہ سکیں اور نہ ہی اپنے دعوے کا کوئی ثبوت پیش کرسکیں۔ تو پھر جو چاہیں ہمارے متعلق مشہور کریں۔ انہیں اس بات کا حق حاصل ہوگا۔ اور اگر مولوی محمد علی صاحب کے اس مطالبہ والا دعویٰ اور وہ دعوے جو ہم نے اپنے الفاظ میں رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں پیش کیا ہے۔ ہم معنے مترادف اور مساوی نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں کچھ فرق ہے۔ تو وہ ہم سے اس بات کا مطالبہ نہیں کرسکتے۔ جس کا ہمنے دعویٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ اسی بات کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ جس کا ہمنے دعویٰ کیا ہے۔ پس ان کا اس غلط اور ناجائز طریق کو اختیار کرنا ثابت کرتا ہے۔ کہ جو انہوں نے ہم پر یہ الزام رکھا ہے کہ ہمنے "لوگوں کو دھوکا دینے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کا ارتکاب کیا ہے" یہ الزام ہم پر نہیں۔ بلکہ خود انہی عائد ہوتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے گیارہواں جواب

گیارہواں جواب بھی مولوی محمد علی صاحب نے ہم پر ایک مطالبہ عائد کرنے کی صورت میں ہی دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ "اگر یہ الفاظ شرعی اصطلاح میں نبی حقیقۃً نبی۔ یا کامل نبی) ہماری تحریر میں نہ دکھا سکو۔ تو دوسری تجویز یہ ہے کہ یہ دکھا دو کہ ہماری تحریروں میں کل مسلمانوں کو کافر کہا گیا ہے۔" یہ مطالبہ بھی سراسر مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ کیونکہ جو دعویٰ رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں کیا گیا ہے۔ اس کا واضح اور بیّن ثبوت بھی پیش کردیا گیا ہے۔ جسے مولوی محمد علی صاحب توڑ نہیں سکے۔ اور نہ اسے کمزور ثابت کرسکے ہیں۔ بلکہ اس کے جواب سے لاچار اور عاجز ہو کر انہوں نے یہ ناجائز طریق اختیار کیا۔ کہ اپنے

جوابی رسالہ میں ہمارے اصل دعوے کو چھوڑ کر ایک فرضی دعویٰ ہماری طرف منسوب کردیا جو ان کے اپنے دماغ کا اختراع کردہ ہے۔ پس جب تک وہ ہمارے دعویٰ کو سامنے رکھکر اور ہمارے بیان کردہ وجوہ ثبوت کو پیش کرکے انہیں توڑ کر نہ دکھائیں۔ اس وقت تک وہ ہم سے کوئی مزید ثبوت طلب نہیں کرسکتے۔ چہ جائیکہ وہ اس کے ثبوت کی ایک معین صورت اپنے دماغ سے گھڑ کر اس کے پیش کرنے کا ہم سے مطالبہ کرنے کے حقدار ہوں۔

علاوہ اس کے یہ ضروری نہیں۔ کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اسی طرح فی الواقع نبی مانتا ہو۔ جس طرح گذشتہ انبیاء علیہم السّلام فی الواقع نبی اور رسول تھے۔ وہ لازماً یہ بھی عقیدہ رکھتا ہو۔ کہ آپ کے تمام منکر کافر ہیں۔ بلکہ ہوسکتا ہے۔ کہ ایک شخص جو انبیاء و رسل کی دو قسمیں سمجھتا ہو ایک شارع اور دوسرے غیر شارع۔ وہ غیر شارع انبیاء کے منکروں کو کافر نہ سمجھتا ہو۔ بلکہ صرف فاسق سمجھتا ہو۔ جیسا کہ مسئلہ نبوت کے متعلق شیخ محمد عمر صاحب وکیل کے اپنی طرف سے فیصلہ سنا دینے اور اس میں صاف اور صریح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو حضور کے دعوے کی رو سے واقعی معنوں میں نبی اور رسول بتانے کے باوجود مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق پہلی مرتبہ انہوں نے اپنی طرف سے یہی فیصلہ دیا تھا۔ اور اس فیصلہ کی بناء انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کتاب تریاق القلوب کی اس عبارت پر رکھی تھی۔ جسے آپکے فریق کے مناظر نے بھی پیش کیا تھا۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ حاشیہ)

جسے غیر مبایعین نے اپنے حق میں قرار دیا تھا۔ اور اب تک وہ اسے اپنے حق میں بتاتے ہیں۔ اور گو قرآن کریم کے سورۃ نساء میں بلا امتیاز ہر ایک اپنے

رسول کے انکار کا نام کفر رکھا ہے۔ مگر اس کے ساتھ سورۃ مائدہ میں یہ بھی بیان فرمایا ہے
کہ توریت (یا حضرت موسیٰ علیہ السّلام) کا انکار کفر ہے اور اس کے احکام کی خلاف ورزی
ظلم ہے۔ اور انجیل (یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا انکار فسق ہے۔ اس لئے
بالکل ممکن ہے کہ کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو واقعی طور پر
اور سچ مچ نبی اور رسول ماننے کے باوجود آپ کے منکروں کو کافر نہ سمجھتا ہو۔ بلکہ صرف
فاسق ہی سمجھتا ہو۔ پس اس لئے بھی مولوی محمد علی صاحب کا یہ استدلال نادرست ہے
اسی طرح یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے
نبی ہونے کا انکار بھی کرتا ہو اور ساتھ ہی وہ ان تمام لوگوں کو جو آپ پر ایمان نہیں
لاتے۔ کافر بھی سمجھتا ہو۔ جیسا کہ خود مولوی محمد علی صاحب کا آج کل ایک طرف یہ دعویٰ
ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر ایمان نہیں لاتے۔ کافر بھی قرار
دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے رسالہ تکفیر اہل قبلہ کے صفحہ ۲۶ پر اپنے عقیدہ کی تائید
میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵ کے حاشیہ کو پیش کر کے اس کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی
ہے۔ اور وہ حاشیہ حسب ذیل ہے:-

”جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔
کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے۔ وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں
کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں۔ کہ
ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں۔ جنہوں نے مجھکو کافر ٹھہرایا ہے۔ پس میں اب
بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر
پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا یہ ارشاد ببانگ دہل یہ فیصلہ
سنا رہا ہے کہ جس قدر لوگ آپ پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب کافر ہیں
اور انہیں مومن سمجھنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے
اس حوالہ کو اس مسئلہ کے متعلق اپنے عقیدہ کی تائید اور ثبوت میں پیش کیا ہے۔

جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ احمدی جماعت کے سوا باقی تمام کے
تمام لوگوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور دوسری طرف
وہ یہ بھی کر رہے ہیں۔ کہ میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی
بیخکنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی
زد پڑتی ہے“

پس مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ ”دوسری تجویز یہ ہے کہ یہ دکھا دو کہ ہماری
تحریروں میں کل مسلمانوں کو کافر کہا گیا ہے۔ اس سے بھی آپ کے دعویٰ کو تقویت
پہنچیگی۔ مگر ان دو باتوں کے بغیر آپ اپنے آپ کو یا دنیا کو دھوکا دے رہے ہیں“
اگر اپنے آپکو یا دنیا کو دھوکا دینے پر مبنی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر یہ بات درست ہے
کہ جو شخص خدا تعالےٰ کے کسی برگزیدہ کو واقعی طور پر نبی مانتا ہو۔ وہ بالضرور اس کے
منکروں کو کافر بھی سمجھتا ہو گا۔ تو چونکہ مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز
میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو دوہرا دوہرا کر زمرۂ محدثین
(غیر انبیاء) سے خارج اور زمرۂ انبیاء و رسل میں داخل بتاتے رہے ہیں۔ اس لئے
ثابت ہوا۔ کہ وہ اس زمانہ میں حضور کے تمام منکروں کو کافر سمجھتے تھے۔ پس اب
ان کا یہ واویلا کرنا کہ میری کوئی ایسی تحریر دکھاؤ جس میں میں نے اس زمانہ میں
آپ کے منکروں کو کافر کہا ہو۔ اگر سراسر مغالطہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا وہ
اپنے ۳ر فروری ۱۹۱۵ء کے ٹریکٹ ”القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار“ میں
اپنے ہاتھ سے نہیں لکھ چکے۔ کہ ”اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قسمِ نبوت کا مسئلہ ہے۔۔۔۔ جس قدر مسائل اختلافی
ہم ہر دو فریق میں ہیں۔ وہ اسی اختلافِ مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں“۔ ”ہمارے
درمیان جو اختلاف مسائل ہے۔ اس کی اصل جڑ مسئلہ نبوت ہے“۔ اور کیا وہ
النبوۃ فی الاسلام کے شروع میں یہ نہیں لکھ چکے۔ کہ ”اسی مسئلہ نبوت پر مسئلہ
تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنیاد ہے“۔

اور اگر بالفرض وہ اس وقت حضور کو فی الواقع نبی اور زمرۂ انبیاء میں سے ماننے کے باوجود آپ کے منکروں کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ تو اِس سے سوائے اِس کے کچھ ثابت نہیں ہو گا۔ کہ وہ بڑے درجہ کے غبی یا بے اصولے آدمی ہیں۔ جو ایک طرف تو حضور کو نبی مانتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ کے منکروں کو مومن سمجھتے ہیں۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے تمام منکروں کو یقیناً یقیناً کافر سمجھتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ "احمد" کو جو انہوں نے ۱۹۰۶ء میں لکھکر انگریزی اور اردو رسالہ ریویو آف ریلیجز میں شائع کیا تھا۔ شروع ہی ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

"The Ahmadiyya Movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judaism."

یعنی سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتا ہے۔ جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھی۔

ذیل میں مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات میں سے اس مسئلہ کے متعلق صرف چند فقرات بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے اس بات کا بہ آسانی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی موجودگی میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔

۱۔ جب تک خدا کے نبی حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان نہ ہو ایمان کا دعوےٰ باطل ہے

اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں ایمان نہیں ...... اس لئے بے شک ایک نبی کی ضرورت ہے ...... ایسا ہی ایک نبی اس وقت بھی خدا تعالےٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ لیکن لوگوں نے اسی طرح اس کا انکار کیا۔ جیسا کہ پہلے نبیوں کا۔ کاش کہ یہ لوگ اس وقت غور کرتے۔ اور سوچتے کہ کیا وہ نشان ان کو نہیں دکھلائے گئے۔ جو کوئی انسان نہیں دکھلا سکتا۔ اور کیا وہ اسی طرح پر گناہ سے نجات نہیں دیتا۔ جس طرح پہلے نبیوں نے دی۔ اور ایک ہمہ علم اور ہمہ طاقت ہستی کے متعلق وہی یقین ان کے دلوں میں نہیں پیدا کرتا۔ جو پہلی امتوں میں پیدا کیا گیا۔ ایسا نبی میرزا غلام احمدؑ قادیانی ہیں۔"

(ریویو جلد ۳ نمبر ۷ ص ۲۴۷ و ۲۴۸)

۲۔ مومن وہی ہے جو حضرت مسیح موعود نبی اللہ پر ایمان رکھتا ہے

"یقینی اور قطعی ایمان ...... حاصل کرنے کی وہی راہیں ہیں۔ جو انبیاء علیہم السّلام نے بتائی ہیں۔ حضرت مسیح کے وقت کے یہودی اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی اور عیسائی بھی تو اپنے آپ کو ایماندار ہی ظاہر کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کل لوگ اس بات کا کہہ دینا نہایت آسان سمجھتے ہیں۔ کہ ہاں ہم بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا ایمان اس زمانہ کی طرح مردہ ہو چکا تھا۔ اور اسی واسطے وہ طرح طرح کے فسق و فجور میں باوجود دعوٰے ایمان کے مبتلا تھے جس فسق و فجور سے انبیاء نے انہیں باہر نکالا۔ جو راہ انبیاء نے اختیار کی تھی۔ وہ یہی تھی۔ کہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی ہستی کا یقینی پتہ لوگوں کو دیں۔ اور وہ خدا کی طرف سے ایسے نشان دکھاتے تھے۔ جن سے ایک برتر اور مقتدر ہستی کا وجود روز روشن سے بھی زیادہ چمک اٹھتا تھا۔ پس جب خدا پر ان لوگوں کو یقینی ایمان نصیب ہو گیا۔ تو انہوں نے بھی ہر ایک قسم کی بدی چھوڑ کر پاکیزگی کی راہوں کو اختیار کیا۔ لیکن مرورِ زمانہ سے ہر ایک نبی کے بعد پھر ایک ایسا وقت آ جاتا تھا۔ کہ وہ نشانات صرف بطور قصہ کہانی کے رہ جاتے۔ اور اس لئے اصل غرض کو بھی پورا نہ کر سکتے تھے۔ پھر ایمانی حالتیں تنزل کی طرف رُخ کرتیں۔ ایسے وقتوں میں اللہ تعالےٰ اور نبی بھیجکر از سر نو آسمانی نشان دکھاتا رہا۔ اور اس طرح پر دوبارہ ایمان کو دنیا میں قائم کرتا رہا۔ پس صرف آسمانی

نشان جو ایک زندہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ صرف وہی ایک ایسی چیز ہیں۔ جو ایمان کو دلوں کے اندر ایسی مضبوطی سے قائم کر سکتے ہیں۔ جس ایمان کو حاصل کر کے انسان گناہوں سے رُک سکتا ہے۔

اور اخیر پر طالبانِ حق کو ہم یہ خوشخبری سُناتے ہیں۔ کہ ایسا ایک نشان نما اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی مبعوث فرمایا ہے۔ جیسا کہ اس کا قدیم سے وعدہ تھا۔ ہاں اس کے پیچھے لگ کر جو دنیا میں مسیح موعود ہو کر ظاہر ہوا ہے۔ ہم اس کامل اور یقینی ایمان کو پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے یقین کے ساتھ بھر دے۔ اسی کی پیروی سے اس وقت دنیا گناہوں سے نجات پا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے وجود کا پتہ دیتا ہے۔ پس ہمارا آخری جواب اس سوال کا کہ آیا ہم ایمان رکھتے ہیں؟ یہ ہے کہ ہم اسی وقت ایمان کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھ کر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین رکھتے ہوں۔ اگر یہ نہیں۔ تو پھر ہمارا ایمان ہمارے مُنہ کی ایک بات ہے۔ جو محض لاف ہی لاف ہے۔ اور جس کی اصلیت کچھ نہیں۔"

(ریویو جلد ۳ ۱۱ ص ۴۰۸ و ۴۰۹)

۱۳۔ اصلی اسلام اب صرف احمدیت ہے

"طالبِ حق کو صرف اس قدر دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسا مذہب ہے جس میں اللہ تعالیٰ خارقِ عادت آسمانی نشان ظاہر فرماتا ہے؟ اس مرحلہ پر پہنچکر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ صرف ایک ہی مدعی اس میدان میں ہے۔ اور اس کے سوا کسی کو جرأت نہیں جو اس میدان میں آ سکے یا اس کے مقابلہ پر کمرِ ہمت باندھ سکے۔ یہ مدعی ہے۔ اسلام کا پاک مذہب۔ مگر نہ وہ اسلام جس میں انسانوں نے غلطیاں ملا دی ہیں۔ بلکہ اصلی اسلام جس کی طرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ اور جس کو آج اس ذاتِ اطہر کا نائب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پیش کر رہے ہیں۔" (ریویو جلد ۳ ۱۱ ص ۱۰۵)

۴۔ حضرت مسیح موعودؑ کے منکرین یہود و نصاریٰ کے طریق ہی پر آپ پر اعتراض کر رہے ہیں

"جس طرح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہود اور عیسائیوں نے اپنی کتب کو چھوڑ کر مشرکین عرب کی طرح اعتراض کئے بعینہٖ اسیطرح آج مسلمان قرآن کریم کی کھلی اور سیدھی راہ کو چھوڑ کر یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اعتراض کر رہے ہیں۔ اور اس تشابہ قلوب کا ثبوت دے رہے ہیں جس کا ذکر قرآن شریف نے سورۂ بقرہ میں کیا ہے۔" (ریویو جلد ۴ ۱۱ ص ۳۹۰)

۵۔ آج کل کے نام کے مُسلمان انکار حضرت مسیح موعودؑ میں کُفارِ مکّہ سے بھی بڑھکر ہیں

"تعجب ہے کہ مکہ کے بت پرستوں نے تو اس بات کو سمجھ لیا۔ جب انہوں نے فتح مکہ کے بعد کہا۔ کہ آج ہم آنحضرت صلعم کی صداقت پر ایمان لائے ہیں۔ کیونکہ وہ نصرت اور تائید کے تمام وعدے پورے ہوئے۔ جو آپ کے ساتھ کئے گئے تھے۔ اور اُس وقت یہ سوال نہ کیا۔ کہ فلاں فلاں اعتراض ابھی آپ کو دُور کرنے چاہئیں۔ اور آج کل کے نام کے مسلمان اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔" (جلد ۴ ۱۱ ص ۳۹۸)

۶۔ آنحضرتؐ کے دعویٰ نبوّت پر اور حضرت مسیح موعود کے دعوی نبوّت پر عیسائیوں اور اس سلسلہ کے مخالفوں کا ایک ہی طریق اعتراض

"مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے۔ جس سے اس کا حق پر ہونا کھل جائے۔ عیسائیوں کے ہاتھوں میں توریت موجود ہے۔ اور ہزاروں انبیاءؑ کے نمونے ان کی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ مگر کبھی وہ اپنی بحث کو اس رُخ پر نہیں لائیں گے۔ کہ توریت نے وہ کونسا امتیازی نشان پیش کیا ہے۔ اور ہزاروں انبیاءؑ کی زندگی میں وہ کونسا امتیازی نشان پایا جاتا ہے جس سے نبی کی نبوت اور منجانب اللہ ہونے پر قطعی اور

یقینی ثبوت ملتا ہے۔" (ریویو ج ۴ ۱۲ ص ۴۶۴)

۷۔ مسیح موعودؑ نبی اللہ پر بھی وہی مطالبے کئے جاتے ہیں جو پہلے انبیاء پر کفار نے کئے تھے

"جس طرح آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد محض گذشتہ آفتاب کے انوار کے قصے واقعی روشنی پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح نبی کے نشانات جب مشاہدہ کی حد سے گذر کر قصہ اور کہانی کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ تو ان قصوں اور کہانیوں سے نور ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ آفتاب نبوت ظہور کر کے دوبارہ اس کی تیز شعاعیں تمام تاریکیوں کو پاش پاش نہ کر دیں۔ یہ خدا کی سنت لاتبدیل ہے۔ ...... سلسلہ احمدیہ ہی اس وقت دنیا میں ایک سلسلہ ہے۔ جو ان نشانات کو مشاہدہ کرانے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور مشاہدہ کراتا ہے ..... باقی رہا یہ امر کہ اس دعویٰ میں کہاں تک یہ سلسلہ سچا ہے۔ سو اس کو اسی طریق پر پرکھو جس طریق پر انبیاء سابقین کے نشانات کو پرکھتے ہو اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرو۔ جو پہلے انبیاء علیہم السلام سے کفار نے کیا۔"

(ریویو ج ۴ ۱۲ ص ۴۶۷ و ۴۶۸)

۸۔ خدا تعالیٰ پر ایمان اس سلسلہ میں داخل ہو کر ہی حاصل ہو سکتا ہے

"خدا تعالےٰ پر ایمان صرف منہ کی ایک بات ہے۔ جب کہ دل اس صداقت کے تیقن سے بھرا ہوا نہ ہو جس کا اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی پر قدرت کے ملاحظہ سے بھی دلائل پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ دلائل صرف اس منطقی نتیجہ تک انسان کو پہنچا سکتے ہیں۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ مگر اس خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی۔ یہ ایک بالکل الگ امر ہے۔ اور اس کا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں جن کا اظہار صرف انبیاء ورسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہا ہے اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایسے اوقات میں جب

زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ جس سے ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے۔ کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں۔" (ریویو جلد ۵ ۵ ص ۱۸۲ و ۱۸۳)

۹۔ جو حضرت مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے

"افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہی اعتراضوں کو دُہرا رہے ہیں۔ جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح جس طرح عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے ہو کر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔ اور دُہرا رہے ہیں۔ جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے۔ کہ جو اعتراض اس پر کیا جائیگا وہ سارے نبیوں پر پڑیگا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے۔ وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔" ریویو جلد ۵ ۸ ص ۳۱۸)

۱۰۔ مسیح موعود کی بعثت کے وقت ایمان دنیا سے اُٹھ چکا تھا

"مسلمانوں میں جو پیشگوئیاں مسیح موعود کے نزول کے متعلق ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس کے نزول سے پہلے ایمان دنیا سے اٹھ جائیگا۔ اور جب وہ آئیگا۔ تو دوبارہ ایمان کو قائم کرے گا...... قرآن شریف سورۃ السجدہ میں لکھا ہے۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ ترجمہ۔ آسمان سے زمین تک امر کا انتظام کرتا ہے۔ پھر یہ امر اس کی طرف ایک دن میں چڑھے گا۔ جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی۔" یہاں امر سے مراد دنیا کی اصلاح ہے۔ کہ جس میں ایمان جو دنیا سے اٹھ گیا تھا۔ دوبارہ زندہ ہوا۔ اور

اس آیت کریمہ کی منشا یہ ہے۔ کہ وہ ایمان جو دنیا پر دوبارہ قائم ہوا ہے۔ اُس پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ وہ بھی دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ اور آسمان پر اٹھا لیا جائیگا..... لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہو گیا ہو گا۔ تو ایک فارسی الاصل مرد اسے پھر لائیگا۔ اس پیشگوئی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں دنیا سے ایمان مفقود ہو جاویگا اور مسیح موعود اس گم شدہ ایمان کو بحال کرنے کے لئے مبعوث ہوگا۔" (ریویو جلد ۶ نمبر ۳ ص ۸۵ و ۸۸ و ۹۵)

۱۱۔ حضرت مسیح موعودؑ کی محبّت آنحضرتؐ کی محبّت کی طرح شرط ایمان ہے

"ہمارے غم کا اندازہ کرو۔ جن کا وہ جدا ہونے والا محبوب بھی تھا اور محبوب بھی ایسا کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ کا مصداق۔ اور پھر وہ ہمارا آقا بھی تھا۔ پھر وہ ہمارا ہادی اور ہمارا رہنما بھی تھا۔ جس نے ہمیں خدا کی راہیں دکھائیں۔" (ریویو جلد ۷ نمبر ۷ ص ۲۸۲)

۱۲۔ غیر احمدی لوگ اَلْفَرِیْقَیْنِ (فریق مومنین و فریق کفار) میں سے کس فریق میں داخل ہیں

"اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ..... کاش ہمارے مخالف کبھی اتنا ہی غور کریں۔ کہ جس کی مخالفت پر وہ اڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ سچا ہو۔ تو پھر وہ کن لوگوں میں داخل ہوں گے۔ ہم بالفعل کچھ نہیں کہتے۔ صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ امن کا طریق اختیار کرو۔" (ج ۷ نمبر ۷ ص ۲۸۶)

یہ ہے جناب مولوی محمد علی صاحب کا فتویٰ جو موجودہ اختلاف سے قبل وہ تمام کے تمام غیر احمدی لوگوں پر لگاتے رہے ہیں۔ پس ان کا یہ دعویٰ بھی کہ "یہ کوئی نہیں دکھا سکتا۔ کہ میں نے سوائے احمدیوں کے کل مسلمانوں کو کافر یا خارج از دائرہ اسلام قرار دیا ہو۔" (اندرون صفحہ سرورق النبوۃ فی الاسلام) سراسر غلط اور باطل ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کیطرف سے بارھواں جواب

بارھواں جواب مولوی محمد علی صاحب نے الزامی طریق پر دیا ہے۔ کہ موجودہ اختلاف سے قبل جماعت کے بعض افراد نے اپنی بعض تحریروں میں مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض ۱۹۰۱ء سے قبل کی ایسی تحریرات کو پیش کیا تھا جن سے میرے (موجودہ) عقائد کی تائید ہوتی ہے۔ یا اس امت کے اندر جزوی نبوت کا بقا ثابت کیا گیا ہے۔ جو میرے موجودہ عقیدہ کے مطابق ہے

مولوی محمد علی صاحب نے اس جواب میں مکرمی میر قاسم علی صاحب کے رسالہ دین الحق یا ہمارا مذہب کا جو انہوں نے ۱۹۱۰ء میں دہلی سے شائع کیا تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے رسالہ بہت ضروریہ کا جو انہوں نے مباحثہ رامپور کی روئداد کے طور پر ۱۹۰۹ء میں لکھکر امروہہ سے شائع کیا تھا ان کے ایک مضمون کا جو اکتوبر ۱۹۱۳ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان میں نکلا تھا۔ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے ایک خط کا جو ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء کے پرچہ اخبار بدر میں چھپا تھا۔ سید صادق حسین صاحب اٹاوی کے ایک مضمون مندرجہ بدر ۲۰ فروری ۱۹۰۹ء کا۔ ایک نئے احمدی کے خط مندرجہ بدر ۶ اپریل ۱۹۱۱ء کا۔ اور ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کے ایک نوٹ کا جو انہوں نے شبلی صاحب مرحوم کیساتھ اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کے بارہ میں بدر جلد ۹ نمبر ۱۵ ص ۲ میں لکھا تھا۔ حوالہ دیکر لکھا ہے کہ "مولوی اسمٰعیل صاحب اسی دلیل کو جو میرے خلاف استعمال کی ہے۔ اب یہاں بدر پر لگا دیں۔ تو کیا سارے سلسلہ کی خاموشی بمع میاں صاحب کے اس مذہب کو سلسلہ کا مذہب نہیں ٹھہراتی"

مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب پر تفصیلی نظر میں الفضل نمبر ۵ جلد ۹ میں لکھ کر شائع کر چکا ہوں۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر مکرر پھر لکھدوں گا۔ یہاں پر اس قدر لکھ دینا کافی ہوگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے

اس الزامی جواب میں بھی مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔ میں نے ریویو آف ریلیجنز کا ان کا کوئی حوالہ اس رنگ میں قطعاً پیش نہیں کیا۔ کہ چونکہ انہوں نے کسی وقت ایسا لکھا تھا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ تمام سلسلہ احمدیہ کا اس وقت یہی مذہب اور یہی عقیدہ تھا۔ بلکہ میں نے اس قسم کے خیالات کو رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کی تمہید میں ہی رد کر دیا تھا۔ جیسا کہ اس کی مندرجہ ذیل تمہیدی عبارت سے ظاہر ہے۔

"رسالہ ریویو آف ریلیجنز ایک ماہوار رسالہ ہے۔ جو حضرت اقدسؑ کی زندگی میں جاری ہوا۔ بلکہ خود حضرت اقدسؑ نے اپنی طرف سے جاری کرایا۔ اور اس کے اجراء کی اصل غرض ہی حضور کی تعلیم کو دنیا میں شائع کرنا تھی۔ جیسا کہ اس کے پہلے ہی نمبر کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔

"ہم سب سے اول اس رسالہ میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ایسا مصلح اس وقت کون ہے۔ اور پھر ہمارے اس رسالہ کے اغراض میں سے دوسری غرض یہ ہے کہ وہ مصلح کن دلائل اور نشانوں کے ساتھ اپنے تئیں منجانب اللہ ظاہر کرتا ہے۔ پھر تیسری غرض یہ ہے کہ اس کی اخلاقی تعلیم کیا ہے؟ چوتھی غرض یہ ہے کہ وہ کن اعتقادات کو سکھلاتا ہے۔ اور کن سے منع کرتا ہے۔ پانچویں غرض یہ ہے کہ وہ کن کن علوم اور معارف کو لایا ہے۔ اور اس کے معارف کس کتاب الٰہی کے موافق ہیں۔ اور اس سے نکلتے ہیں۔ چھٹی غرض یہ ہے۔ کہ خدا تک پہنچنے کے لئے عمل اور سلوک کا وہ کیا راہ سکھلاتا ہے۔ یہی ستہ ضروریہ اصل اغراض اس رسالہ کے ہوں گے۔" (صفحہ ۸)

اسکے ایڈیٹر شروع سے مولوی محمد علی صاحب تھے۔ جو ۱۹۰۹ء تک اس کام پر متعین رہے۔ یہ رسالہ حضرت اقدس کی نظر سے اور جماعت احمدیہ اور نیز کثیر التعداد غیر احمدیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی نظروں سے گذرتا رہتا تھا۔ غرض اس میں شائع شدہ مضامین ہمیشہ حضرت اقدس اور جماعت احمدیہ اور دیگر

لوگوں کے مطالعہ میں آتے رہتے تھے۔ پس یہ ممکن نہیں۔ کہ اس میں کوئی ایسا مضمون شائع ہوتا جو حضرت اقدس کی تعلیم کے سراسر خلاف ہوتا۔ اور پھر وہ حضرت اقدس سے بھی مخفی رہتا۔ اور تمام جماعت احمدیہ سے بھی بالکل پوشیدہ اور مستور رہتا۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ حضرت اقدس ایسے ذمہ دار رسالہ میں ایسے خطرناک مضمون کو دیکھکر اس کی تردید نہ فرماتے۔ اور نہ جماعت احمدیہ اس پر اطلاع پاکر اس کے خلاف آواز اٹھاتی۔ اور یہ بات تو وہم میں بھی نہیں آسکتی۔ کہ ایسا غلط مسئلہ اور حضرت اقدسؑ کی تعلیم کے سراسر خلاف عقیدہ متواتر کئی سال تک اس رسالہ میں شائع کیا جاتا رہتا۔ اور حضرت اقدسؑ کی وفات تک بڑے زور سے اسے ایسے رسالہ میں جس کی غرض ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو دنیا کے سامنے صحیح طور پر پیش کرنا تھی شائع کیا جاتا۔ اور حضرت اقدس کبھی بھی اس کی تردید نہ فرماتے۔ بلکہ اس کی خریداری اور اشاعت کے لئے تمام جماعت کو بڑے زور سے تاکید فرماتے۔ اور تمام جماعت احمدیہ بھی ایسے غلط مضمون کو پڑھکر اور اسے حضرت اقدسؑ کی تعلیم اور سلسلہ احمدیہ کے عقائد کے سراسر خلاف پاکر نہ کبھی خود اس کی تردید کرتی۔ اور نہ حضرت اقدس کی خدمت میں گذارش کرتی۔ کہ حضور! آپ ہمیں ہمیشہ اور تعلیم دیتے ہیں۔ اور یہ رسالہ جو آپ کی طرف سے ہی شائع ہوتا ہے۔ کچھ اور ہی عقائد کی تعلیم دیتا ہے۔ جو حضور کی تعلیم کے سراسر خلاف ہوتے ہیں۔ اور پھر ان عقائد کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ہم ان متخالف اور متضاد عقائد میں سے کون سے عقائد کو اختیار کریں۔ بلکہ تمام جماعت ہمیشہ اپنے عمل سے ان مضامین پر مہر تصدیق کرتی رہتی۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر رسالہ مذکورہ سے اس بات کی بابت کبھی استفسار نہ کیا جاتا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ آپ احمدی کہلا کر ایسے مضامین اپنے قلم سے لکھکر اس رسالہ میں شائع کر رہے ہیں۔ اگر کبھی کسی نمبر میں ضمناً کوئی فروگذاشت

اس الزامی جواب میں بھی مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔ میں نے ریویو آف ریلیجنز کا ان کا کوئی حوالہ اس رنگ میں قطعاً پیش نہیں کیا۔ کہ چونکہ انہوں نے کسی وقت ایسا لکھا تھا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ تمام سلسلہ احمدیہ کا اس وقت یہی مذہب اور یہی عقیدہ تھا۔ بلکہ میں نے اس قسم کے خیالات کو رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کی تمہید میں ہی رد کر دیا تھا۔ جیسا کہ اس کی مندرجہ ذیل تمہیدی عبارت سے ظاہر ہے۔

"رسالہ ریویو آف ریلیجنز ایک ماہوار رسالہ ہے۔ جو حضرت اقدسؑ کی زندگی میں جاری ہوا۔ بلکہ خود حضرت اقدسؑ نے اپنی طرف سے جاری کرایا۔ اور اس کے اجراء کی اصل غرض ہی حضورؑ کی تعلیم کو دنیا میں شائع کرنا تھی۔ جیسا کہ اس کے پہلے ہی نمبر کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔

"ہم سب سے اول اس رسالہ میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ایسا مصلح اس وقت کون ہے۔ اور پھر ہمارے اس رسالہ کے اغراض میں سے دوسری غرض یہ ہے کہ وہ مصلح کن دلائل اور نشانوں کے ساتھ اپنے تئیں منجانب اللہ ظاہر کرتا ہے۔ پھر تیسری غرض یہ ہے کہ اس کی اخلاقی تعلیم کیا ہے؟ چوتھی غرض یہ ہے کہ وہ کن اعتقادات کو سکھلاتا ہے۔ اور کن سے منع کرتا ہے۔ پانچویں غرض یہ ہے کہ وہ کن کن علوم اور معارف کو لایا ہے۔ اور اس کے معارف کس کتاب الٰہی کے موافق ہیں۔ اور اس سے نکلتے ہیں۔ چھٹی غرض یہ ہے۔ کہ خدا تک پہنچنے کے لئے عمل اور سلوک کا وہ کیا راہ سکھلاتا ہے۔ یہی ستہ ضروریہ اصل اغراض اس رسالہ کے ہوں گے۔" (صفحہ ۲)

اس کے ایڈیٹر شروع سے مولوی محمد علی صاحب تھے۔ جو ۱۹۰۹ء تک اس کام پر متعین رہے۔ یہ رسالہ حضرت اقدسؑ کی نظر سے اور جماعت احمدیہ اور نیز کثیر التعداد غیر احمدیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی نظروں سے گذرتا رہتا تھا۔ غرض اس میں شائع شدہ مضامین ہمیشہ حضرت اقدس اور جماعت احمدیہ اور دیگر

لوگوں کے مطالعہ میں آتے رہتے تھے۔ پس یہ ممکن نہیں۔ کہ اس میں کوئی ایسا مضمون شائع ہوتا جو حضرت اقدس کی تعلیم کے سراسر خلاف ہوتا۔ اور پھر وہ حضرت اقدس سے بھی مخفی رہتا۔ اور تمام جماعت احمدیہ سے بھی بالکل پوشیدہ اور مستور رہتا۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ حضرت اقدس ایسے ذمہ دار رسالہ میں ایسے خطرناک مضمون کو دیکھ کر اس کی تردید نہ فرماتے۔ اور نہ جماعت احمدیہ اس پر اطلاع پا کر اس کے خلاف آواز اٹھاتی۔ اور یہ بات تو وہم میں بھی نہیں آ سکتی۔ کہ ایسا غلط مسئلہ اور حضرت اقدسؑ کی تعلیم کے سراسر خلاف عقیدہ متواتر کئی سال تک اس رسالہ میں شائع کیا جاتا رہتا۔ اور حضرت اقدسؑ کی وفات تک بڑے زور سے اسے ایسے رسالہ میں جس کی غرض ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو دنیا کے سامنے صحیح طور پر پیش کرنا تھی شائع کیا جاتا۔ اور حضرت اقدس کبھی بھی اس کی تردید نہ فرماتے۔ بلکہ اس کی خریداری اور اشاعت کے لئے تمام جماعت کو بڑے زور سے تاکید فرماتے۔ اور تمام جماعت احمدیہ بھی ایسے غلط مضمون کو پڑھ کر اور اسے حضرت اقدسؑ کی تعلیم اور سلسلہ احمدیہ کے عقائد کے سراسر خلاف پا کر نہ کبھی خود اس کی تردید کرتی۔ اور نہ حضرت اقدس کی خدمت میں گذارش کرتی۔ کہ حضور! آپ ہمیں ہمیشہ اور تعلیم دیتے ہیں۔ اور یہ رسالہ جو آپ کی طرف سے ہی شائع ہوتا ہے۔ کچھ اور ہی عقائد کی تعلیم دیتا ہے۔ جو حضورؑ کی تعلیم کے سراسر خلاف ہوتے ہیں۔ اور پھر ان عقائد کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ہم ان متخالف اور متضاد عقائد میں سے کون سے عقائد کو اختیار کریں۔ بلکہ تمام جماعت ہمیشہ اپنے عمل سے ان مضامین پر مہر تصدیق کرتی رہتی۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر رسالہ مذکورہ سے اس بات کی بابت کبھی استفسار نہ کیا جاتا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ آپ احمدی کہلا کر ایسے مضامین اپنے قلم سے لکھ کر اس رسالہ میں شائع کر رہے ہیں۔ اگر کبھی کسی نمبر میں ضمناً کوئی فروگذاشت

ہوگئی ہو۔ اور حضرت اقدس نے یا جماعت کے لوگوں نے اس غلطی کا ازالہ نہ کرایا ہو۔ تو یہ کچھ جائے تعجب نہیں۔ مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ سالہا سال تک ایسے رسالہ میں ایسی غلط تعلیم پیش کیجاتی رہتی جو سلسلہ کے بنیادی پتھر کو ہلا دینے والی اور اسلام کی بیخ کنی کا موجب ہوتی۔ اور باوجود اس کے نہ حضرت اقدس اس کا ازالہ فرماتے اور نہ جماعت احمدیہ اس کی تردید کی طرف متوجہ ہوتی۔"

اور مکرر اپنے مدعا کی یوں توضیح کر دی تھی۔ کہ "جب ہم حضرت اقدس کا یہ طریق عمل دیکھتے ہیں۔ کہ جب کبھی آپ کو اپنی جماعت کے کسی فرد کے متعلق یہ علم ہوتا کہ اس کے عقائد میں فلاں غلطی ہے۔ تو آپ فی الفور اس غلطی کے ازالہ کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اشاعت کی ضرورت بھی یہی پیش آئی تھی۔ کہ ایک احمدی پر ایک مخالف نے یہ اعتراض کیا۔ کہ جس شخص کے ہاتھ پر تم نے بیعت کی ہوئی ہے۔ وہ نبوت کا مدعی ہے۔ تو اس احمدی نے اس سے انکار کر دیا۔ سو چونکہ یہ جواب غلط تھا اس لئے حضور نے ایک لمبے اور مفصل اشتہار کے ذریعہ سے اس غلطی کا ازالہ فرمایا۔ اسیطرح جب ایک احمدی کے متعلق حضور کو اطلاع پہنچی۔ کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جو حضور کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ تو اسیوقت حضور نے اشتہار تبلیغ الحق کے ذریعہ سے اس غلطی کا ازالہ فرمایا۔ اسیطرح ۵ر مارچ ۱۹۰۵ء کے بدر کی ڈائری مظہر ہے۔ کہ ایک احمدی پر ایک نواب ریاست نے یہ اعتراض کیا کہ مرزا صاحب نبوت و رسالت کے مدعی ہیں۔ جس کے جواب میں اس احمدی نے کہا کہ حضور فرماتے ہیں۔ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ تو اس واقعہ کو سنکر حضور نے بڑے زور سے اس غلطی کو ظاہر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم نبوت کے مدعی ہیں۔ اور ہم پر نبی کی تعریف صادق آتی ہے۔ اس لئے ہم نبی اور رسول ہیں۔

اور بھی اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت اقدس کی نبوت کا مسئلہ آج گھڑ لیا گیا ہے۔ حضور کی زندگی میں جماعت احمدیہ اس عقیدہ سے آشنا نہ تھی۔ اگر آپ نبی نہیں تھے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپنے اس ریویو میں شائع شدہ غلطیوں کا ازالہ نہ فرمایا۔

آپ انہی واقعات پر غور فرمائیں۔ اگر حضرت اقدس نبی نہیں تھے۔ اور آپ کا نبوت کا دعویٰ نہیں تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جب ایک صاحب سے ایک مخالف نے کہا۔ کہ تمہارا پیشوا نبوت کا مدعی ہے اور ان صاحب نے نفی میں جواب دیا۔ تو اس خبر کو سنکر حضرت اقدس نے اسے ایک غلطی قرار دیکر ایک لمبے اشتہار کے ذریعہ سے اس کا ازالہ فرمایا۔ اور اسیطرح جب ایک صاحب نے ایک رئیس کے اس سوال پر کہ تمہارے پیشوا مدعی نبوت ہیں۔ یا نہیں جواب میں خود حضرت اقدس ہی کا یہ شعر پڑھا کہ

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب ہاں ملہم استم و زخداوند منذرم

تو اس خبر کو سن کر آپنے اسے اخفاء حق قرار دیا۔ لیکن اس کے مقابل پر ریویو آف ریلیجنز جیسے ذمہ دار رسالہ میں سالہا سال تک کل دنیا میں اس عقیدہ کی اشاعت ہوتی ہوئی دیکھکر کبھی بھی اسے غلطی نہیں قرار دیا۔ اور اس کی تردید میں کبھی ایک سطر بھی لکھ کر نہیں شائع فرمائی۔ اور نہ کبھی زبانی طور پر اس کا ازالہ فرمایا۔

سو جبکہ ریویو آف ریلیجنز جیسے رسالہ میں حضرت اقدس کی زندگی میں سالہا سال تک متواتر طور پر حضور کی نبوت و رسالت کے عقیدہ کو دنیا میں شائع کیا جاتا رہا ہے۔ اور یہ رسالہ حضور کی نظر سے اور جماعت احمدیہ کی نظر سے گذرتا رہا ہے۔ اور کبھی بھی اس کی تردید نہیں کی گئی۔ تو اس سے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے۔ کہ آپ کی زندگی میں جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ تھا۔ اور آپ کی بھی یہی تعلیم تھی۔

ہاں اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ جس طرح مولوی محمد علی صاحب نے حضرت

خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ایک رسالہ بنام "ایک نہایت ضروری اعلان" تیار کر کے اور چھپوا کر چھپا کر رکھ چھوڑا تھا۔ اور حضرت ممدوح کی وفات کے انتظار میں لگ گئے تھے۔ اور جب تک حضرت ممدوح کے آثار زندگی باقی تھے۔ اس وقت تک اسے بالکل مخفی رکھا۔ اور جب وہ وقت آگیا جس کے انتظار میں ان کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں۔ تو جھٹ انہوں نے اسے شائع کر دیا۔ تو اس صورت میں میرا استدلال صحیح نہیں ہوگا۔ مگر رسالہ ریویو آف ریلیجنز تو ایک موقت الشیوع رسالہ ہے۔ جو ہمیشہ ماہ بماہ شائع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ عذر نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ اس وقت نعوذ باللہ تمام جماعت کچھ ایسی خواب غفلت میں پڑی ہوئی تھی۔ کہ باوجود اس رسالہ کی بلاناغہ اشاعت کے انہیں بالکل کچھ معلوم نہیں تھا۔ کہ اس میں کیا عقائد شائع کئے جا رہے ہیں۔ اور نہ ہی حضرت اقدس اسے دیکھ سکتے اور مطالعہ میں لا سکتے تھے۔ تو پھر بھی یہ عذر ہو سکتا ہے۔ مگر جب یہ بات نہیں۔ تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ یہ عقائد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد اب گھڑے گئے ہیں۔ مگر انکے پیشکردہ حوالجات میں سے کسی کو یہ حیثیت حاصل نہیں

میں اس جگہ اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر لفظ جزوی نبی کو اس تشریح کے ساتھ کسی شخص نے استعمال کیا ہو۔ کہ اس سے مراد غیر تشریعی نبی ہے۔ تو گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام کے بعد اس لفظ کو بکلی ترک کر دیا تھا جس کا خود مولوی محمد علی صاحب کو بھی اقرار ہے۔ تاہم مذکورہ بالا تشریح کے ساتھ اس کے استعمال سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو غیر تشریعی نبی کو ایک خاص اصطلاح کے ماتحت غیر نبی کے لفظ سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ اور ان معنوں میں اپنے نبی اور رسول ہونے کی صریح طور پر نفی کی ہے۔ چنانچہ حضور اپنی کتاب نزول المسیح کے صفحہ ۳ پر حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔"

پس اگر مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے جزوی نبی کی تشریح صاف طور پر غیر تشریعی نبی کرتے ہوئے اور ساتھ ہی گذشتہ غیر تشریعی انبیاء کو جزوی نبی بتاتے ہوئے استعمال کیا جیسا کہ وہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۶ نمبر ۲ کے صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں۔

"اگر حضرت یوسف کو بعد واقعۂ ہجرت دشمن کے تختِ عزت پر بٹھایا گیا تو آنحضرت صلعم کو بعد واقعۂ ہجرت کے فتح بدر ہو کر مسندِ خلافت عامہ اور ختم نبوت کے عرش پر جانشین فرمایا گیا۔ اگر حضرت یوسف کو نبوتِ جزوی عطا ہوئی تو آنحضرت صلعم کو خطاب مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ مرحمت ہوا۔"

تو مولوی محمد علی صاحب کا اس کو نفی نبوت پر محمول کرنا اگر خوش فہمی نہیں تو مغالطہ دہی کے سوا اور کیا کہلا سکتا ہے۔

علاوہ اس کے مولوی محمد علی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد کی بعض لوگوں کی شخصی تحریرات کو ریویو آف ریلیجنز میں سالہا سال تک مسلسل اور متواتر طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اپنے شائع کردہ مضامین کے مقابل پر پیش کرنا اگر دھوکہ اور تلبیس نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا ان لوگوں کے یہ مضامین بھی حضور کی زندگی میں اور حضور کیطرف سے اور پھر اسی شدومد کیساتھ بار بار شائع کئے گئے تھے۔ اور کیا ایسے مضامین کے متعلق رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد میں صریحاً یہ نہیں لکھا گیا تھا۔ کہ وہ اگر کبھی کسی نمبر میں ضمناً کوئی فروگذاشت ہو گئی ہو اور حضرت اقدس نے یا جماعت نے اس غلطی کا ازالہ نہ کرایا ہو

مولوی محمد علی صاحب کے دوسرے جوابی رسالہ پر نظر

رسالہ "تبدیلئے عقائد کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" کے بعد ایک اور رسالہ مولوی محمد علی صاحب نے اسی موضوع پر شروع ۱۹۱۴ء میں بنام "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" لکھکر شائع کیا تھا جس میں سب سے پہلا جواب یا بلفظ دیگر

تیرہواں جواب

انہوں نے یہ دیا کہ "میرا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعود کیا تھا۔ میں نے اس کو ابتدائے اختلاف میں ہی کھول کر بیان کر دیا تھا۔ میں پہلے بھی اسی پر قائم تھا اب بھی اسی پر قائم ہوں۔ اور انہیں الفاظ میں پھر اپنے عقیدہ کو نقل کرتا ہوں"

مولوی صاحب نے اس جواب میں دعویٰ تو یہ کیا ہے۔ کہ جس عقیدہ کا اظہار میں نے ظہور اختلاف کے بعد کیا تھا۔ وہی میرا عقیدہ اس سے پہلے بھی تھا۔ مگر اس دعوے کے ثبوت میں ظہور اختلاف سے قبل کی اپنی کوئی تحریر پیش کرنے کی بجائے ظہور اختلاف کے بعد کی اپنی ایک تحریر پیش کی ہے۔ جو صریح طور پر ایک مغالطہ اور تلبیس ہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص دعوے کرے کہ فلاں جماعت یا فلاں شخص کے ساتھ میرے تعلقات ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء میں قائم نہیں ہوئے۔ بلکہ اس سے ایک عرصہ دراز قبل کے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں ایک فوٹو پیش کرے جس میں اس کی بھی تصویر ہو اور اس جماعت یا اس شخص کی بھی۔ مگر وہ فوٹو ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء سے قبل کا نہ ہو بلکہ ۱۹۱۴ء ہی کا ہو۔ یا اس جماعت یا شخص کی اسمیں تصویر نہ ہو۔ بلکہ کوئی اور ہی تصویر ہو۔ جس کا اس کے دعوٰی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ جو ایک صریح دھوکا اور چالاکی ہوگی۔ چونکہ یہ جواب مولوی صاحب نے اپنے رسالہ "تبدیلئے عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" میں بھی ایک رنگ میں دیا تھا

جو قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

چودہواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے ایک مطالبہ کی صورت میں دیا ہے۔ جو یہ ہے کہ "میری تحریر سے ختم نبوت کے وہ معنے دکھائے جاتے۔ جو آج حضرت مسیح موعود کی نبوت قائم کرنے کے لئے میاں صاحب کو کرنے پڑے ہیں"

چونکہ رسالہ ہذا کے صفحہ ۸۳ و ۸۴ پر اور پھر صفحہ ۱۰۱ لغایت ۱۰۴ پر مولوی صاحب کے اس مطالبہ کو پورا کیا جا چکا ہے۔ اس لئے اسپر بھی کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

پندرہواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے کہ

"میاں محمود احمد صاحب کی ایجاد سے پہلے عموماً احمدیہ لٹریچر میں لفظ نبی سے مراد جزئی یا مجازی نبی لیا جاتا تھا۔ اور سب جماعت کا یہی یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود پر لفظ نبی انہیں معنوں میں صادق آسکتا ہے جن معنوں میں اس امت کے پہلے بزرگوں پر بھی یہ لفظ صادق آتا ہے۔ یعنی نبی سے مراد صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہی پانے والا شخص ہے۔" جس کو محدث بھی کہا گیا ہے"

یہ بھی مولوی محمد علی صاحب کا سراسر مغالطہ اور صریح غلط بیانی ہے۔ اول تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد اعلانات کے ذریعہ سے جماعت کو بار بار تاکید کر دی ہوئی تھی۔ کہ آپ کو غیر نبی اور محض محدث مانتے ہوئے آپ کے متعلق نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی محدث کی بجائے کبھی یہ لفظ بولا جائے۔ جیسا کہ قبل ازیں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ دوسرے حضور نے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اور بار بار اس کا اعادہ

فرمایا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں منصب نبوت کے پانے میں آپ ہی مخصوص ہیں۔ اور آپ سے پہلے قطعاً کوئی شخص اس امت میں ایسا نہیں گذرا جس پر اس نام کا اطلاق درست ہو۔ اور اس بارہ میں بھی حضور کے بعض حوالے قبل ازیں بیان ہو چکے ہیں۔ اس لئے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں۔

علاوہ اس کے جماعت احمدیہ کوئی ایسی جماعت نہیں کہ یہودیوں یا سناتنیوں وغیرہ کی طرح دوسرے لوگوں کو اپنے عقائد کی طرف نہ بلاتی ہو بلکہ یہ ایک تبلیغی جماعت ہے۔ جو اپنا لٹریچر تمام دنیا میں پھیلانا اپنا فرض اولین یقین کرتی ہے۔ اس لئے "عموماً احمدیہ لٹریچر میں لفظ نبی سے مراد صرف جزئی یا مجازی نبی"۔ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ تمام دنیا اس سے یہی مراد سمجھتی ہو۔ ورنہ اس بات کو جماعت کی طرف منسوب کرنا جماعت پر ایک نہایت خطرناک مغالطہ دہی کے ارتکاب کا الزام عائد کرنا ہوگا۔

اور اگر بفرض محال کسی نے کبھی ایسا کیا بھی ہو۔ تو مولوی صاحب کی نجات ان کے ایسا کرنے سے کیونکر ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی سابقہ تحریروں کے جواب کی فکر کریں تمہیں اوروں کی تحریروں سے کیا مطلب؟ ہاں اگر وہ اپنی سابقہ تحریروں میں دکھا دیں کہ انہوں نے کبھی اس امت کے کسی اور مجدد یا بزرگ کو نبی رسول یا پیغمبر کہا ہو؟ یا حضرت اقدسؑ کو کبھی محدث یا غیر نبی لکھا ہو۔ تو یہ بات انہیں فائدہ دے سکتی ہے۔ اور بس ؟

اچھا یہ بھی نہ سہی۔ وہ یہی بتائیں کہ ان کی تحریروں کو دیکھنے والے لوگ ان تحریروں سے کیا سمجھتے تھے؟ اور ان کے ہاتھ میں وہ کونسی چیز انہوں نے دے رکھی تھی۔ کہ جس کے ذریعہ وہ ان کی تحریروں سے ٹھوکر نہ کھائیں۔ اور کیوں حضرت مرزا صاحبؑ کو سچ مچ نبی یا مدعی نبوت نہ سمجھ بیٹھیں؟ ہم فرض کر لیتے ہیں۔ کہ جماعت کے اندر لفظ نبی کا مفہوم بگڑ کر کچھ اور کا اور ہو گیا ہوا تھا مگر کیا مولوی محمد علی صاحب کی یہ تحریریں جماعت کے لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں دیکھتا تھا

یا کیا ساری دنیا کا ہی مذاق بگڑ چکا تھا؟ اور جب سے ان کی تحریریں نبوت کے متعلق ریویو میں نکلنی شروع ہوئیں۔ تو لوگوں کو نبی اور رسول کے اصل معنے بالکل بھول گئے تھے۔ اور تمام کے تمام لوگ ان الفاظ کو بمعنے محدث قرار دینے لگ گئے تھے۔

بات اصل یہ ہے کہ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ قریباً ساری جماعت اپنی تحریرات و تقریرات میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول بتاتی چلی آئی ہے۔ اور اب یہ حقیقت کسی طرح سے بھی چھپ نہیں سکتی۔ تو انہوں نے یہ بات بنا لی۔ کہ گو جماعت آپ کو نبی اور رسول کر کے پکارتی چلی آئی ہے۔ مگر جماعت کی مراد اس سے محدث ہی تھی۔ بھلا کوئی ان مولوی صاحب سے یہ تو پوچھے۔ کہ جب حضرت اقدسؑ نہ ایک بار بلکہ کئی بار اعلان فرما چکے تھے کہ جو شخص محدث ہے۔ اس کو نبی یا رسول کے نام سے پکارنا اسلام میں فتنہ پیدا ہونے کا موجب ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اور اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ اس لئے ایک محدث کے واسطے نبی یا رسول کا لفظ ہرگز نہ استعمال کیا جائے۔ جیسا کہ ۱۷؍ اگست ۱۸۹۹ء والے مکتوب اور حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷ سے ظاہر ہے۔ تو پھر باوجود ان اعلانات کے جماعت کے لوگ ایک محدث کیلئے نبی اور رسول کے الفاظ کیونکر استعمال کر سکتے تھے؟

سولہواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ:۔

"میں نے انگریزی میں جو ریویو آف ریلیجنز میں لفظ پرافٹ استعمال کیا۔ تو محض اس لحاظ سے کہ اس لفظ کے معنے انگریزی زبان میں بہت وسیع ہیں۔ اور یہ کہ "اردو ترجمہ اور لوگوں کا بھی ہے"۔ مولوی صاحب کا یہ عذر بھی

بالکل غلط ہے۔ ورنہ اب وہ حضور کو اسی طور پر بار بار پرانٹ کیوں نہیں لکھتے۔

"باقی رہی یہ بات کہ اور لوگوں نے بھی ترجمہ کیا ہے۔ جس کی ذمہ واری آپ پر عائد نہیں ہو سکتی سو یہ بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو زیادہ تر ترجمہ آپ خود ہی کیا کرتے تھے۔ ہاں گاہے گاہے اوروں سے بھی آپ نے ترجمہ میں مدد لی۔ مگر اس سے آپ کی ذمہ واری ہرگز کم نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان سے آپ ہی یہ مدد لیتے تھے۔ پھر آپ ان کے ترجمہ کی اصلاح کرتے تھے۔ پھر کاپیاں اور پروف بھی آپ خود دیکھتے تھے۔ اور اصولاً بھی ذمہ وار آپ ہی تھے۔

علاوہ ازیں جو مضامین زیر بحث ہیں۔ ان کا زیادہ تر حصہ تو وہ ہے۔ جو انگریزی ریویو میں شائع ہی نہیں ہوا۔ اردو میں ہی لکھے گئے۔ اور اردو رسالہ میں ہی شائع ہوئے۔ اور خود مولوی محمد علی صاحب کے اپنے لکھے ہوئے ہیں"

سترہواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے کہ "اردو میں بھی جہاں میری تحریریں یہ لفظ (نبی) آیا ہے۔ تو میں نے اسکو محض ایک مکلم من اللہ اور مامور کے معنی میں استعمال کیا ہے۔...... اور میرا مطلب ان تحریروں میں صرف یہ دکھانا تھا کہ اس امت میں جو لوگ اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ انکو منہاج نبوت پر کہنا چاہئے۔ یہی اصل غرض میری خواجہ غلام الثقلین کے جواب میں تھی"

مولوی محمد علی صاحب کا یہ جواب اور یہ توجیہ بھی سراسر باطل ہے۔ کیونکہ ان کی زیر بحث سابقہ تحریرات میں "نبی" کی جگہ پر "محض ایک مکلم من اللہ اور مامور" یا "اصلاح کیلئے مبعوث" کے الفاظ کو نہیں رکھا جا سکتا۔ اور اگر رکھا جائے۔ تو عبارت بالکل بے معنے اور مجنونانہ کلام بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر وہی عبارت مولوی صاحب کو یاد دلاتا ہوں۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی نبوت کے اثبات میں ریویو جلد ۶ نمبر ۵ کے صفحہ ۱۹۱ پر کسی زمانہ میں لکھکر شائع کی تھی۔ اور جس میں انہوں نے بعثت انبیاء کے لحاظ سے ابتدائے آفرینش سے لیکر اس وقت تک کے زمانہ کو تین حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ اوّل ابتدائے آفرینش سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک کا زمانہ۔ دوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک کا چھ سو سال کا زمانہ۔ سوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر اس وقت کا زمانہ۔ اور اس تقسیم کے ماتحت بتایا تھا۔ کہ پہلے زمانہ کے مختلف ادوار میں مختلف ممالک کے اندر ہزارہا انبیا بھیجے گئے تھے۔ دوسرے زمانہ میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ تیسرے دور میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور رسول ہو کر تشریف لائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ سو سال کے بعد اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس منصب پر کھڑے کئے گئے ہیں۔ اور درمیانی زمانہ میں نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی آیا تھا۔ اور نہ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کوئی نبی مبعوث ہوا۔

اب اگر مولوی محمد علی صاحب اپنے اس بیان کی یہ توجیہ کریں۔ کہ اس میں نبی سے مراد محض ایک مکلم من اللہ اور مامور" یا "اصلاح کے لئے مبعوث" ہے۔ تو اس سے ثابت ہو گا۔ کہ وہ گذشتہ انبیاء میں سے کسی ایک نبی کی نبوت اور رسالت کے بھی قائل اور معتقد نہیں ہیں۔ اور شروع سے تمام انبیاء ورسل کے متعلق وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ صرف مکلم من اللہ تھے۔ نہ کہ فی الواقع انبیا ورسل۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ خدا تعالیٰ نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيِّيْنَ یعنی حواری خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی و انعام سے مشرف

تھے۔ مولوی محمد علی صاحب اس کے منکر اور مکذب ہیں۔ اور ان کے نزدیک صحابہ کرام میں سے بھی کوئی شخص اس شرف سے بہرہ یاب نہیں تھا۔ اور ان کے بعد گذشتہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں بھی کوئی شخص اس سے مشرف نہیں ہوا۔ بلکہ وہ لوگ تمام کے تمام شرف وحی و الہام سے (نعوذ باللہ) بکلی محروم اور بے نصیب تھے۔ اور اگر مولوی محمد علی صاحب اس نتیجہ لازمہ کو درست تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ تو وہ اس توجیہ کو بھی پیش نہیں کر سکتے۔ جسے درست سمجھنے کی صورت میں ان نتائج کو لازماً ماننا پڑتا ہے۔

اور یہ جو انہوں نے لکھا ہے کہ "یہی اصل غرض میری خواجہ غلام الثقلین کے جواب میں تھی"۔ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے تصریح کے ساتھ اور کھول کھول کر بتایا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اس قسم کی ہے۔ جس قسم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت تھی۔ اور یہ کہ جس قسم کی آپ کی نبوت ہے۔ وہ خلفاء اربعہ میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں تھی۔ جیسا کہ ان کے الفاظ ذیل سے ظاہر ہے۔

"بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ صاحب خود ہی بتائیں کہ ان پیشکردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں...... کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے؟"

(ریویو جلد ۵ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۳۱ و ۴۳۲)

لیکن مولوی محمد علی صاحب کا اب اس وقت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ "اس امت میں جس قسم کی نبوت ہو سکتی ہے۔ وہ حضرت علی کو ضرور ملی ہے" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۵۱)

جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی ایسی نبوت نہیں مل سکتی جو حضرت علی کو نہ ملی ہو۔ اور جس قسم کی نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی تھی۔ وہ حضرت علیؓ کو بھی یقیناً ملی تھی۔ پس اگر "محض مکلّم من اللہ اور مامور ہونا یا" اصلاح کے لئے مبعوث ہونا" نبوت کی قسموں میں سے کوئی قسم ہے تو مولوی محمد علی صاحب کے اس عقیدہ کے مطابق یہ قسم نبوت یا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت علی رضؓ کو بھی ملی تھی۔ اور وہ بھی مامور اور مبعوث تھے۔ اور اگر حضرت علی رضؓ کو یہ قسم نبوت نہیں ملی تھی اور وہ مامور اور مبعوث نہیں تھے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کے اس بیان کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مامور اور مبعوث نہیں ہو سکتے۔ اور اگر "محض مکلّم من اللہ اور مامور ہونا" یا "اصلاح کیلئے مبعوث ہونا" نبوت کی قسموں میں سے کوئی قسم نہیں ہے۔ اور اس کا نبوت سے کوئی لگاؤ اور واسطہ نہیں ہے۔ تو اس صورت میں یہ کہنا کہ نبوت سے ان کی مراد محض مکلّم من اللہ اور مامور ہونا۔ یا "اصلاح کے لئے مبعوث ہونا" تھا۔ سراسر باطل اور محض ایک مغالطہ ہے۔ جس کی آڑ میں مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تبدیلئ عقیدہ کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

اور جس طرح مولوی محمد علی صاحب نے النبوۃ فی الاسلام میں دعوےٰ کیا ہے کہ "اس امت میں جس قسم کی نبوت ہو سکتی ہے۔ وہ حضرت علی کو ضرور ملی ہے"۔ اسیطرح انہوں نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۳ پر یہ بھی بتایا ہے۔ کہ جس قسم کی نبوت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں ملی تھی۔ وہ اس امت کے کسی فرد کو بھی نہیں مل سکتی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق مانکر اور یہ بتا کر کہ صدیقیت محدثیت کے سب سے اعلیٰ مقام کا نام ہے۔ یہی حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی لگایا ہے۔ اس لئے ان کی یہ توجیہ سراسر باطل ہے۔

اٹھارہواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے۔ کہ "میں نے بھی حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں "صرف سادگی سے" "لغوی معنوں کی رو سے" اس لفظ کو استعمال کیا"۔ اور اس جواب کی مزید توضیح انہوں نے "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" اشاعت باردوم مورخہ ۴ر فروری ۱۹۲۹ء میں یوں کی ہے۔ کہ

"جو بات آج مجھے پیش آئی ہے۔ وہی بات اس سے پیشتر خود حضرت مسیح موعود کو...... پیش آچکی ہے۔ یہی لفظ نبی حضرت مسیح موعود نے بھی اپنی تحریروں میں اسی لغوی معنے میں استعمال کیا۔ اس سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اور آپ کو مدعی نبوت قرار دیکر آپ پر کفر کا فتوے لگایا گیا۔ اس کے جواب میں آپنے دعویٰ نبوت سے انکار کیا۔ بلکہ مدعی نبوت کو کافر اور کاذب فرمایا۔ اور اپنا ایمان محکم اس بات پر ظاہر فرمایا۔ کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہے۔ ۱۸۹۲ء میں جب لاہور میں آپ میں اور مولوی عبدالحکیم صاحب میں بحث ہو رہی تھی۔ تو مولوی صاحب کی طرف سے جب یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو حضرت صاحب کی طرف سے ذیل کی تحریر پہنچی:۔....

" تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالۃ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔...... سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں۔ اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں۔ تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے

اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں۔..... مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے۔ کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں"۔

اور اس حوالہ کو نقل کر کے آخر میں مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

" اعتراض ایک ہی ہے۔..... اور میرا جواب وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے دیا"

مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب کا مدعا یہ ہے کہ مسئلہ نبوت کے متعلق جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں تحریر فرمایا تھا۔ بعینہ وہی کچھ میں (مولوی محمد علی صاحب) نے ریویو میں لکھا۔ اور جو اعتراض توضیح مرام کی اشاعت کے وقت اس کتاب کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گیا تھا ٹھیک وہی اعتراض آج مجھ پر کیا گیا ہے۔ اور جو جواب حضور نے دیا تھا۔ آج وہی جواب میرا بھی ہے۔ کہ میں نے بھی لفظ نبی آپ کے متعلق "صرف سادگی" سے اور "لغوی معنوں کی رو سے" لکھا ہے۔ اسے ترمیم شدہ اور کاٹا ہوا خیال کیا جائے۔ اور اس کی بجائے ہر ایک جگہ پر محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھا جائے۔ اور یہ کہ میری زیر بحث تحریرات کے مذکورہ بالا جواب کے منشاء اور مدعا کے مطابق اور اس کی پیروی میں لکھی گئی۔

مولوی محمد علی صاحب کا یہ جواب بھی سراسر مغالطہ دہی پر مبنی ہے جس میں کئی طور پر مغالطہ دہی دھوکہ اور تلبیس سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلا مغالطہ اس میں یہ دیا گیا ہے۔ کہ جو کچھ مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں اپنا عقیدہ بیان فرمایا تھا۔ گویا اسی عقیدہ کا اظہار مولوی محمد علی صاحب ریویو میں کرتے رہے ہیں۔ اور جس رنگ میں اور جس طریق پر حضور نے انہیں اپنے متعلق نبی کا لفظ

استعمال کیا تھا۔ اسی رنگ میں اور اسی طور پر مولوی صاحب نے ریویو میں اسے حضور کے متعلق استعمال کیا ہے۔ حالانکہ توضیح مرام اور ازالہ اوہام والے بیان میں اور مولوی محمد علی صاحب کے بیانات مندرجہ ریویو آف ریلیجنز میں دن اور رات کا اور نفی اور اثبات کا فرق ہے۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں نہایت شدومد کے ساتھ اس خیال کی تردید کی گئی ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ نبوت و رسالت کا دعویٰ ہے یا یہ کہ آپ نبی اور رسول ہیں۔ اور نہایت صفائی کے ساتھ آپ کے دعویٰ کو محدثیت کا دعوےٰ بتایا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس تحریر میں بڑی شدومد کے ساتھ بار بار دہرا دہرا کر کمال تصریح سے آپ کے مدعی نبوت ہونے کے خیال کی تردید کی گئی ہو۔ اور آپ کے دعویٰ کو محدثیت کا دعویٰ قرار دیا گیا ہو۔ اس میں اگر کہیں آپ کے متعلق لفظ نبی بھی لکھا گیا ہو۔ اور اس کے ساتھ بھی جزوی یا ناقص کا لفظ موجود ہو۔ تو اسے مجازی طور پر یا محض لغوی معنوں میں استعمال شدہ سمجھنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری اور واجب ہوگا۔ پس اگر توضیح مرام یا ازالہ اوہام میں کہیں حضور نے اپنے لئے اس لفظ کو استعمال کیا بھی ہو تو اسے "صرف سادگی سے" یا محض "لغوی معنوں کی رو سے" استعمال شدہ تصور کرنا لابدّی ہوگا اور اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہوگا۔ لیکن ریویو آف ریلیجنز میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہیں بھی محدّث یا جزدی نبی ہرگز ہرگز نہیں بتایا۔ بلکہ وہ اسمیں حضور کو فی الواقع مدعی نبوت اور آپ کے دعویٰ کو دعویٰ نبوت و رسالت بتاتے اور ثابت کرتے رہے ہیں۔ اور کبھی بھی انہوں نے اس میں حضور کے متعلق محدث یا ناقص نبی یا جزدی نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ چونکہ مولوی محمد علی صاحب کی اس قسم کی بہت سی عبارتیں قبل ازیں بطور نمونہ نقل کی جا چکی ہیں۔ اس لئے ان کے اعادہ کی ضرورت نہ سمجھکر ذیل میں صرف توضیح مرام اور ازالہ اوہام کے چند فقرے مسئلہ نبوت کے متعلق نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) "آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔"
(توضیح مرام ص۱۸)

(۲) "یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔" (" ص۱۸)

(۳) "وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔" (" ص۱۹)

(۴) "ابن مریم جو آنے والا ہے۔ کوئی نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا۔"
(ازالہ اوہام ص۲۹۱ و ص۲۹۲)

(۵) "نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔" (" ص۴۲۱)

(۶) "وہ رسول نہیں۔ مگر رسولوں کے مشابہ ہے۔" (" ص۵۲۲)

(۷) "وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اسمیں پائی جائیگی۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔" (" ص۵۳۲)

لیکن مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ریویو کے اپنے زیر بحث مضامین میں اس قسم کا کبھی کوئی ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ بلکہ وہ ان میں حضور کو ہمیشہ زمرۂ انبیاء و رسل میں سے اور واقعی معنوں میں ایک نبی اور رسول بتاتے اور ثابت کرتے رہے ہیں۔ پس ان کا یہ کہنا کہ حضور کے دعویٰ نبوت کے متعلق جو کچھ حضور کی کتب توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں بیان ہوا ہے۔ بعینہٖ وہی کچھ میں ریویو آف ریلیجنز میں لکھتا رہا ہوں۔ اگر صریح غلط بیانی اور مغالطہ دہی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

دوسرا مغالطہ اس جواب کے ضمن میں مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ جو اعتراض کتاب توضیح مرام کی اشاعت کے وقت اس کتاب کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گیا تھا۔ وہی اعتراض میرے ریویو آف ریلیجنز کے مضامین کے حوالہ سے آج مجھپر کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب کے اس مغالطہ کو واضح کرنے کے لئے پہلے میں انہی کا اپنا نقل کردہ مکفر علماء کے فتویٰ کا وہ فقرہ درج کرتا ہوں۔ جس میں ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے کفر کی ایک یہ وجہ بتائی ہے۔ کہ آپ کا دعوئی نبوت کا دعوئی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب "تحریک احمدیت" کے صفحہ ۹۲ پر لکھتے ہیں۔ "فتوی کفر کے الفاظ یہ ہیں:-

"قادیانی کا ختم نبوت کو نبوت تشریعی اور کلی سے مخصوص کرنا اور اپنے آپ کو محدث قرار دیکر اپنے لئے جزئی نبوت اور ایک نوع نبوت کو تجویز کرنا اور ایک قسم کا نبی کہلانا صاف مشعر ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو انبیاء بنی اسرائیل کی مانند (جو شریعت نہ رکھتے۔ بلکہ پیروی شریعت سابق کی کرتے۔ اور نبی کہلاتے) نبی سمجھتا ہے" (فتویٰ کفر صفحہ ۳)"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ جس بات کو مکفر علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرکے اسے آپ کے مدعی نبوت ہونے کی دلیل قرار دیا تھا۔ وہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ اپنے آپ کو محدث قرار دیکر اپنے لئے ایک قسم کی جزوی نبوت تجویز کرتے ہیں۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں اپنے مدعا کے اثبات کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی لفظ نہ پایا۔ اور ناچار انہیں اپنے اس دعوی کے ثبوت میں وہ حوالہ پیش کرنا پڑا۔ جس میں حضور نے اپنا منصب محض محدثیت بیان فرمایا ہے۔ اور اسی کا دوسرا نام جزوی نبوت بتایا ہے جس سے نبوت کا نہیں بلکہ صرف محدثیت کا دعوئی ثابت ہوتا ہے۔ پس مخالفین کا بیان بھی یہی ثابت کرتا ہے۔ کہ حضور نے توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں اپنا منصب نبوت نہیں بلکہ محض محدثیت ہی بیان فرمایا ہے۔

اب اگر رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئ عقائد" کو اٹھا کر دیکھا جائے۔ تو اسمیں کہیں بھی اس دعوئی کے ثبوت میں کہ مولوی محمد علی صاحب موجودہ اختلاف سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقعی معنوں میں نبی اور رسول مانتے تھے۔ یہ دلیل نہیں ملے گی۔ کہ انہوں نے ریویو آف ریلجنز میں حضور کے دعوئی کو "محدثیت" کا دعوئی قرار دیکر آپ کو جزوی نبی بتایا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس اس میں اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا گیا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ریویو والے مضامین میں قطعاً کہیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوئی کا نام محدثیت کا دعوئی یا جزوی نبوت کا دعوئی نہیں رکھا۔ اور نہ ہی کبھی کہیں انہیں آپ کو محدث یا جزوی نبی یا ناقص نبی کہا ہے۔ بلکہ جا بجا اور مسلسل اور متواتر طور پر حضور کو

ٮ یعنی بتاتا ہے۔

دوسرے انبیاء میں داخل اور انہی معنوں میں اور اسی طرح کا نبی اور رسول بتایا ہے۔ جن معنوں میں اور جس طرح کے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان سے قبل کے انبیاء کے تھے۔ اور وہ رسالہ مذکورہ کے اس دعوئی اور اس دلیل کے خلاف آجتک کوئی ایک لفظ بھی اپنے زیر بحث مضامین میں نہیں دکھا سکے۔ اور اگر بالفرض مذکورہ بالا دعوی کے ثبوت میں ہم یہ دلیل پیش کرتے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے ان مضامین میں جا بجا حضور کو محدث اور جزوی نبی بتایا ہے۔ تو یہ دلیل ہمارے دعوئی کے ثبوت میں ہونے کی بجائے اسکے خلاف ایک زبردست دلیل ہوتی۔ اور اس صورت میں مولوی صاحب کو ان گوناگوں مغالطوں اور خلاف بیانوں سے کام لینے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جن کے وہ مرتکب ہوئے ہیں۔ اور ہورہے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب نے "تحریک احمدیت" میں خود بھی اس بات کو صفائی کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ کہ غیر احمدی علماء کے اعتراض کی بنا یہ نہیں تھی۔ کہ آپ نے کہیں اپنے آپ کو نبی بتایا ہے۔ بلکہ وہ صرف اس بنا پر آپ کی طرف دعوی نبوت منسوب کرتے تھے۔ کہ آپ نے توضیح مرام میں فرمایا ہے۔ کہ جزئی طور پر اس امت کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں

"اعتراض کا جواب اس عبارت میں حضرت مرزا صاحب نے دو طرح پر دیا ہے۔ اول یہ کہ آنے والے مسیح کے لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی دوسرے یہ کہ جہاں تک مخالفت کا سوال ہے۔ اس میں کچھ نقص واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ آپ محدث ہیں۔ ...... اس کے بعد جو لفظ آتے ہیں۔ کہ جزئی طور پر اس امت کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے ان الفاظ کو دعوئی نبوت قرار دیا گیا"

علاوہ اس کے ان دونوں اعتراضوں میں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے۔ کہ غیر احمدی علماء کا حضور پر یہ اعتراض نہیں تھا۔ کہ جب آپ توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں صفائی سے نبوت کا دعوئی کر چکے ہیں۔ تو اب اپنے اس پہلے بیان کے خلاف یہ کیوں کہہ رہے ہیں۔ کہ میرا دعوئی

نبوت کا نہیں بلکہ محض محدثیت کا ہے۔ اور آپ کے کلام میں یہ تناقض اور تعارض کیوں پایا جاتا ہے۔ اور نہ ہی ان کے نزدیک دعوٰی نبوت سے آپ کا انکار کوئی قابل اعتراض بات تھی۔ بلکہ ان کا اعتراض آپ پر یہ تھا۔ کہ آپ دعوٰی نبوت کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ آپ دعوٰی نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے ۳ رفروری ۱۸۹۲ء والے اعلان میں ان کے مطالبہ کے مطابق پہلے سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں دعوٰی نبوت سے انکار کیا۔ تو وہ مطمئن ہو گئے۔ اور ان کے مناظر مولوی عبدالحکیم صاحب نے اپنا اعتراض واپس لے کر بحث بند کر دی۔ جیسا کہ خود مولوی محمد علی صاحب تحریک احمدیت کے صفحہ ۸۴ پر لکھتے ہیں:۔

"جب مولوی عبدالحکیم نے یہ اعتراض کیا۔ کہ آپ دعوٰی نبوت کرتے ہیں۔ تو آپ نے ذیل کی تحریر دی۔ جس پر ۳ رفروری ۱۸۹۲ء تاریخ ہے۔ اور آٹھ گواہوں کے دستخط ہیں۔ اور اس تحریر کو آپ کی طرف سے ایک اقرار نامہ تسلیم کر کے بحث کا خاتمہ کر دیا گیا*"

لیکن مولوی محمد علی صاحب پر ہماری طرف سے یہ اعتراض کبھی نہیں ہوا۔ کہ ان کا ریویو آف ریلیجنز میں حضور کو نبی اور رسول اور مدعی نبوت و رسالت بتانا درست نہیں تھا۔ ہمارا اعتراض تو یہ ہے۔ کہ وہ اب اس کھلی اور روشن صداقت سے کیوں انکار کر رہے ہیں۔ کہ آپ کا دعوٰی نبوت و رسالت کا دعوٰی ہے۔ اور آپ اسی طرح واقعی معنوں میں نبی ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضرت یوسفؑ اور دیگر تمام انبیاء واقعی معنوں میں خدا تعالےٰ کے سچے نبی تھے اور جب وہ خود سالہا سال تک حضور کے مدعی نبوت و رسالت اور نبی و رسول ہونے کا اعلان اور اثبات کرتے رہے ہیں۔ تو آج وہ کس منہ سے اس حقیقت کا انکار کر رہے ہیں۔ پس مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ جو اعتراض غیر احمدی علماء کا حضرت اقدس پر تھا۔ وہی اعتراض اب ہماری طرف سے ان (مولوی محمد علی صاحب) پر ہو رہا ہے اگر صریح مغالطہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

اس بحث کے ضمن میں مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے ایک سچی بات بھی نکل گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو توضیح مرام کے شائع ہوتے

* یہ بھی مولوی صاحب کی ایک خلاف بیانی ہے۔ دیکھو تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹۴ و ۹۵

ہی نہایت شدت اور سختی کے ساتھ یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ آپ نے اس میں نبوت کا دعوٰی کیا ہے۔ لیکن جب انہوں نے (یعنی مولوی محمد علی صاحب نے) ریویو آف ریلیجنز میں آپ کو نبی بتایا۔ تو ان پر کسی نے بھی اعتراض نہ کیا۔ جیسا کہ وہ اپنے رسالہ "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" اشاعت بارہ ویں کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:۔

"اعتراض ایک ہی ہے۔ جو تین جگہ پر ہوتا ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود پر۔ میاں صاحب کے مریدین پر مرید ہونے سے پہلے۔ اور سب سے آخر مجھ پر۔ اور میرا جواب وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے دیا۔ جو میاں صاحب کے مریدین نے مرید ہونے سے پہلے دیا۔ مجھ پر اعتراض اس وقت نہیں ہوا۔ آج ہوتا ہے۔"ؔ

لیکن مولوی صاحب نے اس بات کو روشنی میں لانا پسند نہیں کیا۔ کہ اس فرق کی کیا وجہ ہے۔ اور کیوں ان کی ۱۹۰۴ء سے لیکر ۱۹۰۹ء تک کی تحریرات مندرجہ رسالہ مذکورہ پر

ؔ جس طرح مولوی محمد علی صاحب کا یہ بیان سچائی سے کوسوں دور ہے۔ کہ جو اعتراض غیر احمدیوں کی طرف سے توضیح مرام کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گیا تھا۔ وہی اعتراض آج ہماری طرف سے رسالہ ریویو کے حوالہ سے مولوی محمد علی صاحب پر کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ان کا یہ اظہار بھی سراسر خلاف واقعہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے بعض افراد پر موجودہ اختلاف سے قبل وہی اعتراض کیا گیا تھا۔ جو اس وقت ہماری طرف سے مولوی محمد علی صاحب پر ان کی سابقہ تحریرات کے حوالہ سے کیا گیا ہے۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ اس قسم کے کسی اعتراض کے جواب میں نہیں بلکہ کسی اور سوال کے جواب میں یا کسی اور تقریب پر مسئلہ نبوت کے متعلق سلسلہ احمدیہ کا مسلک بیان کرنے میں شاذونادر کے طور پر موجودہ اختلاف سے قبل جماعت کے بعض افراد سے کسی نہ کسی رنگ میں کوتاہی ہوئی۔ لیکن اس بات کا زیر بحث سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے

میں انہوں نے بڑی شد و مد کے ساتھ حضور کو نبی اور رسول ثابت کیا تھا۔ یہ اعتراض کسی نے بھی نہ کیا۔ کہ ان میں انہوں نے حضور کو نبی اور رسول بتایا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۱ء کی ان تحریرات کو اگر بنا کر آپ پر دعویٰ نبوت کا اعتراض کیا گیا تھا۔ جن میں دراصل کہیں بھی حضور نے اپنے آپ کو نبی نہیں بتایا تھا۔ بلکہ ہر ایک جگہ اپنے آپ کو محدث بتا کر صرف محدثیت کی وجہ سے اپنے متعلق لفظاً جزوی نبی یا ناقص نبی کے اطلاق کو جائز بیان فرمایا تھا۔ اور جب حضور نے اس طور پر لفظ نبی کے اطلاق کو بھی اپنے ۳ فروری ۱۸۹۲ء والے اعلان میں منسوخ قرار دے دیا تھا۔ اور اس کو مسلمانوں کی دل شکنی اور تفرقہ کا اندیشہ ظاہر کر کے آئندہ کے لئے اس سے بھی منع فرما دیا تھا۔ تو اس کے بعد تو مولوی محمد علی صاحب کا حضور کو نبی اور رسول بتانا اور بھی زیادہ قابل اعتراض سمجھا جانا چاہیئے تھا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان پر لفظاً کسی نے بھی اعتراض نہ کیا۔ اور جب مولوی محمد علی صاحب کے اس نتیجہ فکر کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ کہ توضیح مرام حاسے بیان در بارہ مسئلہ نبوت پر اعتراض کے وارد ہونے اور اس کے جواب میں دعویٰ نبوت سے حضور کے انکار شائع کرنے کے بعد حضور نے اپنے آپ کو جزوی نبی یا ناقص نبی کہنا بھی ترک کر دیا۔ اور جا بجا دعویٰ نبوت سے کھلا کھلا انکار کیا۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب تحریک احمدیت کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ پر لکھتے ہیں۔

"فتویٰ کفر کے جواب میں آپ نے سب سے پہلے ذیل کا اعلان کیا۔

"...... میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں......"

اس کے بعد جس قدر کتابیں آپ کی طرف سے شائع ہوتی رہیں۔ قریباً قریباً ان سب میں دعویٰ نبوت سے کھلا انکار موجود ہے۔ یہاں صرف چند حوالے دیئے جاتے ہیں"

جس کے نیچے مولوی محمد علی صاحب نے ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۱۴۔ حمامۃ البشریٰ ۱۸۹۳ء صفحہ ۹۔ جنگ مقدس ۱۸۹۳ء صفحہ ۶۷۔ انوار الاسلام ۱۸۹۴ء صفحہ ۴۴۔ انجام آتھم ۱۸۹۶ء صفحہ ۵۴ اور کتاب البریہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۸۴ کا ایک ایک فقرہ درج کیا ہے۔ اور اس

طرح سے ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۹۰۱ء تک کی قریباً تمام کتب میں دعویٰ نبوت سے انکار کیا گیا ہے۔ پس مولوی محمد علی صاحب کی اس بحث کی روشنی میں مذکورہ بالا سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ۳ فروری ۱۸۹۲ء والا حضور کا اعلان دراصل حضور کی طرف سے "ایک اقرار نامہ" تھا۔ جس پر آپ نے اس طور پر عمل کر کے دکھایا۔ کہ آئندہ اپنے آپ کو جزوی نبی یا ناقص نبی لکھنا بھی چھوڑ دیا۔ اور ہر ایک کتاب میں دعویٰ نبوت سے صاف الفاظ میں انکار کرنے پر اکتفا کرنے لگے۔ جس پر بقول مولوی محمد علی صاحب حضور کی ۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۹۰۱ء تک کی قریباً تمام تحریرات شاہد ہیں۔ پس جب ۳ فروری ۱۸۹۲ء والا اعلان بقول مولوی محمد علی صاحب "ایک اقرار نامہ" تھا۔ اور اس کی رو سے ضروری تھا۔ کہ اب آپ کے متعلق نہ صرف اکیلے لفظ نبی کے استعمال سے پرہیز کیا جاتا۔ بلکہ آپ کو جزوی نبی یا ناقص نبی بھی نہ کہا جاتا۔ مگر برعکس اس کے مولوی محمد علی صاحب اس اعلان کے بعد ریویو آف ریلیجنز میں سالہا سال تک متواتر اور مسلسل طور پر حضور کو زمرۂ انبیاء میں سے ایک عظیم الشان نبی بتاتے رہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس پر کسی احمدی کو کبھی اعتراض ہوا نہ کسی مخالف نے اسے کوئی اچنبھی بات سمجھا۔ اور یہ تمام کاروائی حضور کی آنکھوں کے سامنے ہوتی رہی۔ اور آپ نے بھی اس پر کبھی گرفت نہ فرمائی۔ دراصل یہ سوال واقعات مذکورہ بالا کو پیش نظر رکھتے ہوئے خود بخود نہایت صفائی کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ۳ فروری ۱۸۹۲ء والا اعلان ۱۸۹۱ء کے بعد اور ۱۹۰۱ء سے پہلے (یعنی مولوی محمد علی صاحب کی زیر بحث تحریرات کے زمانہ سے قبل) منسوخ ہو چکا تھا۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ مولوی صاحب پر وہی اعتراض عائد نہ کیا جاتا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توضیح مرام کے شائع ہونے کے وقت کیا گیا تھا۔ بلکہ ان پر تو احمدی کسی کا الزام بھی عائد کیا جانا چاہیئے تھا غرض مولوی محمد علی صاحب نے اس بات کا اقرار کر کے کہ ان کی سابقہ تحریرات پر نہ کبھی ان کی اشاعت کے وقت اعتراض کیا گیا۔ نہ اس کے بعد (موجودہ اختلافات سے قبل) صاف طور پر اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ان کے نزدیک بھی ۳ فروری ۱۸۹۲ء والا اعلان اور اس کی

ہم معنی تمام تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کا نفیِ نبوت کا پہلو منسوخ شدہ ہے۔ اور اب ان تحریرات کا حوالہ دیکر نفیِ نبوت پر زور دینا سراسر ایک مغالطہ ہے۔ اور جب اس کے ساتھ اس بات کو بھی دیکھا جائے۔ کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کی تحریرات میں نہایت صراحت کے ساتھ اپنے آپ کو نبی اور رسول اور زمرۂ انبیاء کا ایک عظیم الشان فرد بتایا ہے۔ اور محدث کسی ایک جگہ بھی اپنے آپکو نہیں لکھا۔ تو یہ حقیقت اور بھی روشن ہو جاتی ہے۔

اور یہ امتیاز مسئلہ نبوت کے متعلق حضور کی اوائل کی تحریرات کا اور اس کے بعد کے زمانہ کی تحریرات کا نہ صرف قیاس اور مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃ الوحی میں ایک سوال کے جواب میں کمال تصریح کے ساتھ اسکا اظہار فرمایا ہے۔ اور وہ سوال یہ ہے:۔

"تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے۔ کہ اس تقریر میں "کہ حضرت عیسیٰ کو بھی آدم صفی اللہ کے ساتھ ایک مشابہت تھی۔ لیکن آخری آدم جو بروزی طور پر حضرت عیسیٰ بھی ہے۔ آدم صفی اللہ سے اشد مشابہت رکھتا ہے" اپنے نفس کو حضرت مسیحؑ پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے"۔ پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں (یعنی رسالہ دافع البلاء میں صفحہ ۱۳ پر) مذکور ہے۔ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۵ میں (یعنی کشتی نوح میں صفحہ ۵۶ پر) لکھا ہے۔ "مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں۔ وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا"۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے"۔

جس کے جواب میں حضور فرماتے ہیں:۔

"اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو۔ کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے۔ کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا۔ کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔۔۔۔۔۔ اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی۔ کہ وہ مسیح موعود جو آنیوالا تھا تو ہی ہے۔۔۔۔۔۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔ (ص۱۴۸۔۱۵۰)

اس جواب میں حضور نے اس بات کو نہایت صراحت کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ کہ تریاق القلوب والے بیان میں اور دافع البلاء اور کشتی نوح والے بیان میں تناقض موجود ہے۔ اور یہ کہ تریاق القلوب والے بیان کی بنا میرے رسمی عقیدہ پر اور اجتہاد پر تھی جس کی بعد میں وحی الٰہی نے اصلاح کر دی۔ اور مجھے اس عقیدہ سے ہٹا دیا۔ اور دافع البلاء اور کشتی نوح والے عقیدہ پر قائم کر دیا۔ جس کی بنا وحی الٰہی پر ہے۔ اور درست بات وہی ہے۔ جس پر وحی الٰہی نے مجھے قائم کر دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حضور نے اس بات کی بھی توضیح فرما دی ہے۔ کہ تریاق القلوب والے عقیدہ کے ثبوت میں جو میں نے اس وقت یہ چار مقدمات بیان کئے تھے۔ کہ (۱) مسیح نبی ہے۔ (۲) میں نبی نہیں بلکہ غیر نبی ہوں۔ (۳) کسی غیر نبی کو کسی نبی پر فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی (۴) غیر نبی کو نبی پر صرف جزوی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ان مقدمات کو ترتیب دے کر ان سے جو یہ دو نتیجے نکالے تھے۔ کہ (ا) مجھے مسیح پر فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی (ب) مسیح پر مجھے صرف جزوی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ ان چاروں مقدمات میں سے پہلا۔ تیسرا اور چوتھا مقدمہ تو بالکل درست ہے۔ اور دوسرا مقدمہ درست نہیں ہے۔ اور اگر وہ درست ہوتا۔ تو ان مقدمات سے جو نتائج اخذ کئے گئے تھے۔ ان کی درستی میں کچھ شک نہیں تھا لیکن

اس دوسرے مقدمہ کی بنا محض میرے رسمی عقیدہ اور اجتہاد پر تھی۔ جس کی غلطی کو وحی الٰہی نے ظاہر کردیا۔ اور اسکی بجائے مجھے اس عقیدہ پر قائم کردیا۔ کہ میں نبی ہوں۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں باوجود نبی ہونے کے آپ کا امتی بھی ہوں۔ پس مذکورہ بالا چاروں مقدمات کے ملانے سے جو اوپر کے دو نتیجے نکالے گئے تھے۔ وہ دونوں غلط ثابت ہوئے۔ اور جس عقیدہ پر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے قائم کیا ہے۔ اور مجھے دافع البلاء اور کشتی نوح والا بیان لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ اسے ذہن نشین کرنے کے لئے حسب ذیل مقدمات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ (۱) مسیح نبی ہے (۲) میں نبی ہوں (۳) ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ (۴) جو فضیلت ایک نبی کو دوسرے نبی پر حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ صرف جزوی فضیلت نہیں۔ بلکہ واقعی فضیلت بھی ایک نبی کو دوسرے نبی پر حاصل ہو سکتی ہے۔

پس توضیح مرام۔ ازالہ اوہام اور اعلان مورخہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء والا بیان جو تریاق القلوب والے بیان سے بھی بہت پہلے کا ہے۔ محض اجتہاد اور رسمی عقیدہ پر مبنی تھا۔ جس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنی صریح اور متواتر وحی کے ذریعہ سے آپ کے اس عقیدہ کو تبدیل کردیا۔ اور اس تبدیلی کی بنا پر اور اسی کے نتیجہ میں حضور نے ۱۹۰۲ء میں دافع البلاء اور کشتی نوح میں تریاق القلوب والے بیان کے خلاف یہ تحریر فرمایا۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے مسیح پر محض جزوی فضیلت نہیں دی۔ بلکہ حقیقی فضیلت دی ہے۔ جو ایک نبی پر صرف کسی نبی کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کسی غیر نبی کو اس کا حاصل ہونا بالکل ناممکن ہے۔

سو چونکہ مولوی محمدؐ علی صاحب کی زیر بحث تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ۱۸۹۹ء یا اس سے قبل کے زمانہ کی لکھی ہوئی نہیں۔ بلکہ ۱۹۰۲ء سے بعد کی لکھی ہوئی ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بڑی شدومد کے ساتھ اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء ورسل میں سے ایک عظیم الشان نبی بنا چکے اور بتا رہے تھے۔ اور آپ اپنی ۱۸۹۹ء اور اس سے قبل کی ان تمام تحریرات کو وحی الٰہی کے ماتحت منسوخ قرار دے

چکے تھے۔ جن سے نفی نبوت مفہوم ہوتی ہے۔ اس لئے اب مولوی محمدؐ علی صاحب کا آپ کو نبی اور رسول بتانا محل اعتراض ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس وجہ سے اس پر کسی نے اعتراض نہ کیا۔ نہ ہی آئندہ کبھی ان تحریرات پر اس بارہ میں کوئی اعتراض ہو سکتا ہے اور اس وقت ہماری طرف سے مولوی محمدؐ علی صاحب پر جو اعتراض ہے۔ وہ یہ نہیں۔ کہ وہ ریویو آف ریلیجنز میں حضور کو نبی اور رسول کیوں بتاتے رہے ہیں۔ بلکہ ہمارا اعتراض ان کی حال کی یعنی موجودہ اختلاف کے زمانہ کی تحریرات پر ہے۔ کہ وہ ان میں حضور کی نبوت ورسالت کی نفی کیوں کر رہے ہیں۔ اور حضور کی اوائل کی جن تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کا منسوخ شدہ ہونا وہ اپنی تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں اپنے عمل سے ظاہر کرتے رہے ہیں۔ انہیں آڑ بنا کر کیوں خلق خدا کو مغالطہ پر ڈال رہے ہیں۔

غرض مولوی محمدؐ علی صاحب کی نہ صرف سابقہ تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بتاتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی ایسی تحریرات جن سے نفی نبوت مفہوم ہوتی ہے۔ وہ سب منسوخ ہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے ٹریکٹ "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" اشاعت بار دوم میں بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وہ اپنے ان اقراروں کے باوجود دنیا کو دھوکہ دے کر اپنے انکار نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں حضور کی ان تحریرات کو حضور کی اپنی تشریحات کے خلاف غلط طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اور حضور کی اس نہایت صاف اور صریح تشریح کو بھی پس پشت ڈال رہے ہیں کہ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے

اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" اس کے معنے صرف اسقدر ہیں۔ کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

تیسرا مغالطہ اس جواب کے ضمن میں مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ (الف) جس طرح حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) نے ۱۸۹۱ء میں توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں محض سادگی سے لغوی معنوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے متعلق لفظ نبی لکھ دیا تھا۔ اسی طرح میں نے بھی محض سادگی سے انہی لغوی معنوں کی رو سے یہ لفظ اپنے ۱۹۰۴ء تا ۱۹۰۶ء کے مضامین مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں آپ کے متعلق لکھ دیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"میں نے بھی حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں "صرف سادگی سے" "لغوی معنوں کی رو سے" اس لفظ کو استعمال کر لیا۔" (ٹریکٹ میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال اشاعت ۱۹۲۶ء ص۲)

(ب) اور جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی نیت میں اس وقت اس سے مراد اس کے حقیقی معنے نہیں تھے۔ بلکہ صرف محدث مراد تھا۔ (جس پر حضور نے اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھیرایا تھا) اسی طرح ان زیر بحث مضامین کے لکھنے کے وقت میری نیت میں بھی اس لفظ سے مراد اس کے حقیقی معنے نہیں تھے۔ بلکہ صرف محدث مراد تھا (جس پر میں بھی اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھیراتا ہوں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں) "مولوی محمد اسماعیل صاحب ...... ذیل کی چند سطریں ...... اپنے رسالہ کے اوپر لگا دیں ...... اور کم سے کم میری درخواست یہ ہے۔ کہ مجھے بھی میرے مرشد کے ساتھ ہی رکھیں ...... "ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نہیں۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ ...... راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی"

(پیغام جلد ۱۹ ع۲۵)

(ج) اور جس طرح حضور نے مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر اپنے ۱۸۹۱ء کے لکھے ہوئے لفظ نبی کو اپنے مذکورہ صدر اشتہار کے ذریعہ سے ترمیم شدہ اور کاٹا ہوا قرار دیکر اسکی بجائے

ہر ایک جگہ پر لفظ محدث سمجھنے کا اعلان فرمایا تھا۔ ٹھیک اسی طرح میں (مولوی محمد علی صاحب) اب اعلان کرتا ہوں۔ کہ میری تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں بھی لفظ نبی کو ترمیم شدہ اور کاٹا ہوا سمجھا جائے۔ اور اسکی بجائے ہر ایک جگہ پر میری طرف سے حضور کے متعلق لفظ محدث لکھا ہوا تصور کیا جائے۔ اور مجھے یہ اعلان کرنے کا اسی طرح حق حاصل ہے۔ جس طرح حضور کو حاصل تھا۔ اور اگر میرا یہ اعلان جائز نہیں۔ تو (عیاذاً باللہ) حضور کا اعلان بھی ناجائز متصور ہوگا۔ کیونکہ دونوں اعلان جن حالات پر مبنی ہیں۔ ان میں سر مو فرق نہیں ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے اصل الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں:-

"میرا جواب حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یہی ہے۔ کہ "بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔"" (اشتہار مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۹ء)

"یہ وہ الفاظ تھے۔ جنہوں نے مولوی عبدالحکیم جیسے مخالف کا منہ بند کر دیا۔ اور انہوں نے بحث کو چھوڑ دیا۔ مولوی عبدالحکیم کے سامنے تو ایک ایسے شخص کے لفظ تھے۔ جن کی مخالفت پر کھڑے ہو کر وہ بحث کر رہے تھے۔ لیکن میں قادیانی اصحاب کے سامنے ان کے مرشد و ہادی کے الفاظ رکھتا ہوں۔ جن کی قدر کرنا ان کا فرض ہے۔" (اشتہار ۱۴ فروری ۱۹۲۹ء)

(د) اور اپنی سابقہ تحریرات کی اس توجیہ کے لئے حضور کے اس اعلان کو آڑ بنانے کی بنا یہ بیان کی۔ کہ

"یہ تحریر جس طرح پہلی کتابوں پر حاوی ہے۔ اسی اقرار کے بموجب پچھلی تحریروں پر بھی حاوی ہے۔" (رسالہ مسیح موعود اور ختم نبوت مورخہ یکم مئی ۱۹۲۹ء ص۹)

لیکن ان کی زیر بحث تحریرات کی یہ توجیہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ نہ تو ان کی زیر بحث تحریرات میں لفظ نبی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق صرف سادگی سے لغوی معنوں کی رو سے استعمال شدہ سمجھا جا سکتا ہے۔ نہ یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ ان تحریرات کے لکھنے کے وقت اس لفظ نبی سے ان کی مراد صرف محدث تھا۔ نہ ان میں اس لفظ کو ترمیم شدہ اور کاٹا ہوا سمجھنے اور اسکی بجائے محدث کا لفظ تصور کرنے کی کسی صورت میں گنجائش ہے۔ اور نہ ہی حضور کے ۳ فروری ۱۸۹۲ء والے اعلان کو پچھلی

تحریر عمل پر حاوی سمجھا جا سکتا ہے۔ جو حسب ذیل تھا۔

"الحمد للہ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین۔ اما بعد تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالۃ الاوہام میں جسقدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔

سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں۔ اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں۔ تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھکو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔

جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی منھم احد فعمرؓ۔ (صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۱ پارہ ۱۴ باب مناقب عمرؓ) تو پھر مجھے اپنے مسلمان

[1] (ترجمہ از خاکسار مرتب) حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل میں ایسے افراد بھی ہوتے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کلام سے مشرف ہوتے تھے۔ اور وہ نبی نہ ہوتے تھے۔ پس اگر میری امت میں کوئی یہ شرف پانے والا ہے۔ تو عمرؓ ضرور ہے۔

بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے۔ کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔۔۔۔۔۔ راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی۔ مؤلف رسالہ توضیح مرام و ازالۃ الاوہام۔ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء"

اس اعلان سے ظاہر ہے۔ کہ توضیح مرام اور ازالہ اوہام کے جن الفاظ سے آپ پر کفر کا فتوٰی لگانے والے لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا تھا۔ کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا ہے۔ ان میں دعویٰ نبوت کا تو ذکر تک بھی نہیں۔ اور محدثیت کا ذکر تصریح سے موجود ہے۔ پس اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ ان میں آپ نے اپنے متعلق نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو چونکہ انہی تحریرات میں نہایت صفائی اور صراحت کے ساتھ دعویٰ نبوت سے انکار بھی موجود ہے اس لئے جن لوگوں کے دل کجی سے پاک ہیں۔ وہ دونوں بیانوں کو یکجائی نظر سے دیکھتے ہوئے یہ بات کہنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ اگر مؤخر الذکر بیان میں حضور نے اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ تو فی الواقع صرف سادگی سے کہا ہے۔ اور اس کے حقیقی معنوں کی رو سے نہیں کہا کیونکہ مقدم الذکر بیان کمال صراحت کے ساتھ حقیقی معنے مراد ہونے کی نفی کرتا ہے۔ غرض توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں لفظ نبی کو محدث کے معنے میں استعمال کرنا اور اس استعمال کا صرف سادگی پر مبنی ہونا کوئی ایسی بات نہیں جسے درست سمجھنا آپ پر احسان رکھنے کا مرادف ہوتا۔ بلکہ سیاق کلام اور مضمون عبارت اس بات کے تسلیم کرنے پر ہر پڑھنے والے شخص کو مجبور کر دیتا ہے۔ جس کی توضیح کے لئے میں ذیل میں دو کالموں میں توضیح مرام میں سے دونوں طرح کے بعض فقرات نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو اس حقیقت کے سمجھنے میں سہولت ہو۔

ایسے فقرات جن میں دعویٰ نبوت کی نفی کی گئی ہے	ایسے فقرات جنہیں دعویٰ نبوت پر محمول کیا گیا ہے
"ہمارے ہادی اور سید مولیٰ جناب ختم المرسلین نے۔۔۔۔۔ فرمایا۔ کہ مسیح ثانی ایک مرد مسلمان	"محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی

ہوگا۔ اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کریگا اور مسلمانوں کی طرح صوم وصلوٰۃ وغیرہ احکام فرقانی کا پابند ہوگا۔ اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا۔ اور ان کا امام ہوگا۔ اور کوئی جداگانہ دین نہ لائے گا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعویٰ نہیں کریگا۔" "آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید ومولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی۔ بلکہ صاف طور پر بھی لکھا ہے۔ کہ وہ ایک مسلمان ہوگا۔ اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کریگا۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ...... یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے۔"

طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے۔ اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے۔ اور نبوت کے معنے بجز اس کے کچھ نہیں۔ کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔"

اور اس بات کا ثبوت کہ مولوی محمد علی صاحب کی زیر بحث تحریرات کو جن میں وہ حضور کو نبی اور رسول ثابت کرتے رہے ہیں۔ سادگی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ اول تو یہ ہے۔ کہ ان میں آپ کو ایسے طور پر نبی اور رسول ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اس سے مراد محدث سمجھا جا سکتا ہی نہیں۔ اور ایسی تشریحات اس کے ساتھ موجود ہیں۔ جو اسے حتمی اور قطعی طور پر حقیقی اور واقعی معنوں میں استعمال شدہ سمجھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اور اگر تکلف کے ساتھ اسے محدث پر محمول کیا بھی جائے۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک اس امت میں آپ سے قبل کوئی محدث بھی نہیں آیا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جنہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محدث بتایا ہے) محدث نہیں تھے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کو نبی بتاتے وقت ساتھ ہی جا بجا یہ بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کے بعد اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا۔ پس اگر اس جگہ لفظ نبی سے مولوی محمد علی صاحب کی مراد محدث سمجھا جائے۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ آپ سے پہلے اس امت میں نہ صرف کوئی نبی نہیں آیا۔ بلکہ کوئی محدث بھی نہیں گزرا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر خطرناک نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی نبی نہ تھے۔ بلکہ محض محدث تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ عیسیٰ موسیٰ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام بھی دراصل محدث ہی تھے۔ نبی نہیں تھے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے ان مضامین میں کھول کھول کر حضور کو اس زمرہ انبیا اور رسل کا ایک عظیم الشان فرد بتایا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور گذشتہ تمام انبیا داخل ہیں۔ پس اگر ان تحریرات کے لکھنے کے وقت ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام محض محدث ہیں۔ تو لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ وہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور گذشتہ انبیاء علیہم السلام کو بھی نبی نہیں بلکہ محض محدث مانتے تھے اور مانتے ہیں۔

دوسرے جب اعلان ۳ فروری ۱۸۹۲ء کا ماحصل اور مدعا یہ ہے۔ کہ حضور کا توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں اپنے لئے محض لغوی معنوں کی رو سے لفظ نبی کو استعمال کرنا ایک قسم کی غلطی تھا۔ تو اس اشتہار کے بعد آپ کے لئے اس لفظ کو لغوی معنوں کی بنا پر استعمال کرنا بطریق اولیٰ ناجائز اور نادرست ہوگا۔ کیونکہ ۳ فروری ۱۸۹۲ء تک تو ایسی تصریح کے ساتھ کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ کہ یہ طریق استعمال نادرست ہے۔ لیکن اس کے بعد اسے استعمال کرنے والا شخص تو یہ عذر بھی نہیں کر سکتا۔ کہ میں نے لاعلمی سے ایسا کیا۔ پس اس اعلان کے بعد مولوی محمد علی صاحب کا حضور کو جزوی نبی یا ناقص نبی بھی نہیں بلکہ نبی اور رسول کرکے پکارنا اور آپ کا زمرہ انبیاء میں ذکر کرنا کیونکر جائز اور درست ہو سکتا ہے۔

تیسرے حضور کی اپنی کسی تحریر کو سادگی پر محمول کرنے کی جس قدر مثالیں پائی جاتی ہیں۔

ان سب میں جس بات کو آپ نے سادگی کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایسی ہر ایک تحریر میں تناقض پیدا ہو گیا تھا۔ اور اسی تناقض کی وجہ حضور نے سادگی بیان فرمائی۔ اور اس بات کے ثبوت میں خود انہی تحریرات کو بطور شاہد پیش کیا۔ پس جب تک مولوی محمد علی صاحب بھی اپنی سابقہ زیر بحث تحریرات میں یہ بات نہ دکھائیں۔ کہ ان میں بھی ایک طرف کھول کھول کر آپ کے نبی ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور دوسری طرف انہی تحریرات میں آپ کو نبی بھی کہا گیا ہے اور اس طرح سے ان میں تناقض پیدا ہو گیا ہے۔ جو دانستہ نہیں بلکہ سادگی سے پیدا ہوا ہے۔ اور اس کے سادگی سے پیدا شدہ ہونے پر خود وہ تحریریں گواہ ہیں۔ اس وقت تک وہ ان تحریرات کو سادگی پر محمول نہیں کر سکتے۔

میں ذیل میں اس بات کی توضیح کے لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی سے ابتدائی تحریرات میں بھی اس حقیقت کا اثبات موجود ہے۔ جس کا نام نبوت و رسالت ہے۔ اور نفی صرف نئی شریعت یا نئے الہام کی کی گئی ہے۔ یعنی ایسے طور پر الہام پانا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے الگ ہو کر اور آپ کے فیضان کے بغیر اس کے پانے کا دعویٰ کیا جائے۔ چند فقرات پیش کرتا ہوں۔

(۱) "وہ لوگ کہ جو قرآن شریف کا اتباع اختیار کرتے ہیں۔ اور خدا کے رسول مقبولؐ پر صدق دلی سے ایمان لاتے ہیں۔ اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اس کو تمام مخلوقات اور تمام نبیوں اور تمام رسولوں اور تمام مقدسوں اور تمام ان چیزوں سے جو ظہور پذیر ہوئیں۔ یا آئندہ ہوں بہتر اور پاک تر اور کامل تر اور افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ وہ بھی ان نعمتوں سے اب تک حصہ پاتے ہیں۔ اور جو شربت موسیٰ اور مسیح کو پلایا گیا۔ وہی شربت نہایت کثرت سے نہایت لطافت سے نہایت لذت سے پیتے ہیں۔ اور پی رہے ہیں۔ اسرائیلی نور ان میں روشن ہیں۔ بنی یعقوب کے پیغمبروں کی ان میں برکتیں ہیں۔ ...... اس ثبوت دینے کے ہم ہی ذمہ دار ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ ۲۴۵-۲۴۶)

(۲) "رہی یہ بات کہ ہم لوگ ختم ہونا وحی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کن معنوں سے جانتے ہیں۔ سو اس میں اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ گو کلام الٰہی اپنی ذات میں غیر محدود ہے۔ لیکن

چونکہ ...... وہ ضرورتیں کہ جن کو الہام ربانی پورا کرتا رہا ہے۔ وہ قدرِ محدود سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس لئے کلام الٰہی بھی اسی قدر نازل ہوئی ہے۔ جس قدر بنی آدم کو اس کی ضرورت تھی۔ اور قرآن شریف ایسے زمانے میں آیا تھا۔ کہ جس میں ...... تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے ...... اس لئے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی۔ پس انہی معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھیری۔ اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں"۔ (براہین احمدیہ ص۱۰۹)

(۳) "نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا۔ کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو۔ وہ بھی محال ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں" (ایضاً ص۱۱۱)

(۴) "خدا نے اس ذات مقدس پر انہیں معنوں کر کے وحی اور رسالت کو ختم کیا۔ کہ سب کمالات اس وجود باجود پر ختم ہو گئے۔" (ایضاً ص۲۶۳)

(۵) ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے (براہین ص۱۰)

یعنی آپ پر نبوت کے ختم ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ نبوت کے ساتھ تعلق رکھنے والا اور انسان کو حاصل ہو سکنے والا ہر ایک کمال آپ کو دیا گیا ہے۔ اور آئندہ کوئی کمال کسی کو آپ کے فیضان کے بغیر نہیں مل سکے گا۔

نوٹ:۔ ان حوالجات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ براہین کے زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ صرف نئی شریعت کا آنا یا نئے الہام کا نزول یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے الگ ہو کر متقابل طور پر الہام پانا بند ہے۔ اور ان دو باتوں کو چھوڑ کر اور کوئی امر جو نبوت یا رسالت کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ ہرگز بند نہیں چنانچہ جو شربت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو پلایا گیا۔ اس کا دروازہ بھی یقیناً اس امت پر کھلا ہے جس کا ثبوت اور نمونہ آپ کی ذات میں موجود ہے۔ سو چونکہ نئی شریعت کا لانا یا صاحب الزمان نبی سے الگ ہو کر انعام وحی پانا نبی ہونے کے لئے ضروری نہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ جس چیز کا نام نبوت اور رسالت ہے۔ اس کا دروازہ امت محمدیہ پر بند نہیں اور اس بات کا مزید ثبوت کہ نبی کے لئے نئی شریعت کا لانا یا کسی صاحب شریعت نبی کا

متبع نہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں صفحہ ۱۳۸ پر فرماتے ہیں:۔ "نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

اور چونکہ اوائل کی تحریرات میں دعویٰ نبوت سے انکار کے حوالے باتفاق فریقین بکثرت موجود ہیں۔ اس لئے ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ پس ان متقابل اور متناقض حوالجات کا ان تحریرات میں موجود ہونا اور ان کا ہر ایک قسم کی بناوٹ اور تکلف و تصنع سے پاک ہونا اس بات کا روشن ثبوت ہے۔ کہ اس تناقض کا موجب دراصل سادگی ہے۔ جو درحقیقت آپ کی سچائی کا ایک روشن نشان ہے۔ جیسا کہ آپ براہین احمدیہ میں مسیح موعود کی خصوصیات کو وحی الٰہی کی بنا پر اپنی طرف منسوب کرنے کے باوجود حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ بھی اسمیں درج ہو جانے کا باعث بیان کرتے ہوئے اعجاز احمدی میں فرماتے ہیں:۔

"براہین میں میرا نام عیسےٰ رکھا گیا تھا۔ اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھیرایا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کریگا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا۔ کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ کہ هو الذي ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا۔ خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا۔ اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھیرایا گیا تھا۔ مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے۔ کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ مگر میں نے اسی رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ .... یہ خدا کی حکمت عملی میری سچائی کی ایک دلیل تھی۔ اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ ...... ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ کہ درحقیقت میرے دل کو اس وحی الٰہی کی طرف سے

غفلت رہی۔ جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی۔ اس لئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۷ و ۸)

سو اسی طور پر حضور کی فتح اسلام۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام کی بحث در بارہ مسئلہ نبوت میں تناقض پیدا ہو گیا اور یہ تناقض دو طرح کا ہے۔ اول یہ کہ اس وحی الٰہی کے باوجود۔ جو آپ کو زمرہ انبیاء و رسل میں شامل بتاتی ہے۔ اور ان کتابوں میں بھی درج ہے۔ اور ان سے پہلے کی کتاب براہین احمدیہ میں بھی۔ اور اس بات کے باوجود کہ نئی شریعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے الگ ہو کر کسی مرتبہ شرف و قرب کے پانے کو چھوڑ کر ان کتابوں میں آپ نے ہر اس انعام کے پانیکا دروازہ امت محمدیہ کے لئے کھلا بتایا ہے۔ اور اپنے آپ کو ہر اس انعام کا مورد بیان فرمایا ہے۔ جو گذشتہ انبیاء و رسل کو عطا ہوا تھا۔ انہی کتابوں میں دعویٰ نبوت سے انکار بھی موجود ہے۔ اور دوم یہ کہ ان کتابوں میں صاف طور پر اپنے نبی ہونے کی نفی اور محدثیت کے اثبات کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ محدثیت بھی ایک قسم کی نبوت ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپ ایک قسم کے نبی ہیں۔ جس سے بعض لوگوں کو یہ نتیجہ نکالنے کا موقع مل گیا۔ کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا دعویٰ ہے۔ جس کی تردید کے لئے آپ کو یہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء والا اشتہار شائع کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اسمیں آپ نے یہ اعلان کیا۔ کہ توضیح مرام وغیرہ میں جو محدثیت کو نبوت کی ایک قسم یا نبوت ناقصہ یا نبوت جزئیہ بتایا گیا ہے۔ اور لفظ نبی کے لغوی معنوں کی وسعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ساتھ جزوی یا ناقص کا لفظ لگا کر اس کا محدث پر اطلاق کیا گیا ہے۔ یہ سادگی سے ہوا ہے۔ اسے کالعدم سمجھا جائے۔

چوتھے اس وجہ سے مولوی محمد علی صاحب کی زیر بحث تحریرات میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی اور رسول ہونے کے متعلق ان کے اقرارات اور بیانات کو سادگی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ اس زمانہ کی لکھی ہوئی ہیں۔ جب خود حضور اس ۳ر فروری ۱۸۹۲ء والے اعلان سے ایک عرصہ دراز بعد وحی الٰہی کی بناء پر اس اعلان کے منشاء و مدعا کے خلاف صاف اور صریح الفاظ میں نہایت شد و مد کے ساتھ اپنے امتی نبی اور رسول ہونے کا اعلان فرما چکے تھے۔ اور بتا چکے تھے۔ کہ امتی نبی سے مراد محدث

ہرگز نہیں۔ بلکہ اس سے مراد واقعی معنوں میں نبی ہے۔ ہاں ایسا نبی آنحضرتؐ کا ایک امتی اور روحانی شاگرد ہوتا ہے۔ اور گذشتہ انبیاء کے امتی اور روحانی شاگرد محدثیت یا ولایت کا درجہ تو پاتے رہے ہیں۔ لیکن ان کا کوئی امتی نبی نہیں ہوا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی خصوصیت اور آپ کے منصب ختم نبوت کا مخصوص فیضان ہے۔ کہ آپ کا ایک امتی باوجود امتی ہونے کے نبی بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں :۔ " بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے"۔ اور فرماتے ہیں۔ " حضرت موسیٰ کی امت میں ...... جس قدر نبی گذرے ہیں۔ ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اسمیں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۱ پر فرماتے ہیں۔ " خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ایک ایسا ہوگا۔ کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا"۔

ظاہر ہے۔ کہ پہلے نبیوں کی امتوں میں محدث ہوتے رہے ہیں۔ پس اگر امتی نبی سے مراد بھی محدث ہی ہو۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی اس خصوصیت کا انکار لازم آئیگا۔ کہ آپ کا امتی محدث ہی نہیں۔ بلکہ نبی بھی ہو سکتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ امت محمدیہ میں ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ جو محدث تھے۔ پس اگر امتی نبی سے مراد بھی محدث ہی سمجھا جائے۔ تو حضور کا یہ ارشاد نعوذ باللہ بے معنی ہو جائے گا۔ کہ " آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"۔ اور اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ آپ کی پیروی سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ جو نبی نہ تھے اور محدث تھے۔ اور ایک وہ بھی ہوا ہے۔ جو نبی نہیں۔ اور محدث ہے۔

اسی طرح حضور کا یہ ارشاد بھی معاذ اللہ بے معنی ہو جائیگا۔ کہ " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی" اور اس کے یہ معنی ہو جائیں گے۔ کہ امت محمدیہ میں بہت سے لوگ مثیل انبیاء یعنی محدث پیدا ہوں گے۔ اور ایک ایسا ہوگا۔ جو اسرائیلی نبیوں کا مثیل اور محدث ہوگا۔ پس اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ امتی نبی سے حضور کی مراد محدث ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ نبی ہی مراد ہے۔

اور اس بات کا بھی حضور اعلان فرما رہے تھے۔ کہ مسئلہ نبوت کے متعلق آپ کی زمانۂ ماموریت کی تحریرات کے دو حصے ہیں۔ ایک وہ حصہ ہے۔ جس میں توضیح مرام ازالہ اوہام اور ۳ر فروری ۱۸۹۲ء والا اعلان اور اسی طرح اس کے بعد کی کئی سال کی تحریرات شامل ہیں۔ اور دوسرا وہ حصہ ہے۔ جس میں اشتہار " ایک غلطی کا ازالہ" اور اس کے بعد کی تحریرات لکھی گئیں۔ اور ان دونوں زمانوں کی تحریرات میں ایک پہلو سے فی الواقع اختلاف بلکہ تناقض پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ تناقض قابل اعتراض نہیں۔ کیونکہ متقدم الذکر زمانہ کی تحریرات کا جو پہلو مسئلہ نبوت کے متعلق دوسرے زمانہ کی تحریرات سے اختلاف رکھتا ہے۔ وہ وحی الٰہی پر نہیں بلکہ سابقہ رسمی عقیدہ پر مبنی ہے۔ اور ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی یہ سنت رہی ہے۔ اور خود آنحضرت کی بھی یہی سنت تھی۔ کہ جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے کسی امر کے متعلق آپ کو علم نہیں دیا جاتا تھا۔ اس وقت تک آپ اہل کتاب کی سنن دینیہ پر ہی چلتے تھے۔ جیسا کہ حضور ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۹۷ پر فرماتے ہیں۔ " یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے۔ صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے۔ جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے۔ کیونکہ جو لوگ خدا تعالےٰ سے الہام پاتے ہیں۔ وہ بغیر بلائے نہیں بولتے۔ اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے۔ اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔ اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارے میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔ تب تک اہل کتاب کی سنن دینیہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور بروقت نزول وحی اور دریافت اصل حقیقت کے اسکو چھوڑ دیتے تھے"۔

اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر مسئلہ نبوت اور مسئلہ فضیلت کے بارہ میں پہلے زمانہ کی تحریرات اور پچھلے زمانہ کی تحریرات کے اختلاف کے محل اعتراض نہ ہونے کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "میں تو خدا تعالےٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جبتک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا۔ (کہ "مجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے"۔ یعنی وہ نبی ہے۔ میں نبی نہیں۔ اور وہ خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور میرا وہ پایہ نہیں۔ خاکسار ناقل) اور جب مجھکو اس کی طرف سے علم ہوا۔ تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ (کہ "خدا تعالیٰ کی وحی......نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" یعنی وہ بھی نبی ہے۔ میں بھی نبی ہوں۔ اور مجھے بھی اللہ تعالےٰ نے وہی منصب اور مقام عطا فرمایا۔ ہے۔ جو اسے عطا فرمایا تھا۔ اس لئے میرا اس سے افضل ہونا کوئی محل اعتراض نہیں ہے۔ خاکسار۔ ناقل) میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے۔ جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے"۔

اس فقرہ میں حضور نے مسئلہ نبوت اور مسئلہ فضیلت کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ کہ اس بارہ میں میرا عقیدہ پہلے اور تھا۔ جس پر میں ایک عرصہ دراز تک قائم رہا۔ اور اسی عرصہ کے دوران میں اعلان ۳ر فروری ۱۸۹۲ء لکھا گیا۔ اور اس کے بعد میں نے اس کے خلاف کہا اور لکھا۔ سو چونکہ مولوی محمدؐ علی صاحب کی زیر بحث تحریرات مقدم الذکر زمانہ کی نہیں۔ بلکہ مؤخر الذکر زمانہ کی ہیں۔ اس لئے ان میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول اور زمرۂ انبیاء کا ایک عظیم الشان فرد بتایا گیا ہے۔ اسے سادگی پر اور محض لغوی معنے مراد ہونے پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ انہیں حضور کی مؤخر الذکر زمانہ کی تحریرات کے تابع تصور کرنا ضروری ہے۔ جیسیں وہ لکھی گئیں۔

اور جس طرح مولوی محمدؐ علی صاحب کی زیر بحث تحریرات کو سادگی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ کہ ان کے لکھنے کے وقت مولوی صاحب کی نیت میں لفظ نبی سے مراد محدث تھا۔ کیونکہ ان میں کہیں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں

پایا جاتا۔ جو اس بات کی اجازت دیتا ہو۔ بلکہ وہ سب کی سب حتمی طور پر ثابت کرتی ہیں۔ کہ ان میں آپ کو واقعی معنوں میں نبی اور رسول بتایا گیا ہے۔

چوتھا مغالطہ مولوی محمدؐ علی صاحب نے اس جواب کے ضمن میں یہ دیا ہے۔ کہ ان کی زیر بحث تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان ۳ر فروری کے منشا اور مدعا کے مطابق اور اسکی پیروی میں لکھی گئی تھیں۔ مگر جیسا کہ اوپر پورے طور پر واضح کیا جا چکا ہے۔ ان کی زیر بحث تحریرات ۳ر فروری ۱۸۹۲ء والے اعلان کے منشاء اور مدعا کے مطابق ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ کیونکہ اس اعلان کا یہ منشا نہیں تھا۔ کہ میں (مسیح موعود) آج (۳ر فروری ۱۸۹۲ء) سے پہلے تو اپنی نسبت محض جزوی نبی یا ناقص نبی لکھتا رہا ہوں۔ اور وہ بھی محض محدثیت کی بنا پر۔ لیکن آئندہ میں اور میرے پیرو جزوی اور ناقص کے الفاظ کو چھوڑ کر مطلق طور پر نبی بتایا کریں گے۔ اور اگر آئندہ کی ایسی تحریرات پر کوئی شخص اعتراض کرے گا۔ تو اس کے سامنے یہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء والا اعلان دکھ کر اسے اس بات کے ماننے پر مجبور کیا جایا کریگا۔ کہ آپ کے متعلق اس لفظ کو استعمال کرنے میں قطعاً کوئی روک نہیں کیونکہ اسے سادگی پر محمول کرنے کا دروازہ اس اعلان کی رو سے کھلا ہے۔ اور اب آئندہ ہر ایک شخص خواہ وہ مولوی محمدؐ علی صاحب ہوں یا کوئی اور اس اعلان کے رو سے آپ کو مطلق طور پر نبی اور رسول کہہ کر پکارنے کا مجاز ہے۔ اور اس اعلان کے رو سے ہر ایک شخص کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ آپ کو مطلق طور پر نبی اور رسول کے ناموں سے پکارا کرے۔ اور آپ کو زمرۂ انبیاء کا ایک فرد بتایا کرے۔ اور جب اس پر اعتراض ہو۔ کہ یہ بات اعلان ۳ر فروری ۱۸۹۲ء کے خلاف ہے۔ تو وہ یہ جواب دے دیا کرے۔ کہ میں نے "صرف سادگی سے لغوی معنوں کی رو سے" ایسا کیا ہے۔ مولوی محمدؐ علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان ۳ر فروری ۱۸۹۲ء کی یہ تشریح کر کے اسے مضحکہ انگیز بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور در پردہ اس پر سخت استہزا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس ظلمت

حالت سے نکالے۔ اور از سرِ نو ہدایت نصیب کرے۔ آمین۔

مولوی محمد علی صاحب نے اس باطل تشریح کی بنا اس بات پر رکھی ہے۔ کہ یہ اعلان نہ صرف ۳ر فروری ۱۸۹۲ء سے قبل کی تحریرات سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء سے بعد کی تحریرات پر بھی حاوی ہے۔ جیساکہ وہ لکھتے ہیں۔ "یہ تحریر جس طرح پہلی کتابوں پر حاوی ہے۔ اسی اقرار کے بموجب پچھلی تحریروں پر بھی حاوی ہے"۔ (رسالہ مسیح موعود اور ختم نبوت اشاعت یکم مئی ۱۹۲۶ء صفحہ ۴)

جو ایک صریح دھوکہ اور کھلم کھلا مغالطہ ہے۔ کیونکہ اس اشتہار میں تو توضیح مرام اور ازالہ اوہام کے اندر آنے والے الفاظ ناقص نبی اور جزوی نبی کو سادگی کی طرف منسوب کرکے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اسے کاٹا ہوا اور ترمیم شدہ تصور کرکے ہر ایک مقام پر اسکی بجائے محدث کا لفظ سمجھ لیا جائے۔ اور آئندہ ناقص یا جزوی کی قید کے ساتھ اُس کے استعمال سے بھی پورے طور پر پرہیز کیا جائے۔ نہ یہ کہ آئندہ جزوی اور ناقص کے الفاظ کو چھوڑ کر مطلق طور پر نبی کے نام سے پکارا جائے۔ اور جزوی اور ناقص کے الفاظ سے کامل طور پر اجتناب کیا جائے۔ اور جب اس پر کوئی اعتراض کرے۔ تو اسے یہ کہہ دیا جایا کرے۔ کہ آپ اسے کاٹا ہوا اور ترمیم شدہ تصور کرلیں۔ اور اس کی بجائے محدث کا لفظ لکھا ہوا سمجھ لیں۔ غرض یہ اشتہار تو اپنے پہلے کی تحریرات اور اس کے بعد کی تحریرات میں یہ تفریق قائم کرتا ہے۔ کہ پہلے تو آپ کے متعلق ناقص نبی یا جزوی نبی کا لفظ لکھا گیا تھا۔ مگر آئندہ ایسا بھی نہیں ہوگا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب اسکی یہ تشریح کرتے ہیں۔ کہ پہلے تو آپ کے متعلق ناقص نبی اور جزوی نبی کے الفاظ لکھے جاتے رہے ہیں۔ لیکن آئندہ آپکو مطلق طور پر نبی اور رسول بتایا جائے۔ اور جب اس پر یہ اعتراض ہو۔ کہ اس اعلان کے باوجود ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ تو یہ سراسر جھوٹا عذر پیش کردیا جایا کرے۔ کہ "صرف سادگی سے اس کے لغوی معنوں کی رو سے" ایسا لکھا گیا ہے۔ جس کے لازماً یہ معنے ہوں گے۔ کہ جس طرح اس اعلان کے بعد اس لفظ کو آپ کے متعلق استعمال کرکے اسے سادگی پر محمول کرنا ایک جھوٹا بہانہ ہے۔ اسی طرح اس اعلان سے قبل کی تحریرات کے متعلق بھی

حضور کا یہ بات پیش کرنا کہ "صرف سادگی سے" ایسا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ آپ کا ایک غلط اور جھوٹا بہانہ تھا۔ افسوس مولوی صاحب کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ وہ اپنی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایک مغالط اور فریب دہ انسان ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ اللہ تعالٰے انہیں ہدایت دے۔

اس جواب کے ذیل میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک مضحکہ انگیز بات یہ بھی لکھی ہے۔ کہ "مجھے بھی میرے مرشد کے ساتھ ہی رکھیں"۔ (پیغام جلد ۱۹ / ۲۹) اس سے ان کا مدعا اگر یہ ہے۔ کہ جس طرح ان کا اپنی زیر بحث تحریرات کے متعلق یہ جواب سراسر دھوکہ اور مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب کو بھی دھوکہ پر مبنی سمجھا جائے۔ اور دھوکہ باز ہونے میں حضور کو ان کے ساتھ ہی سمجھا جائے۔ تو وہ یاد رکھیں۔ کہ ان کی یہ مراد کبھی پوری نہیں ہوگی۔ اور ان کے حصہ میں سوائے نامرادی کے اور کچھ نہیں آئے گا۔ اور اگر ان کا یہ مدعا ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ۳ر فروری ۱۸۹۲ء والا اعلان راستی پر مبنی ہے۔ اور جس بات کو اسمیں سادگی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہ فی الواقع سادگی پر مبنی ہے۔ اسی طرح ان کے سادگی کے عذر کو بھی درست سمجھا جائے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اعلان مذکور ہمیں آپ کے اس عذر کو باطل یقین کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر یہ اعلان بدستور قائم ہے تو اسکی موجودگی میں کوئی شخص آپ کو نبی اور رسول کرکے پکارنے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس اعلان پر اطلاع رکھنے کے باوجود آپ کو نبی اور رسول کرکے پکارتا ہے۔ تو وہ آپ کا کھلم کھلا نافرمان ہے۔ اور اس کے اس فعل کو کسی صورت میں بھی سادگی پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اگر مولوی محمد علی صاحب کی زیر بحث تحریرات ۱۹۰۸-۵ء کی نہ ہوتیں۔ بلکہ ۱۸۹۱ء کی ہوتیں اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام کی طرح ان کی ان تحریرات میں بھی حضور کو محدث بنا کر محدثیت کی وجہ سے جزوی یا ناقص نبی بتایا گیا ہوتا۔ تو اس صورت میں وہ واقعی اس بات کے حقدار ہوتے۔ کہ انہیں بھی حضور کے ساتھ ہی سمجھا جائے۔ اور اگر وہ اپنی ان تحریرات کو حضور کے سن ۱۹۰۱ء سے بعد کی تحریرات کے حکم میں

رکھیں۔ اور اس بات کو صفائی سے تسلیم کرلیں۔ کہ جس طرح حضور کی مؤخرالذکر زمانہ کی تحریرات آپ کو واقعی معنوں میں نبی اور رسول بتاتی ہیں۔ اسی طرح میری زیر بحث تحریرات کا بھی یہی مدعا ہے۔ اور اسی عقیدہ پر صدق دل سے قائم ہوں۔ تو اس صورت میں بھی وہ اس بات کے مستحق ہوں گے۔ کہ ان کو حضور کا ایک مرید سمجھکر حضور کے ساتھ ہی سمجھا جائے مگر اس طرف تو وہ آتے ہی نہیں۔ کاش انہیں جلد سے جلد اس بات کی توفیق ملے۔ اور وہ حضور کی اس رویار کے مطابق کہ "مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا۔ کہ آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" از سر نو حضور کی جماعت میں داخل ہوکر اس سعادت سے بہرہ ور ہوں۔ آمین۔

مولوی محمد علی صاحب نے اس جواب کے ضمن میں اپنی موجودہ قلبی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے ہم پر ایک نہایت ناپاک اتہام لگایا ہے۔ کہ گویا ہم لوگ حضور کے اعلان مورخہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء کو نعوذ باللہ نظر استخفاف سے دیکھتے اور اسے "جلانے کے قابل سمجھتے ہیں۔ یا ردی میں پھینکنے کے قابل"۔ کبرت کلمۃ تخرج من افوھھم ان یقولون الا کذبا۔

مولوی صاحب نے یہ اتہام باندھکر ہم پر ایک نہایت سخت تبر چلایا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم حضور کے ہر ایک قول اور فعل کو اسی طرح انتہائی تعظیم اور تکریم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جس طرح کسی ایسی حدیث نبوی کو جس کے متعلق اس بارہ میں کسی قسم کے شبہ کی قطعاً گنجائش نہ ہو کہ وہ یقیناً اور حتمی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اپنے فرمودہ اصل الفاظ ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا دخل کسی اور کا نہیں ہے ہم انتہائی تعظیم اور تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور جس طرح تمام ایسی احادیث کی حقیقی عزت اور احترام کرنے کے ساتھ ہم ان میں سے بعض کو بعض کی ناسخ سمجھتے ہیں۔ (جس سے قرآن کریم بکلی پاک ہے) اور باوجود اس کے انکی عزت اور احترام میں ہمارے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہم حضور کی ہر ایک تحریر کو جس کا آپ کی تحریر ہونا قطعی اور یقینی ہو۔ یکساں طور پر نہایت ہی عظمت کی نظر سے

دیکھنے کے ساتھ آپ ہی کے ارشادات کی بنا پر ان میں سے بعض کو ناسخ اور بعض دیگر کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اور جن صورتوں اور جن حالات میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک قول یا ایک فعل واجب الاتباع یا واجب التقلید نہیں ہوتا۔ ان کو چھوڑ کر باقی تمام صورتوں اور تمام حالات میں ہم انہیں واجب الاتباع یقین کرتے ہیں۔ اور ہماری اس قلبی کیفیت کو ہر وہ شخص جسکا نورِ فطرت مر نہ چکا ہو۔ نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ بھلا جب کوئی شریف انسان اپنے جسمانی باپ کی قبر کی بالائی سطح کی مٹی کا بھی استخفاف گوارا نہیں کر سکتا۔ تو ایک سچا احمدی حضور کے الفاظِ مقدسہ کو گو وہ منسوخ شدہ ہی کیوں نہ ہوں۔ استخفاف کی نظر سے کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ جبکہ وہ اس یقین پر بفضلہ تعالےٰ نہایت پختگی کے ساتھ قائم ہے کہ آپکی بعثت دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہی دوسری بعثت ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے مذکورہ بالا اتہام ہم پر باندھکر نہایت تمسخر اور استہزا کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ "مجھے بھی میرے مرشد کے ساتھ ہی رکھیں" یعنی جو سلوک حضور کے اعلان مذکورہ بالا کے ساتھ کریں۔ وہی سلوک میری سابقہ زیر بحث تحریرات کے ساتھ کریں۔ یعنی انہیں بھی یا تو جلادیں۔ یا ردی میں پھینکدیں۔ اور اس طرح سے انہوں نے اپنی اس دلی آرزو کا اظہار کیا ہے۔ کہ کاش انکی سابقہ تحریرات صفحہ ہستی سے مٹ جائیں۔ اور بالکل نابود ہو جائیں اور انہیں آئے دن کی ذلت اور رسوائی سے کسی حد تک نجات ملے۔

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی ان تحریرات کو ہم ان مولوی محمد علی صاحب کی لکھی ہوئی سمجھتے۔ اور یقین کرتے ہیں۔ جن کا وجود درحقیقت آج قصہ ماضی ہو چکا ہے۔ اور جن کو ان مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ کوئی کسی قسم کا واسطہ اور تعلق نہیں وہ تحریرات ان مولوی محمد علی صاحب کی لکھی ہوئی ہیں۔ جو "صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے"۔ نہ ان مولوی محمد علی صاحب کی لکھی ہوئی "جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا" ورنہ ہم انہیں جلانے یا ردی کے ٹوکرے میں پھینکنے کے قابل ہی سمجھتے مگر چونکہ وہ ہمارے ایک دیرینہ مہربان کی یادگار ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ اس وقت نئے مولوی محمد علی صاحب کے کھڑے کئے ہوئے فتنہ کے علاج کا کام دے رہی ہیں۔ اس لئے ہم انہیں عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں

انیسواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے۔ کہ انہوں نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں سے اپنے بعض فقرات پیش کرکے انکی بنا پر دعویٰ کیا ہے۔ کہ میرا عقیدہ ان مضامین کے لکھنے کے وقت بھی وہی تھا۔ جواب ہے۔ اور وہ فقرات یہ ہیں:۔

(۱) "مذہب کے اصل اصولوں کے ساتھ مرزا صاحب کو دوسرے مسلمانوں سے اختلاف نہیں"۔ (ریویو جلد اول صفحہ ۳۶۰)

اس فقرہ کو پیش کرکے مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "یہ اعتراف ہے۔ کہ ہمارا مسلمانوں کے ساتھ کوئی اصولی اختلاف نہیں"۔ مگر یہ سراسر مغالطہ ہے۔ ہم کب کہتے ہیں۔ کہ مذہب کے اصل اصولوں کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کو دوسرے مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ اصل اصولوں کی رو سے تو اہل کتاب کے ساتھ بھی قرآن کریم کے کسی پیرو کو اختلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الایۃ۔ (کہہ اے اہل کتاب اس بات کی طرف آؤ۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلم ہے) سوال تو یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کا جو اختلاف عقائد مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے ساتھ ہے۔ وہ آیا محض فروعی مسائل میں ہے۔ یا بعض اصولی مسائل میں بھی ہے۔ سو اس کے متعلق ریویو میں آپ صاف الفاظ میں اعلان کر چکے ہوئے ہیں۔ کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں محض فروعی امور کے متعلق اختلاف نہیں۔ بلکہ اصولی مسائل کے متعلق بھی اختلاف ہی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔ "بعض فروعی مسائل کو اگر الگ بھی رکھا جائے۔ تاہم اصولی مسائل تو بالکل جدا نہیں ہو سکتے۔ پس کسی تجویز کا یہ منشا تو ہو نہ سکتا تھا۔ کہ ہم اپنے عقائد کے خلاف کوئی اور اسلام پیش کریں گے۔" یعنی ہمارا اسلام اور ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کا اسلام اور۔ دیکھو جلد ۵ صفحہ ۱۱۷

(۲) "اسلام میں وحی اور کشف کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور قرآن شریف کی متعدد آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وحی الٰہی منقطع نہیں ہوئی۔...... حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ایک اسی حدیث کو لے لو۔ جو ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنے کا وعدہ دیتی ہے۔ کیونکہ جو شخص تجدید دین کے لئے مامور ہوگا۔ وہ بغیر مکالمہ الٰہی کے مامور نہیں ہو سکتا۔" جلد ۵ صفحہ ۱۱۴

اس فقرہ کو پیش کرکے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ "اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ میں نے اپنا مذہب یہی ظاہر کیا ہے۔ کہ جس قسم کی نبوت بمعنے مکالمہ الٰہی اس امت میں ہے۔ وہ ہر ایک مجدد کو بھی ضرور ملی ہے"۔ نیز اپنے جس مضمون (سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات اور عقائد) سے انہوں نے یہ فقرہ لیا ہے۔ اس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "جہاں تمام مسلمانوں کے عقائد کی غلطی کو ظاہر کیا ہے۔...... اگر اختلاف ظاہر کیا ہے۔ تو صرف اس بارہ میں کہ عام مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل نہیں۔ ہم قائل ہیں"۔ مولوی محمد علی صاحب کا یہ بیان بالکل خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ جس مضمون کا یہ فقرہ ہے۔ اس میں انہوں نے غیر احمدیوں کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کا ایک اعتقادی اختلاف یہ لکھا ہے۔ کہ ان کے نزدیک مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ بند ہے۔ اور ہمارے نزدیک کھلا ہے۔ اور ایک اعتقادی اختلاف یہ بیان کیا ہے۔ کہ ان کے نزدیک آیت خاتم النبیین کی رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پر تو نبوت کا دروازہ مسدود ہے۔ مگر ایک گذشتہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد میں کوئی روک نہیں۔ اور ہمارا عقیدہ اس کے برعکس یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور آپ کے متبعین کے سوا باقی سب کے لئے بند ہے۔ اور ان دونوں اختلافوں کو انہوں نے یکے بعد دیگرے نمبر وار بیان کیا ہے۔ اور اوپر کا فقرہ مقدم الذکر اختلاف کی بحث کا ہے۔ اور موخر الذکر اختلاف کے متعلق بحث اس فقرہ سے شروع ہوتی ہے۔ "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا۔ جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو"۔ جلد ۵ صفحہ ۱۰۶

اور اس بات کو انہوں نے ایک اور مقام پر اور بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ غیر احمدیوں کی مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق صرف یہی غلطی نہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر نبوت کا دروازہ بند سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر

ان کا یہ غلط عقیدہ ہے۔ کہ ان کے نزدیک امت محمدیہ پر وحی و الہام کا دروازہ بھی بند ہے (ریویو جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۸) پس ان کا مذکورہ بالا فقرہ کو پیش کرکے یہ ظاہر کرنا کہ انہوں نے ریویو میں احمدیوں کا غیر احمدیوں کے ساتھ اس مسئلہ کے متعلق صرف اسی قدر اختلاف تسلیم کیا ہے۔ سراسر خلاف واقعہ اور مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔

بیسواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں جو ان کی ایڈیٹری کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات یا تقریرات یا ان کے اقتباسات شائع ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض ایسے فقرات ہے کہ جو ان کے خیال میں ان کے موجودہ عقیدہ کے مطابق ہیں اور ان سے ان کے موجودہ عقائد کو تقویت پہنچتی ہے۔ ان کے متعلق گول مول طور پر لکھ دیا ہے۔ کہ ان میں سے بعض حضرت اقدسؑ کے فقرات ہیں۔ اور بعض میرے اپنے۔ اور اس طرح سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ گویا ان کی تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو ثابت کرنے والے حوالے موجود ہیں۔ تو بالمقابل ایسے حوالے بھی موجود ہیں۔ جن میں انہوں نے حضور کی نبوت کی نفی کی ہے۔ یا ان میں نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند بتایا ہے۔ حالانکہ ان کے پیش کردہ حوالے تمام کے تمام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے یا آپ کی کسی تقریر کے ہیں۔ اور ان میں ایک لفظ بھی مولوی محمد علی صاحب کا اپنا نہیں ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایسی بعض تحریرات کو خلاف واقعہ اپنی طرف منسوب کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ الٹا ہم پر الزام عاید کیا ہے۔ کہ ہم نے طریق دیانتداری کے خلاف ان کے صرف ایسے حوالے لوگوں کے سامنے رکھے ہیں۔ جو ان کے موجودہ عقائد کے خلاف ہیں اور ان کے ایسے حوالوں کو نہیں چھوا۔ جن سے ان کے موجودہ عقائد کی تائید ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ "نہ میاں صاحب کی تحریروں کی ضرورت ہے۔ نہ میری تحریروں کی ضرورت ہے۔ نہ ان پر کسی بحث کی ضرورت ہے۔ .... اور اگر میری ہی تحریروں کو زیر بحث لانا مقصود ہے۔ تو پھر ان کو بھی سب کو پڑھو۔ کیا یہ دیانتداری ہے۔ کہ ریویو آف ریلیجنز

میں سے اپنے مطلب کے حوالے نکال کر پیش کر دیئے۔ اور جو اپنے خلاف تھے۔ ان کا نام نہ لیا۔ .... صرف ایک جلد ۳ ریویو بابت ۱۹۰۴ء میں سے چند عبارتیں یہاں نقل کرتا ہوں۔ تا لوگوں کو ان بحث کرنے والوں کی دیانتداری کا پتہ لگ جائے ...... ان تحریروں میں سے بعض میری اپنی لکھی ہوئی ہیں۔ اور بعض حضرت مسیح موعود کی تحریرات ہیں"۔ اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے سات فقرے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے حوالہ سے پیش کئے ہیں۔ جو سب کے سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ جن میں سے دو فقرے حضور کی ایک تقریر "نماز کی حقیقت" سے لئے گئے ہیں۔ تین حضور کی کتاب آئینہ کمالات اسلام تالیف ۱۸۹۲ء میں سے۔ ایک حضور کی ۲۰ مئی ۱۹۰۴ء کی ایک تقریر میں سے۔ اور ایک لیکچر سیالکوٹ میں سے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو اپنی سابقہ زیر بحث تحریرات کا کوئی بھی جواب نہ ملنے اور اپنی تبدیلئ عقیدہ کا صاف الفاظ میں اقرار کرنے کی جرأت بھی نہ ہونے کی وجہ سے قدم قدم پر صریح خلاف بیانی اور مغالطہ دہی سے کام لینا پڑا ہے حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں کو اپنے حوالے بتانے لگے۔

اس جگہ اس بات کو واضح کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو یہ بات لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ کہ "نہ میاں صاحب کی تحریروں کی ضرورت ہے۔ نہ میری تحریروں کی ضرورت ہے۔ نہ ان پر کسی بحث کی ضرورت ہے"۔

اس بات کی ضرورت انہیں اس وجہ سے پیش آئی۔ کہ اخبار الفضل پرچہ ۲۴ اگست ۱۹۲۶ء میں ہم نے پیغام کے ایڈیٹر کو مخاطب کرکے لکھا تھا۔ کہ

"آپ تکلیف فرما کر ایک طرف تو جناب مولوی محمد علی صاحب کی وہ تمام تحریرات جو اس مسئلہ (نبوت) کے متعلق موجودہ اختلاف کے ظہور سے قبل کی سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں شائع شدہ ہیں۔ بہ ترتیب تواریخ اشاعت مرتب فرمائیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ کسی مخالف یا موافق حوالہ کو عمداً نظر انداز نہ کریں۔ اور قطع نظر اس سے کہ وہ کسی فریق کے خلاف ہیں یا تائید میں۔ ان کو انکی اصلی صورت میں ایک کالم میں لکھیں۔ اور دوسری طرف اسی طریق پر بالمقابل سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وہ تمام تحریرات جو اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہیں اور موجودہ اختلاف کے ظہور سے قبل کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور

سلسلہ احمدیہ کے شائع شدہ لٹریچر میں آچکی ہیں۔ انہیں بھی علی الترتیب تاریخ وار دوسرے کالم میں بغیر کسی کمی بیشی یا حاشیہ نویسی کے انہی شرائط کی پابندی سے ترتیب دیکر شائع فرمائیں ....

اس طریق پر فریقین کی سابقہ تحریرات کی اشاعت سے۔ ایک طرف تو اس مسئلہ پر پوری روشنی پڑ جائیگی۔ اور کوئی پہلو باقی نہیں رہیگا۔ اور دوسری طرف اس اختلاف کا پورا پورا تصفیہ ہو جائے گا۔ اور دنیا پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی۔ کہ کونسا فریق انہی عقائد پر قائم ہے۔ جو ظہور اختلاف سے قبل وہ رکھتا تھا۔ اور کونسا فریق اپنے ان عقائد کو جن پر وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں قائم تھا۔ چھوڑ چکا ہے۔ اور چونکہ یہ تحریرات شخصی اور انفرادی حیثیت میں نہیں۔ بلکہ سلسلہ احمدیہ کی نمائندگی کی حیثیت میں لکھی اور شائع کی گئیں۔ اور جماعت احمدیہ ان تحریرات کے لکھنے اور شائع کرنیوالوں کی نمائندگی کو بالاتفاق مانتی اور تسلیم کرتی رہی ہے۔ اس لئے یہ تمام جماعت پر حجت ہونگی اور کسی کے لئے بھی انکار کی گنجائش باقی نہیں رہے گی"۔

ہماری اس کھلی چٹھی کا جواب۔ ایڈیٹر صاحب نے قریباً تین ماہ تک باوجود بار بار کی یاددہانی کے کچھ نہ دیا۔ اور بالکل خاموش رہے لیکن جب یہ معاملہ اس حد تک پہنچ گیا۔ کہ ان کے لئے بکلی خاموش رہنا مشکل ہو گیا۔ تو ۲۰ نومبر ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں انہوں نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ

"بات تو معقول ہے۔ لیکن یہ بات پیش کرتے وقت قادیانی صاحبان ایک ضروری امر سے اغماض کر جاتے ہیں۔ اور عوام کو اس سے اندھیرے میں رکھ کر غلط فہمی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ امر یہ ہے۔ جس کی طرف ہم بار بار توجہ دلا چکے ہیں

کہ لغوی معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود کیا جملہ اولیائے اُمت پر ہم لفظ نبی استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح استعمال کرنے سے کوئی شخص لغوی نبی کے منکر کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دے سکتا"

پیغام کے اس جواب نے معلوم ہوتا ہے مولوی محمد علی صاحب کو سخت گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ کیونکہ گو اس میں ایڈیٹر پیغام نے اس مطالبہ کو ٹلانے کی پوری کوشش کی تھی

لیکن چونکہ اس کا پیش کردہ عذر (جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ اس کھلی چٹھی میں یہ سوال صرف اس بنا پر پیش کیا گیا ہے۔ کہ اسے پیش کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ فریقین کی سابقہ تحریرات بالاتفاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول بتاتی ہیں۔ لیکن اس سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ ان تحریرات میں ان الفاظ کو اصطلاحی معنوں میں نہیں بلکہ محض لغوی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ جو انبیاء کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ دیگر اولیاء کے لئے بھی اسے لغوی معنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پس اس استعمال سے وہ بات ثابت نہیں ہو سکتی۔ جس کی خاطر یہ تجویز پیش کی گئی ہے۔ ہاں اگر ان تحریرات میں مولوی محمد علی صاحب نے غیر احمدیوں کو کہیں کافر کہا ہے۔ تو اس صورت میں وہ کار آمد ہو سکتی ہیں۔ لیکن یہ بات ان میں پائی نہیں جاتی) ہمارے مطالبہ کی اہمیت کو نہ صرف کم نہیں کر سکتا۔ بلکہ بالکل بے اثر اور بے معنے ہے (کیونکہ ہمارا مطالبہ یہ نہیں کیا گیا کہ صرف وہ فقرے لئے جائیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی یا رسول کہا گیا ہے۔ بلکہ ہمارا مطالبہ یہ ہے۔ کہ اس مسئلہ پر نفیاً یا اثباتاً کسی نہ کسی رنگ میں روشنی ڈالنے والی تمام تحریرات کو بغیر کسی قسم کی قطع و برید یا کمی بیشی کے ان کی اصلی صورت پر ہی نقل کیا جائے۔ تو اس شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ کہ کہیں لغوی معنوں میں استعمال شدہ لفظ کو اصطلاحی معنوں میں نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ اب ان تحریرات کے الفاظ میں نہ تو کوئی نئے معنے پھونک کر بھرے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ان کے وہ معنے جن میں انہیں ان تحریرات میں استعمال کیا گیا تھا۔ کسی طریق سے ان سے نکالے اور الگ کئے جا سکتے ہیں۔ پس اگر وہ ان عبارتوں میں محض لغوی معنوں میں استعمال ہوئے تھے۔ تو وہ عبارتیں خود بخود اس بات کو روشن کر دیں گی۔ اسی لئے ایڈیٹر صاحب پیغام کو اس سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اور اگر ان میں ان الفاظ کو ان کے اصطلاحی معنوں میں استعمال کیا گیا تھا۔ تو ایڈیٹر صاحب موصوف کا ان سے ڈر کر دور بھاگنا بالکل بجا ہے۔ کیونکہ وہ بیچارے اب ان تحریرات میں کوئی نئے معنے کسی طریق سے اور کسی آلہ اور کسی مشین کے ذریعہ بھر نہیں سکتے۔ اور نہ ہی وہ کسی تدبیر سے ان کے اصطلاحی معنے

ان سے جدا کر سکتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ اس بات سے دور نہ بھاگیں۔ تو اور کیا کریں۔ غرض دونوں صورتوں میں ایڈیٹر صاحب پیغام کا پیش کردہ عذر سراسر باطل ہے) اور ساتھ ہی اس میں ہمارے مطالبہ کو درست اور معقول تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور صاف الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے۔ کہ "بات تو معقول ہے"۔ اس لئے مولوی صاحب نے اس کے ازالہ کی غرض سے لکھدیا کہ "نہ میاں صاحب کی تحریروں کی ضرورت ہے۔ نہ میری تحریروں کی ضرورت ہے نہ اس پر کسی بحث کی ضرورت ہے"۔ اور اپنی اس کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے آخر میں یہ الفاظ بھی بڑھا دیئے۔ کہ "اگر میری ہی تحریروں کو زیر بحث لانا ہے۔ تو پھر ان کو بھی سب کو پڑھو"۔ حالانکہ ہمارے مطالبہ میں اس بات کو نہایت واضح کر دیا گیا تھا۔ کہ "کسی مخالف یا موافق حوالہ کو عمداً نظر انداز نہ کریں"۔ (الفضل جلد ۱۶ ع ۱۶)

اگیسواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے۔ کہ "میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں"۔ (ضروری نوٹ ملحقہ النبوۃ فی الاسلام) "میں اپنی تحریروں کی بنا پر کوئی عمارت بنانی نہیں چاہتا۔ میں تو حضرت مسیح موعود کا خادم ہوں۔ اور اگر میرے ہزاروں صفحے بھی حضرت صاحب کی تحریر کے خلاف ہوں۔ تو ان کی کچھ وقعت نہیں"۔ (میری تحریریں لفظ نبی کا استعمال۔ مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۲۹ء)

مولوی صاحب کا یہ جواب بھی سراسر مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہم نے ان کی تحریرات کو اس رنگ میں پبلک کے سامنے ہرگز پیش نہیں کیا۔ کہ جو کچھ ان تحریرات میں بیان ہوا ہی وہ چونکہ ان حضرت کے قلم سے نکلا ہوا ہے۔ جو دین اسلام کے ستون ہیں۔ اور جن کے ایک ایک لفظ پر دین اسلام کا دارو مدار ہے۔ اس لئے اسے درست سمجھنا اور اس پر ایمان لانا شرعاً لازم اور واجب ہے۔ اگر انہوں نے ہمارے کسی لفظ سے ایسا سمجھا ہے۔ تو سخت دھوکہ کھایا ہے۔ بے شک۔ ان کا اپنا یہ دعویٰ ضرور ہے۔ کہ جب وہ جماعت سے علیحدہ ہوئے تھے۔ تو جس راستے پر انہوں نے اپنے ہمخیالوں کو چلانا چاہا تھا۔ اسی پر وہ چل پڑے تھے۔ اور ان کے کہنے پر ان لوگوں نے اپنے عقائد بھی تبدیل کر لئے تھے۔ (گویا ان کے ہمخیال لوگ ان کی

بات کو حجت شرعی سمجھتے ہیں) جیسا کہ ان کے ۱۹ر مارچ ۱۹۱۵ء کے خطبہ جمعہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ جس میں انہوں نے اعلان کیا تھا۔ کہ "جو شخص پہل کرتا ہے۔ وہ سب کا ذمہ وار ہو جاتا ہے۔ میں نے بیشک پہل کی ہے۔ اور تم نے میری بات کو صحیح سمجھ کر مان لیا ہے"۔ (پیغام جلد ۲ ع ۱۱۹ پرچہ ۶ر اپریل ۱۹۱۵ء)

لیکن ہم نے کبھی ان کی کسی تحریر کو اس رنگ میں پیش نہیں کیا بلکہ ہم نے ایک تو انہیں اس طور پر پیش کیا ہے۔ کہ ان کا اپنے موجودہ عقیدہ کے متعلق جو یہ دعویٰ ہے۔ کہ "میں پہلے بھی اسی پر قائم تھا۔ اور اب بھی اسی پر قائم ہوں"۔ اسے ان کی اپنی سابقہ تحریروں سے جھوٹا ثابت کیا جائے۔ اور اسمیں کیا شک ہے۔ کہ اس رنگ میں ان کی سابقہ تحریرات ان پر حجت ہیں۔ اور یقیناً ہیں۔ ہاں اگر ان کا یہ بھی دعویٰ ہو۔ کہ جس وقت ان کے قلم اور ہاتھ سے وہ تحریریں نکل رہی تھیں۔ اس وقت وہ مرفوع القلم اور معذور تھے۔ تو اس دعویٰ کے درست ہونے کی صورت میں ان کی اُسوقت کی تحریریں واقعی ان کے خلاف حجت نہیں ہونگی۔ لیکن اگر وہ اس وقت عاقل و بالغ تھے۔ اور ان کے ہوش و حواس درست تھے تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ان کی اس وقت کی تحریریں ان کے خلاف حجت نہ ہوں۔

دوسرے اس رنگ میں ہم نے انہیں پیش کیا ہے۔ کہ ان کی ان واضح تحریرات کو دیکھ کر جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مسلسل اور متواتر طور پر انہی معنوں میں نبی اور رسول بتایا جاتا رہا ہے۔ جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور گذشتہ تمام انبیا نبی اور رسول ہیں۔ تمام جماعت کا ان کے خلاف کبھی کوئی قدم نہ اٹھانا بلکہ ان کی اشاعت کو بڑھانے کی کوشش میں رہنا اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت اور ایک قطعی حجت ہے۔ کہ یہی حضور کا دعویٰ بھی تھا۔ اور جماعت کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ ان پر نہ صرف خاموشی اختیار کی جاتی۔ بلکہ ان کی اشاعت کو بڑھانے اور دنیا کے ہر گوشہ میں انہیں پہنچانے کی کوشش کی جاتی۔

علاوہ اس کے انہوں نے جو جماعت احمدیہ کے بعض افراد کے کچھ فقرات مسئلہ نبوت کے متعلق ہمارے خلاف پیش کرتے ہوئے اپنی اس کارروائی کا نام "اتمام حجت" رکھا

ہے۔ اور اس عنوان کے ماتحت انہیں شائع کیا ہے۔ اگر ان تحریرات کو جماعت کے خلاف حجت سمجھا جا سکتا ہے۔ تو مولوی محمدؐ علی صاحب کی اپنی تحریرات کو ان کی ذات کے خلاف اور ان کے ہمخیالوں کے خلاف حجت کیوں نہیں سمجھا جا سکتا۔

میں اسجگہ اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ مولوی محمدؐ علی صاحب نے اس جواب کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ان کے اپنے مسلمات کی رو سے حقیقت سے بالکل دور اور سراسر مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ کیونکہ وہ پیغام میں صاف الفاظ میں اعلان کر چکے ہیں۔ کہ "اگر امام بھی ہم سے وہ بات منوانی چاہے۔ تو ہم اسے نہیں مانیں گے .... کیا مرزا صاحب کو لیکر قرآن اور حدیث کو جواب دیدیں"۔ "اس امت میں اب خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو۔ معین الدین اجمیری ہو شاہ ولی اللہ ہو۔ مجدد احمد سرہندی ہو۔ شاہ عبدالقادر جیلانی ہو۔ اور خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کیوں نہ ہو .... یہ لوگ غلطی کھا سکتے ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اقوال صرف کتاب و سنت پر ہی پرکھے جائیں گے"۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ وہ حضور پہ اتہام باندھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ "خود حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ کہ میں اپنے ..... کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں۔ تو اسے کھنگار کی طرح پھینک دیتا ہوں"۔ (شناخت مامورین صفحہ ۲۰) پس ان کا حضور کی تحریرات کو کے احترام کا دعوٰی کرنا سراسر مغالطہ دہی ہے

بائیسواں جواب

مولوی محمدؐ علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے۔ کہ میں نے جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں سالہا سال تک مسلسل اور متواتر طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اور تمام جماعت کی آنکھوں کے سامنے آپ کو نبی اور رسول بتایا ہے۔ اگرچہ میں نے نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی اسمیں ہتک" کی ہے۔ اور میرے اس فعل کی وجہ سے جماعت میں یہ فاسد عقیدہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھی آئیں گے۔ تاہم مجھ پر کوئی الزام عاید نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اسکی وجہ سے مجھ پر کوئی اعتراض آ سکتا ہے۔ تو زیادہ سے زیادہ یہ آ سکتا ہے۔ کہ

"حضرت مسیح موعود نے جو احتیاط اس لفظ کے بارہ میں برتی۔ کہ جب اسے استعمال کیا۔ ساتھ ہی یہ بھی تشریح کر دی۔ کہ یہ محض لغوی معنے میں ہے۔ اور مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ وہ احتیاط دوسروں سے (مراد اپنی ذات۔ خاکسار ناقل) نہ ہو سکی۔ جس کا نتیجہ موجودہ فاسد عقیدہ ہے۔ کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھی آئیں گے۔ اسی بے احتیاطی کے علاج کے لئے ہی حضرت مسیح موعود نے یہ ہدایت فرمائی تھی۔ کہ صرف لفظ نبی ان کے لئے استعمال نہ کیا جائے"۔ "کیونکہ نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی اسمیں ہتک ہے" (ٹریکٹ اتمام حجت ص۹)

مولوی محمدؐ علی صاحب نے اس جواب میں انتہائی علو و استکبار* سے کام لیا ہے۔ جس کا یہ مدعا ہے۔ کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سامنے انہیں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک کرتے ہوئے اور اس پر سالہا سال تک اصرار کرتے ہوئے بچشم خود دیکھا۔ آپ نے ان کے اس فعل پر کبھی بھی گرفت نہ فرمائی۔ اور اس طرح سے آپ نے ثابت کر دیا۔ کہ آپ کے نزدیک نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کے احترام سے مولوی محمد علی صاحب کا احترام کہیں بڑھکر تھا۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی محبت کے دعوٰی کے باوجود ان کے اس طریق عمل پر خاموش رہتے۔ اور یہ کہ ان کی ذات اس قدر سامی اور گرامی ہے۔ کہ گو ان کی ایک ذرہ سی بے احتیاطی سے اس قدر خطرناک نتیجہ پیدا ہوا۔ کہ قریبًا تمام کی تمام جماعت احمدیہ اس فاسد عقیدہ میں مبتلا ہو گئی۔ کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھی آئیں گے۔ اور اگر ان سے یہ بے احتیاطی صادر نہ ہوتی۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ آج جماعت احمدیہ میں اس عقیدہ کا نام و نشان بھی پایا جاتا۔ تاہم ان کی رفعت شان اور ان کے تقدس کے پیش نظر کسی کے لئے یہ روا نہیں ہے۔ کہ ان کی اس فروگذاشت کو غلطی سے تعبیر کرے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان سے وہ احتیاط نہ ہو سکی۔ جو حضرت مسیح موعود نے اس لفظ کے بارہ میں برتی۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

* مولوی محمدؐ علی صاحب کو اگرچہ بظاہر نبوت کا دعوٰی نہیں ہے۔ مگر شریعت کے امور میں انبیاء سے بھی بڑھکر دخل و تصرف کے دعویدار معلوم ہوتے ہیں۔ جسکی رو سے وہ جب چاہتے ہیں۔ کسی کو اپنے خاص اختیارات کے ماتحت اپنی ایجاد کردہ نبوت دیدیتے ہیں۔ اور جب چاہتے ہیں اس سے

مگر حق یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو اپنی حقیقت کا اندازہ لگانے میں سخت دھوکا لگا ہے اور فی الواقع ان کے حصہ میں اخسائے فلن تعدو قدرک کے سوا اور کچھ نہیں آیا اور اگر وہ اس ضلالت کو جو انہوں نے آج پھیلائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں دکھلاتے۔ ان کا وہی حشر ہوتا۔ جو ان کے حقیقی پیش رو مرتد پٹیالوی کا ہوا تھا۔

تئیسواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ جو حوالجات مسئلہ نبوت کے متعلق رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے میری طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ سب میرے نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض دوسرے لوگوں کے بھی ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے الفاظ میں انہوں نے ظاہر کیا ہے۔ " مولوی محمد اسماعیل صاحب نے ایک رسالہ بنام "میرا عقیدہ دربارۂ نبوت مسیح موعود" ریویو آف ریلیجنز کی میری اور کچھ دوسروں کی تحریروں سے مرتب کیا ہے"۔
(پیغام صلح جلد ۱۹ ؁ ۲۵ پرچہ ۲۳ اپریل ۱۹۳۱ء)

مولوی صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ اگر ان کے اس بیان میں کچھ بھی سچائی کی آمیزش تھی۔

بقیہ حاشیہ صـ ـ چھین لیتے ہیں۔ چنانچہ النبوۃ فی الاسلام میں تو انہوں نے حضرت علیؓ کو اپنی ایجاد کردہ نبوت سے سرفراز کرتے ہوئے یہاں تک لکھدیا تھا۔ کہ "اس امت میں جس قسم کی نبوت ہو سکتی ہے۔ وہ حضرت علی کو ضرور ملی ہے"۔ (صفحہ ۱۱۵) اور اس کے صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳ پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی یہ اعزاز بخشا تھا۔ مگر اس ٹریکٹ اتمام حجت ؁ میں معلوم نہیں کس بات کی وجہ سے بگڑ کر آپ نے انہیں ایک ہی کشش قلم کے ساتھ اپنی ایجاد کردہ نبوت سے یہ کہہ کر نکال دیا ہے۔ کہ یہ منصب ہر ایک ولی کو نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ "صرف ان اولیاء اللہ کو دیا جا سکتا ہے۔ "جن کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق کے لئے مامور بھی کیا ہو۔ یعنی مجددین"۔ اور مراۃ الحقیقت کے صفحہ ۲۷ پر "محدث مامور" کی قید لگا کر انہیں اس سے جواب دیا ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا۔ کہ یہ اختیارات انہیں اپنی انجمن کی طرف سے ملے ہیں۔ یا کسی اور ادارہ کی طرف سے۔

تو ایسے حوالجات کی نشاندہی کرتے اور بتاتے۔ کہ وہ کن لوگوں کے ہیں۔ اور کیا ایسے مضامین انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے ریویو میں شائع نہیں کئے۔ اور ان کی کاپیاں اور پروف خود انہی نے نہیں دیکھے تھے۔ اور اگر وہ ان کے اپنے عقیدہ کے مطابق نہیں تھے۔ تو انہیں کیا مجبوری درپیش تھی۔ کہ ایسے مضامین کو اس رسالہ میں درج ہی نہیں کیا۔ بلکہ خود اپنی طرف منسوب کیا۔ کیونکہ انہوں نے عصمت انبیاء کے مضمون میں ایک موقع پر بتایا ہے۔ کہ اس رسالہ میں جو مضامین کسی نامہ نگار کے نام پر نہیں۔ بلکہ مضمون نگار کے نام کی تصریح کے بغیر شائع ہوتے ہیں۔ وہ سب ایڈیٹر کے ہوتے ہیں۔ پس یا تو آپ ان مضامین کے ساتھ نامہ نگاروں کے نام رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں دکھائیں ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ انہیں کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے۔ اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ وہ دوسروں کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ نے ان میں کوئی تصرف نہیں کیا۔ تاہم ان کے متعلق آپ کی ذمہ واری آپ کے اپنے مسلمات کے مطابق کم نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ اپنے رسالہ "تبدیلیٔ عقیدہ کا الزام" کے صفحہ ۱۹ پر اخبار بدر کے حوالہ سے کسی شخص کے خط کا ایک فقرہ نقل کر کے اس کے نیچے لکھتے ہیں:۔ "شاید ہمارے مکرم مفتی صاحب یہ عذر کر دیں۔ کہ یہ لوگوں کے خطوط ہیں۔ اور ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کے ذمہ وار نہیں ہوا کرتے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ جب تمہارے مذہب کے خلاف ایک بات کہی جاتی ہے۔ تو کیا تمہارا فرض نہ تھا۔ کہ اگر اس کو درج بھی کر دیا ہے۔ تو اسکی تردید ساتھ چھاپ دیتے۔ یا بعد میں ہی چھاپ دیتے۔ کہ نامہ نگار جو یہ مذہب مسیح موعود کی طرف منسوب کرتا ہے۔ غلط ہے"۔

پس ان کا یہ عذر سراسر بے حقیقت ہے۔ کہ ان میں سے بعض حوالے دوسرے لوگوں کے بھی ہیں۔ اور اصل حقیقت یہی ہے۔ کہ جہاں انہوں نے اپنے بیسویں جواب میں مغالطہ دہی کے طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔ اس کے مقابل پر اس جواب میں انہوں نے بعض اپنی تحریرات کو دوسروں کی طرف منسوب کر دیا ہے ـ اور کم از کم یہ کہ اپنی ذمہ واری کو مغالطہ دہی کے

ذریعہ سے دوسروں پر ڈالنا چاہا ہے۔ لیکن ان کی یہ تمام کوششیں بے سود ہیں۔ اور "آج جو چاہیں حلف اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یا اس زہر کے پیالے کو حیلوں حوالوں سے ٹالتے رہیں۔ ان کے ہاتھ (ریویو آف ریلیجنز میں) کٹ چکے ہیں"۔

چوبیسواں جواب

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے۔ کہ اگر میری اس کارروائی کو کہ میں سالہا سال تک رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں مرزا صاحب کو زمرۂ انبیاء و رسل میں سے ایک عظیم الشان نبی اور رسول بتاتا اور ثابت کرتا رہا ہوں۔ اور اب اس کے خلاف یہ اعلان کر رہا ہوں۔ کہ مرزا صاحب ہرگز ہرگز نبی نہیں ہیں) میری ایک غلطی قرار دیا جائے تو بھی اسکی وجہ سے میرے تقدس میں فرق نہیں آ سکتا۔ کیونکہ میں تو مرزا صاحب کا صرف ایک انگریزی خواں مرید ہوں۔ اور میری اس غلطی کے مقابل پر مرزا صاحب کو جنہیں ایک مامور ہی نہیں بلکہ مسیح موعود اور حکم و عدل بھی مانا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے مسلمات کی روسے بارہ سال تک اس لفظ کے معنے سمجھنے میں غلطی لگی رہی۔ پس اگر ان کی اس غلطی سے ان کے تقدس میں فرق نہیں آتا۔ تو میری اس غلطی سے میرے تقدس کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے اصل الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں:۔

"قادیانی جماعت یہاں تک کہتی ہے۔ کہ بارہ سال تک مامور کو اور مامور بھی مسیح موعود جو حکم و عدل ہو۔ لفظ نبی کے معنے سمجھ نہ آئے۔ نہ لفظ محدث کے معنے سمجھ آئے۔ اور وہ غلط معنے کر کے مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا رہا۔ تو اس کا ایک انگریزی خواں مرید اگر لفظ نبی کو غلط استعمال کرے۔ تو کیا اندھیر آ گیا"۔ (اخبار پیغام صلح پرچہ ۱۴ر مارچ ۱۹۳۵ء از خطبہ جمعہ ۲۲ر فروری ۱۹۳۵ء)

اس جواب میں بھی مولوی محمد علی صاحب نے نہ صرف مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر ایک سخت حملہ بھی کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق عمل میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالے کی طرف سے جو آپ کا معلم حقیقی تھا۔ آپ پر کامل انکشاف نہیں

ہوا تھا۔ اس وقت تک آپ نے سنت نبوی کے مطابق اپنا عقیدہ وہی رکھا۔ جس پر آپ عام مسلمانوں کی طرح پہلے سے قائم تھے۔ اور جب آپ پر خدا تعالے کی طرف سے وحی کے ذریعہ سے کامل انکشاف ہو گیا۔ تو آپ نے الٰہی تعلیم اور سنت نبوی کے مطابق اپنے سابقہ عقیدہ کے خلاف کہا۔ پس آپ کا دونوں وقت کا طریق نبوی طریق کے عین مطابق ہے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں۔ "میں نے براہین میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے۔ وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے۔ جس کی طرف آجکل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں۔ سو اسی ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے براہین میں لکھ دیا تھا۔ کہ میں صرف مثیل موعود ہوں۔ اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے۔ لیکن جب مسیح آئے گا۔ تو اسکی ظاہری اور جسمانی دونوں طور پر خلافت ہو گی۔ یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے۔ صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے۔ جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے۔ کیونکہ جو لوگ خدا تعالے سے الہام پاتے ہیں۔ وہ بغیر بلائے نہیں بولتے۔ اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے۔ اور بغیر فرمائے کوئی دعوے نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔ اسی وجہ سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارے میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔ تب تک اہل کتاب کی سنن دینیہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے۔ اور بروقت نزول وحی اور دریافت اصل حقیقت کے اسکو چھوڑ دیتے تھے۔ سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اب جو خدا تعالے نے حقیقت امر کو اس عاجز پر ظاہر فرمایا۔ تو عام طور پر اس کا اعلان ازبس ضروری تھا"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۶ و ۱۹۷)

اور حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔ "براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ مسیح بن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر بعد میں یہ لکھا۔ کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ .... اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔

تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالٰے کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔" (صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰)

لیکن مولوی محمدؐ علی صاحب کا معاملہ اس کے بالکل برعکس یہ ہے۔ کہ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود رہے۔ اس وقت تک تو مولوی محمد علی صاحب اس عقیدہ کی اشاعت کرتے رہے۔ کہ آپ واقعی معنوں میں خدا تعالٰے کے سچے نبی اور رسول اور زمرۂ انبیاء کے ایک ممتاز فرد ہیں۔ لیکن جب آپ کو اللہ تعالٰے نے واپس بلا لیا۔ تو آپ کے بعد مولوی صاحب کے اندر انقلاب آنا شروع ہو گیا۔ اور دمبدم ان کی حالت گرتی چلی گئی۔ حتّٰی کہ انہوں نے کھلم کھلے طور پر جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے جماعت کے مقابل پر اپنا الگ ایک مرکز بنا لیا۔ اور وہاں سے جماعت پر گولہ باری شروع کر دی اور رؤیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" مولوی محمدؐ علی صاحب کو رؤیا میں کہا۔ آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" کو قابل افسوس صورت میں سچا ثابت کر دکھایا۔ کاش مولوی محمدؐ علی صاحب اس جرأت و جسارت اور شوخی و گستاخی سے کام لینے کی بجائے اپنی حالت پر نادم اور شرمندہ ہوتے۔ اے ہمارے پیارے خدا۔ اس ہمارے پرانے مہربان کو از سر نو بصیرت عطا فرما۔ اور اسے بھی اور ہمیں بھی نیک انجام نصیب فرما۔ آمین۔

پچیسواں جواب

مولوی محمدؐ علی صاحب کا یہ جواب اصل میں تو الزامی ہے۔ جو پہلے بارھویں جواب کی صورت میں زیر بحث آچکا ہے۔ مگر انہوں نے اپنے رسالہ مراۃ الحقیقت میں اسے زیر عنوان "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" ایک حقیقی جواب کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰی بنصرہ العزیز کا۔ ڈاکٹر مفتی محمدؐ صادق

صاحب کا اور مولوی سید محمدؐ سرور شاہ صاحب کا ایک ایک حوالہ پیش کر کے اور دو تین اور حوالے نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ "جب سلسلہ کے سارے لٹریچر میں یہ ایک امر مسلم کی طرح ہو گیا کہ لفظ نبی کا استعمال بمعنے محدث ہے۔ تو اگر میں نے اس لفظ کو استعمال کیا۔ تو کیوں کچھ اور معنے اس کے ہو گئے؟"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انہوں نے یہ فقرہ پیش کیا ہے۔ "سُمِّیتُ نَبِیًّا من اللہ علی طریق المجاز۔ لا علی وجہ الحقیقۃ (الاستفتاء صفحہ ۶۵) اگر مولوی محمدؐ علی صاحب اس کے ساتھ حضور کے اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھتے۔ کہ " خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔" (سراج منیر صفحہ) "وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے۔ جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے" (مکتوب مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء مندرجہ الحکم پرچہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء) تو ان پر اس فقرہ کا صحیح منشا اور مدعا نہایت صفائی کے ساتھ واضح ہو جاتا۔ اسی طرح اگر وہ حضور کے اس ارشاد کو یاد رکھتے کہ "میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوٰی اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۳) "خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا۔ اور نہ جائیگا۔ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ یعنی خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا ہے۔ اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دیدیا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوٰی اور نئے نام کے۔ بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے میں کہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔" (الفضاصفحہ ۴۵)

(اس جگہ اگر "آدم کے زمانہ سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک" کے الفاظ نہ ہوتے

"بلکہ آدم کے زمانہ سے لیکر آج تک" کے الفاظ ہوتے۔ تو یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ شاید اس جگہ رسول کے لفظ میں محدث و مجدد بھی داخل ہوں۔ مگر حضور نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک" کے الفاظ رکھ کر صراحت سے محدثوں اور مجددوں کو خارج رکھا۔ پس یہ فقرہ قطعی طور پر بتاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زمرۂ انبیاء و رسل کے ایک فرد ہیں۔ نہ کہ غیر نبی مجددین و محدثین میں سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہزاروں ہوئے ہیں) تو انہیں اس ارشاد کے سمجھنے میں ٹھوکر نہ لگتی۔ کہ "خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور تین صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا۔ اور مستعار طور پر نبی اور رسول کہا گیا" (الفضل ۵) کیونکہ جو شخص زمرۂ انبیاء و رسل میں داخل ہے۔ اس کے لئے رسول اور نبی کا نام ان معنوں کی رو سے مستعار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ فی الواقع رسول اور نبی نہیں ہے۔

اصل بات جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں یہ ہے کہ "یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔ .... اور اگر نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس پر شریعت نازل ہو۔ یعنی وہ نئی شریعت لانے والا ہو۔ تو یہ معنے حضرت عیسیٰ پر بھی صادق نہیں آئیں گے" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹)

ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حقیقی نبی بمعنے صاحب شریعت جدیدہ نہیں تھے۔ لیکن ان کے نبی ہونے میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ بلکہ نبی کے ان مؤخر الذکر "حقیقی معنوں" کی رو سے وہ یقیناً حقیقی معنوں میں نبی ہیں۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی نبی نہیں ہیں۔ تو محض ان معنوں کی رو سے نہیں ہیں۔ جن کی رو سے حضرت عیسیٰ بھی حقیقی نبی نہیں ہیں۔ اور جن معنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حقیقی طور پر نبی ہیں۔

ان معنوں میں آپ بھی یقیناً یقیناً حقیقی طور پر نبی ہیں۔ اور اسی بات کی توضیح حضور نے تحفۃ الندوہ کے صفحہ پر "در حقیقت نبی" کے الفاظ سے فرمائی ہے۔

علاوہ اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر ایک مقام پر حقیقی معنوں کی نفی سے جنس کی نفی مراد نہیں لی۔ بلکہ بہت سے مقامات میں اس سے مراد ایک نوع یا جنس کے افراد میں سے صرف چھوٹی کے فرد کی یعنی فرد اکمل کی خصوصیات کی نفی مراد لی ہے چنانچہ حضور ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ "عقل اور الہام میں کوئی جھگڑا نہیں۔ ...... نہ الہام حقیقی یعنی قرآن شریف عقلی ترقیات کے لئے سنگ راہ ہے۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۱) "الہام حقیقی یعنی قرآن شریف سے عقل کو سراسر فائدہ اور نفع پہنچتا ہے" (ایضاً صفحہ ۲۷۶) جس میں قرآن شریف کے سوا باقی تمام الہامی کتابوں کے حقیقی الہام ہونے کی صاف الفاظ میں نفی کر کے بتایا گیا ہے۔ کہ حقیقی الہام سے وہ تمام کی تمام الہامی کتب بالکل کوری ہیں۔ اور حقیقی الہام صرف قرآن شریف ہے جس سے حضور کی یہ مراد ہرگز نہیں۔ کہ ان کا الہام الٰہی ہونے کا دعویٰ نعوذ باللہ باطل ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ اگر الہام سے مراد اسی شان کا الہام لیا جائے۔ جو دیگر الہامی کتابوں کے مقابلہ میں قرآن کریم کو حاصل ہے۔ تو اس صورت میں قرآن کریم کے سوا اور کوئی کتاب حقیقی طور پر الہام نہیں کہلا سکیگی۔

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ کہ "جو الٰہی کتابیں کہلاتی ہیں۔ .... وہ کتابیں حقیقی کتابیں نہیں تھیں۔ بلکہ وہ چندروزہ کارروائی تھی۔ حقیقی کتاب دنیا میں ایک ہی آئی۔ جو ہمیشہ کے لئے انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی۔" (منن الرحمٰن۔ اوراق حاشیہ صفحہ ۷)

جس میں حضور قرآن کریم کے سوا باقی تمام الہامی کتابوں حتیٰ کہ توریت کے متعلق جسے خود قرآن کریم نے سینکڑوں دفعہ کتاب الٰہی بتایا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ حقیقی طور پر کتاب کہلانے کی ہرگز مستحق نہیں۔ اور اسکی وجہ صرف یہ بتاتے ہیں۔ کہ وہ کتابیں ہمیشہ کے لئے نہیں تھیں۔ بلکہ صرف ایک محدود عرصہ کے لئے واجب الاتباع تھیں۔

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ "حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ تھا۔ کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا۔ کیونکہ اس نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جو محض امی تھا۔" (اربعین ۲ صفحہ ۱۴) جس سے حضور کی مراد یہ ہرگز نہیں۔ کہ حضرت موسیٰ اور عیسےٰ علیہما السلام نعوذ باللہ ہدایت سے محروم اور مغضوب یا ضال تھے۔ بلکہ مراد صرف اسقدر ہے۔ کہ اگر ہدایت یافتہ ہونے کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام مہدویت کو ٹھیرایا جاوے۔ تو اس صورت میں نہ موسیٰ ہدایت یافتہ کہلا سکے گا۔ نہ عیسیٰ۔ اور ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ "یہی دو جماعتیں (صحابہ کرام رض اور جماعت مسیح موعودؑ) اسلام میں حقیقی طور پر منعم علیہم ہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۲) جس سے حضور کی مراد یہ نہیں۔ کہ درمیانی تیرہ سو سال کے عرصہ میں جو ہزارہا اولیاء اور ابدال و اقطاب ہوئے ہیں۔ وہ دراصل منعم علیہم نہ تھے۔ بلکہ نعوذ باللہ مغضوب علیہم یا ضالین تھے۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ اگرچہ وہ بھی انعام یافتہ تھے۔ مگر مورد انعام الٰہی ہونے کی روسے جو مقام صحابہ کرام کو حاصل تھا۔ اور پھر جو مقام مسیح موعود کی جماعت کو عطا ہوا۔ وہ ان درمیانی تیرہ سو سال کے اثنا میں پیدا ہونے والے مقربین الٰہی میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ پس جب حضور نے تصریح کے ساتھ اپنے آپ کو غیر نبی مقربان الٰہی کی صف سے خارج اور اس گروہ انبیاء میں داخل بتایا۔ جس میں حضرت آدم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک مبعوث ہونے والے انبیاء و رسل داخل ہیں۔ اور کوئی غیر نبی ان میں قطعاً نہیں آسکتا۔ تو یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ آپ کی مراد علی وجہ المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ سے یہ ہرگز نہیں۔ کہ فی الواقع آپ نبی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ نبی ہونے کی روسے آپ کا مقام نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابل پر نہیں۔ بلکہ آپ کو جو کچھ ملا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔ اور آنحضرت کے طفیل ہی ملا ہے۔ اور بس۔

رض سمیت نبیا من اللہ علے طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ میں حقیقت کی نفی اور مجاز کا اثبات لفظ نبی کے معنوں کی روسے نہیں۔ بلکہ اس کے مسمیٰ اور موصوف کی رو سے ہے۔ یعنی اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ جو چیز مجھے دی گئی ہے۔ اس کا مجازی نام نبوت ہے۔ اور حقیقی نام کچھ اور (محدثیت وغیرہ) ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ یہ نام دراصل اس وقت

بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیا گیا ہے۔ نہ کہ میری ذات کو۔ کیونکہ حسب وعدہ الٰہی و آخرین منہم اس زمانہ میں آپ کو از سر نو مبعوث کیا گیا۔ اور میرے وجود کی صورت میں بھیجا گیا ہے۔ پس اس رو سے میری طرف اس نام کی نسبت مجازی ہے۔ اور حقیقی طور پر اس اسم کے مسمّٰی اس وقت بھی آپ ہی ہیں نہ کہ میں۔ جیسا کہ حضور اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں فرماتے ہیں۔ "میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے۔ نہ میرے نفس کے رو سے۔" چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم۔ پس اس طور سے .... محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔" "مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔ اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔"

اور محدثیت مراد ہونے کی نفی کرتے ہوئے اسی اشتہار میں فرماتے ہیں۔ "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتاؤ۔ کس نام سے اسکو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا جو حوالہ مولوی محمد علی صاحب نے پیش کیا ہے اس میں بھی انہوں نے مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔ اور لا تقربوا الصلوٰۃ کو پیش کر کے اس سے امتناع قرب نماز کا حکم نکالنے والے شخص سے پیچھے نہیں رہنا چاہا۔ اور ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء کے پرچہ اخبار بدر کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ "حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم پر جب یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ تیرہ سو سال میں اور کسی نے اپنے لئے لفظ نبی نہیں بولا۔ تو اس کے جواب میں لکھا۔ کہ مثنوی مولانا روم میں ہے۔ کہ او نبی وقت خویش است اے مرید۔ یعنی امام زماں اپنے وقت کا نبی ہی ہوتا ہے، اور تیرہ سو سال مسئلہ النبوت

اولیاء کے کلام میں اس لفظ کے آنے کا دعوٰی کیا۔" (مرآۃ الحقیقت صفحہ ۷۰)

اول تو ان کے بیان کردہ الفاظ سے بھی یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہیں سمجھتے تھے اور زیادہ سے زیادہ اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ بقائے نبوت کے خلاف جو بات معترض نے پیش کی تھی۔ اسے حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ نے غلط بتایا۔ اور بس۔ پس اگر اس سے تائید ہوئی۔ تو بقائے نبوت کے عقیدہ کی ہوئی۔ نہ کہ نفی نبوت کے عقیدہ کی۔

علاوہ اس کے حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ اسی مکتوب میں جس کا مولوی محمد علی صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ ان کے پیش کردہ حصہ سے قبل آیت خاتم النبیین سے ہر قسم کے انبیاء کی بندش مراد ہونے کے خیال کو غلط ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "النبیین سے آپ بہرحال کل انبیاء ہی مراد لیں گے۔ اور اگر آپ کل نہ لیں۔ تو بعض کے لینے سے آپ کا مطلب خراب ہوگا۔ لیکن اگر کل نبی مراد لئے۔ تو آپ کو ایک مشکل کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ یقتلون النبیین میں بھی وہی النبیین کا لفظ ہے۔ تو اس سے ثابت ہوگا۔ کہ یہود نے کل انبیاء کے قتل کا ٹھیکہ ہی نہیں لیا۔ بلکہ کل نبیوں کو وہ قتل ہی قتل کر دیتے ہیں۔ ذرہ دونوں پر آپ غور ضرور فرمائیں۔" گویا اس سے صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ امت محمدیہ پر ہر قسم کی نبوت بند نہیں۔ جس کی مزید توضیح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شائع کردہ گفتگو سے بھی ہوتی ہے۔ جو ان کے اور حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ کے مابین ہوئی تھی۔

"خاکسار۔ نبوت ختم ہو چکی ہے یا نہیں؟ حکیم صاحب۔ نبوت تشریعی ختم ہو چکی ہے کوئی شخص شرع جدید نہیں لا سکتا۔ خاکسار۔ کوئی جدید نبی ہو سکتا ہے۔ جو تشریع جدید نہ کرے۔ شرع محمدؐ کے تابع ہو۔ اور نبی کہلائے۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل توریت کا اتباع کرتے تھے۔ اور نبی کہلاتے تھے۔ حکیم صاحب۔ کوئی بعید نہیں۔ ہو۔ خاکسار۔ آیت خاتم النبیین نبوت کو ختم کرتی ہے۔ آپ نبی جدید کی تجویز پر کیا دلیل رکھتے ہیں حکیم صاحب خاتم النبیین کی آیت تشریعی انبیاء کے ختم کی دلیل ہے۔ نبی بلا تشریع کے وجود کی مانع

نہیں ہے۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ نمبر ۱۔۳۔ صفحہ ۲۸ و ۲۹۔ بابت ۱۸۹۰ء)

پھر اسی مکتوب میں مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ حصہ کے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"کنت نبیا وآدم بین الماء والجسد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے نبی کریمؐ آدمؑ سے پہلے نبی تھے۔ اور نبی تھے تو خاتم الانبیاء ہی نبی تھے۔ اور یہی حق ہے۔ والحمد للہ رب العالمین نیز احادیث صحیحہ بلکہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دیوانہ۔ پاگل جن کو جنگلوں بیابانوں جزائر میں نبیوں کی خبریں نہیں پہنچیں۔ اور بہرہ جو پیدائشی ہے۔ سو عذر کریں گے۔ الٰہی! ہم نے تو تیرا حکم سنا نہیں تھا۔ اسیں لڑکے بھی عذر کریں گے۔ کہ تیرا ارشاد ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ تو اس وقت کیا ہوگا۔ ایک دلچسپ بیان ہے۔ جو انشاء اللہ خاتم النبیین کے پاک اور سچے اور حق کلام کے مطابق ہے۔ والسلام۔ نورالدین۔"

اب میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے چند اور حوالے محض بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ جن سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت ممدوح رضہ کا مسئلہ نبوت کے متعلق وہی عقیدہ تھا۔ جس پر جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ قائم ہے۔

ایک دفعہ حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے ذکر کیا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا ہے۔ کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں۔ تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ "ہمیں ان فتووں کی کیا پرواہ ہے۔ اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا۔ وہ دیکھے کہ اس کے بعد اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے۔" (دیکھو بدر نمبر ۲۴ جلد ۱۰۔ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء) پھر آپ نے جو لاہور احمدیہ بلڈنگس میں تقریر فرمائی تھی۔ اس میں آپ نے بیان کیا۔ کہ "حضرت مرزا صاحب خدا کے مرسل ہیں۔ اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے۔ تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔ جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔" پھر جب گجرات (پنجاب) کے ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اول سے کہا۔ کہ آپ جو حضرت مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں۔ تو اس میں آپ شرک فی النبوۃ کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دوسرا نبی

بناتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے جواب دیا۔ کہ
"یہ وہ شرک ہے۔ جس کے واسطے موسیٰ جیسے نبی نے دعا کی۔ کہ میرے بھائی کو میرے
ساتھ شریک کیا جاوے"۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس دعا کو قبول کیا۔ اور موسیٰ کے ساتھ
ہارون کو بھی نبی بنایا"۔ (دیکھو کلام امیر صفحہ ۲۶ کالم ۲) ان حوالجات سے پتہ لگتا ہے
کہ حضرت ممدوح رضؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اللہ یقین کرتے تھے۔

پھر حضرت ممدوح رضؓ فرماتے ہیں۔ "میرے خیال میں مسلمان وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے
حکموں کو مانے۔ ایک شخص اگر مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو مدعی دو حال سے
خالی نہیں۔ یا تو وہ جھوٹا ہے۔ تب تو اس سے بڑھ کر کوئی شریر نہیں۔ اور اگر وہ سچا ہے۔
تو اس کو نہ ماننے والا خدا تعالےٰ سے جنگ کرتا ہے"۔ (دیکھو بدر نمبر ۱۵ جلد ۱۴ مورخہ ۲۳ اکتوبر
۱۹۱۳ء) پھر آپ نے فرمایا۔ کہ "میں تو اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق سمجھتا
ہوں"۔ پھر اسی تقریر میں آپ نے کہا۔ کہ "کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے
مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر
ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے۔ لانفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مرزا
صاحب کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے"۔ (دیکھو الحکم نمبر ۷، ۸ جلد ۱۵ ۱۹۱۱ء صفحہ ۴ کالم ۲)
پھر آپ نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ "اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے۔ تو محمدی مسیح
رسول کا منکر کیوں کافر نہیں"۔ (حوالہ کے لئے دیکھو الفضل نمبر ۵۰ (۳۰) مورخہ ۲۷ مئی
۱۹۱۴ء) پھر ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ سے سوال کیا۔ کہ حضرت
مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے۔ یا نہیں؟ فرمایا۔ "اگر خدا کا کلام سچ ہے۔ تو
مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی"۔ ان حوالہ جات سے صاف طور پر پتہ لگتا
ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
منکر کو کافر اور غیر ناجی یقین کرتے تھے۔ اور آپ کو واقعی معنوں میں نبی مانتے تھے۔

پھر حضرت ممدوح رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ "میں مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متعلق مانتا ہوں۔ کہ یہ صرف حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے۔ اور وہی احمد رسول ہیں۔ (دیکھو الحکم نمبر ۲۳ جلد ۱۵
ستمبر ۱۹۱۱ء) پھر ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے اسمہ احمد والی پیشگوئی کے متعلق
سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ "سائل تو صرف احمد کے متعلق کھول کر بیان چاہتا ہے۔ یہاں
تو خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی قرآن شریف میں اشارہ کر دیا ہے۔ آگے دین کا لفظ بھی
ہے۔ اور اس نور کے نہ ماننے کے متعلق بھی کہا ہے۔ ولو کرہ الکافرون"۔ (دیکھو کلام امیر صفحہ اول
کالم ۲) ان حوالجات سے پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے نزدیک
اسمہ احمد والی پیشگوئی مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اس قدر تصریحات کے باوجود حضرت
خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی طرف نفی نبوت کا عقیدہ منسوب کرنا اگر حد درجہ کی دلیری اور
مغالطہ دہی نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریرات قبل از ظہور
اختلاف میں سے مولوی محمد علی صاحب نے دو حوالے پیش کئے ہیں۔ ایک الحکم مورخہ ۱۴ مارچ
۱۹۱۱ء کے مضمون "خاتم النبیین" کا اور دوسرا رسالہ تشحیذ الاذہان پرچہ اپریل ۱۹۱۰ء
کے مضمون "نجات" کا۔ اور ان سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ "اس وقت
میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو بھی اولیاء میں سے ہی مانتے تھے۔ نہ انبیاء میں سے"
میں ان کے پیش کردہ حوالوں پر نظر کرنے سے پہلے ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں
کہ اگر ان حوالوں سے فی الواقع وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ جو آپ نے ظاہر کیا ہے۔ تو پھر وجہ
کیا ہے۔ کہ جب آپ کے سامنے تصفیہ کی یہ صورت پیش کی جاتی ہے کہ آپ کی اور سیدنا
و امامنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زمانہ ظہور
اختلاف سے قبل کی اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی کے
وقت کی شائع شدہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کو یکجائی طور پر شائع کر دیا جاوے۔ اور
اس مجموعہ کے آخر میں آپ بھی دستخط کر دیں۔ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی
تو اخبار پیغام میں اس بات کے معقول ہونے کا صاف اور صریح الفاظ میں اعتراف کیا
جانیکے باوجود آپ یہ کہہ کر ٹلا دیتے ہیں۔ کہ "نہ میاں صاحب کی تحریروں کی ضرورت ہے

نہ میری تحریروں کی ضرورت ہے۔ نہ ان پر کسی بحث کی ضرورت ہے"۔ (میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال۔ اشاعت بار دوم صک) کیا یہی "دیانتداری" ہے

اس کے بعد اب میں مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے کے دونوں حوالوں کو زیر بحث لاتا ہوں۔ ان میں سے پہلے حوالہ میں مولانا کو دو باتیں قابل گرفت نظر آئی ہیں۔ ایک یہ کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا"۔

اس پر مولٰنا فرماتے ہیں۔ کہ "جب نبوت کی دو ہی قسمیں ہیں۔ ایک تشریعی اور ایک غیر تشریعی تو ہر قسم کی نبوتوں کے خاتمہ کے بعد غیر تشریعی نبوت کس طرح باقی رہ گئی"۔ مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اگر آپ کی بیان کردہ دو قسم کی نبوتیں مراد ہوتیں تو "ہر قسم کی نبوتوں" کے الفاظ نہ ہوتے۔ بلکہ "دونوں قسم کی نبوتوں" کے الفاظ ہوتے۔ یہاں پر "ہر قسم کی نبوتوں" سے مراد وہ اقسام ہیں۔ جن میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ تجلیات الٰہیہ میں صفحہ ۲۵ پر "محمدی نبوت" کو مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ "اب بجز محمدی نبوت کے "سب نبوتیں" بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے آسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو"۔ پس سب نبوتوں سے مراد مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں قائم کئے جانے والے نبوت کے سلسلے ہیں۔ نہ کہ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت۔

دوسری بات قابل اعتراض مولٰنا کو یہ سوجھی ہے۔ کہ "آپ کی اتباع کی برکت سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں۔ جو بڑے بڑے انبیاء کا درجہ رکھتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"۔ معلوم نہیں اس میں مولانا کو کونسی بات قابل اعتراض نظر آئی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ایک امتی کا خواہ وہ مامور ہو یا نہ ہو۔ عنداللہ کسی گذشتہ نبی کے برابر مرتبہ پانا مولوی صاحب کے خیال میں ہمارے عقائد کی رو سے ممتنع اور ناممکن ہے۔ تو

یہ ان کی اپنی غلط فہمی ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ اور اگر کسی مامور یا غیر مامور مقرب الٰہی کا کسی گذشتہ نبی کے مشابہ اور مثیل ہو سکنا ان کے خیال میں ہمارے عقائد کے خلاف ہے۔ تو یہ بھی مولوی صاحب کا باطل خیال ہے۔ ہمارے نزدیک نہ تو مامور ہونا کسی نبی کا مثیل ہونے میں روک ہو سکتا ہے نہ غیر مامور ہونا۔ ہمارا عقیدہ اس بارہ میں وہی ہے۔ جس کی تعلیم خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ایک ایسا ہوگا۔ کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائیگا"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱ حاشیہ)

دوسرا حوالہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مضمون "مسئلہ نجات" مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان پرچہ اپریل ۱۹۱۰ء کے تمہیدی حصہ میں سے لیا ہے۔ جس میں پہلے حضور نے اس بات پر بحث کی ہے۔ کہ "اس وقت غیر مذاہب کو اپنے مذاہب کی طرف بلانے والے تین ہی گروہ ہیں۔ اول مسلمان دوم مسیحی اور سوم آریہ۔ .... اول میں مسیحیت کو لیتا ہوں۔ .... اول ہی جو حکم مجھے انجیل میں نظر آتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ...... غیر قوموں کی طرف نہ جانا...... اس کے بعد میں آرین تعلیم کو لیتا ہوں۔ ...... شاستروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید کو غیر قومیں سنیں تک نہیں"۔ اس کے بعد آپ عنوان "اسلام سب دنیا کے لئے ہے"۔ باندھ کر اس کے نیچے لکھتے ہیں۔ "میں دیکھتا ہوں۔ کہ تمہید بہت لمبی ہوتی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی ضروری ہے۔ کہ میں قرآن شریف سے اس بات کا دعویٰ دکھاؤں۔ کہ وہ سب دنیا کے لئے ہے۔ اور یہ کہ آنحضرتؐ ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لئے خاتم النبیین ہو کر مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اب تک جس کو تیرہ سو برس گذر گئے ہیں۔ یا آئندہ آپ کی غلامی سے منکر شخص کی رسائی دربار الٰہی میں نہیں ہو سکتی"۔ اور اس کے بعد

اس دعویٰ کے ثبوت میں قرآن کریم کی چند آیات پیش کی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔
"الحمد للہ رب العٰلمین .... شکر کرو اس خدا کا جس نے وہ کتاب بھیجی .... جو ربوبیت عالمین کی صفت کے ماتحت اب سب دنیا کی ربوبیت کریگی .... اوحی الی ھٰذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ .... جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ قرآن ہر ایک شخص کے لئے ہے۔ اور کسی قوم یا ملک کی خصوصیت نہیں۔ .... قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض یعنی .... دنیا کے ہر گوشہ کے باشندوں کے لئے مبعوث ہو کر آیا ہوں۔ .... وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرًا ونذیرًا" اور اس کے بعد وہ فقرہ آتا ہے جسے مولوی محمد علی صاحب نے پیش کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

"پھر چوتھی آیت جس میں آنحضرت کے عہدہ کی میعاد بیان کی گئی ہے۔ کہ کب تک آپ کا مذہب قائم رہے گا۔ یہ ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیءٍ علیما (سورۃ احزاب رکوع ۵) یعنی نہیں ہیں آنحضرت صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور رسول بھی کیسے کہ "خاتم النبیین ہیں" اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے۔ اور کوئی ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ اس آیت میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئیگا۔ کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔ اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کردے۔ اور نئی شریعت جاری کرے۔ بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی اور پرہیزگار لوگ ہوں گے سب کو آپ کی غلامی میں ہی ملے گا جو کچھ ملے گا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے بتادیا۔ کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے۔ بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئیگا۔ بلکہ اب ہمیشہ کے لئے آپ کی ہی تعلیم جاری رہے گی۔ اور یہی لوگوں کی

ہدایت کا موجب ہوگی۔ جو اس سے باہر نکلے گا۔ وہ درگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکیگا۔ اس جگہ ایک اور نکتہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس آیت میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ کان اللہ بکل شیءٍ علیما۔ مگر بظاہر اس جگہ اس کا جوڑ کوئی معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر باتیں بیان فرمائی ہیں۔ وہ ظاہر ہیں۔ ان کے لئے یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے۔ کچھ ضروری نہ تھا۔ سو اصل بات یہ ہے۔ کہ یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گذرے ہیں۔ جن کو ہم جانتے ہیں۔ اور جنہوں نے بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں۔ بلکہ کوئی صدی نہیں معلوم ہوتی۔ کہ جس میں ایک نہ ایک جگہ مدعی نبوت نظر نہ آتا ہو۔ چنانچہ کرشن رامچندر۔ بودھ۔ کنفیوشس۔ زرتشت موسیٰ عیسیٰ تو ایسے ہیں۔ کہ جن کے پیرو اب تک دنیا میں موجود ہیں۔ اور بڑے زور سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی ہی سچائی کا دعویٰ پیش کرتا ہے۔ مگر آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں۔ کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے کامیاب ہوئے (جن کو ہم تو سچا ہی سمجھتے ہیں) مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہوگیا۔ اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہی پیشگوئی ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہوسکتا ہے۔ کہ آپ کے دعوٰی کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو۔ کامیاب نہیں ہوا۔ پس اسکی طرف اشارہ تھا۔ کہ کان اللہ بکل شیءٍ علیما۔ یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعوٰی نہ کرے گا۔ کہ ہم اسکو ہلاک نہ کردیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے۔ کہ اس کا رد کسی سے

ممکن نہیں۔ اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔ مگر اس طرح نہیں۔ کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو۔ اور لاکھ دو لاکھ آدمی اس کے پیرو ہو گئے ہوں۔ بلکہ ایسا آدمی کہ جس نے آنحضرت یا آپ سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو۔ مگر کوئی نہیں جو ایسی نظیر پیش کر سکے۔"

منقولہ بالا فقرات میں کمال صفائی کے ساتھ اس بات کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ اس کلام کا مقصد اور مدعا یہ نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی اور نبوت غیر تشریعی ہر دو کا دروازہ بند ہے۔ یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں پر اور آپ کے غلاموں پر یکساں طور پر باب نبوت مسدود ہے۔ اور جس چیز کا دروازہ آپ کے غلاموں کے لئے کھلا ہے۔ وہ صرف ولایت کا مقام ہے۔ بلکہ اس جگہ صرف یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ آئندہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جس کا آنا قرآن کریم کے اس دعویٰ کے خلاف ہو۔ کہ "اسلام سب دنیا کے لئے ہے۔" اور "قرآن شریف....... سب دنیا کے لئے ہے"۔ اور یہ کہ آنحضرت ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لئے خاتم النبیین ہو کر مبعوث ہوئے ہیں"۔ جو "آپ کی غلامی سے منکر" ہو۔ جس کا دعویٰ قرآن کریم کے اس دعویٰ کے خلاف ہو۔ کہ " قرآن ہر ایک شخص کے لئے ہے۔ اور کسی قوم یا ملک کی خصوصیت نہیں"۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعویٰ کے خلاف کھڑا ہوا ہو۔ کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدہ کی "میعاد" کو ختم کرنے والا ہو اور آپ کے "مذہب" کو مٹا کر اسکی بجائے اپنا مذہب قائم کرنے والا ہو۔ جو آپ کی تعلیم کو منسوخ کردے۔ اور نئی شریعت جاری کرے۔ اور "آپ کی غلامی" سے باہر رہ کر کوئی حقیقی انعام پانے کا مدعی ہو۔ جو اس بات کا منکر ہو۔ کہ "آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے۔ بلکہ آئندہ

بھی کوئی نبی اور نہیں آئیگا" (یعنی ایسا نبی تو آسکتا ہے۔ جس کا آنا خود آپ کا آنا ہی ہو۔ مگر کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو آپ کا غیر ہو۔ جیسا کہ "آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئیگا" کا مفاد اور مفہوم ہے) اور جو قرآن کریم کی ہدایت کو چھوڑ کر کوئی اور ہدایت نامہ جاری کرنے والا ہو۔ لیکن جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی غلام ہو۔ آپ کے عہدہ کو دائمی اور ساری دنیا کے لئے یقین کرتا ہو۔ اور مذکورہ بالا تمام امور سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی صادقہ کے منافی ہیں۔ دور اور بیزار ہو۔ وہ نہ صرف ولایت کا مرتبہ پا سکتا ہے بلکہ انعام نبوت بھی پا سکتا ہے۔ جو ولایت سے بالاتر مقام ہے۔ اور ولایت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ مگر تشریعی یا آپ کی غلامی سے باہر نہیں۔ بلکہ غیر تشریعی اور آپ کی غلامی کے اندر۔

مولوی محمد علی صاحب اس حوالہ کو پیش کرکے لکھتے ہیں۔ "اب اس تحریر میں دو باتیں صاف ہیں۔ اول یہ کہ جہاں یہ لکھا۔ کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئیگا۔ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔ ساتھ ہی بڑھایا ہے۔ بلکہ جسقدر اولیاء اللہ ہوں گے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حقیقۃً اس وقت میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو بھی اولیاء میں سے ہی مانتے تھے۔ نہ انبیاء میں سے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ اس وقت تک میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو مدعی نبوت نہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ صاف لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد تیرہ سو سال میں کوئی مدعی نبوت نہیں ہوا۔ جو ناکام نہ ہوا ہو۔ اور آئندہ کے لئے بھی یہی فیصلہ ہے۔ کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

یہ دونوں ٹھوکریں مولوی صاحب نے اپنے لئے خود اپنے ہاتھ سے پیدا کی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے پیش کردہ الفاظ کے درمیان کا حصہ "اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کردے۔ اور نئی شریعت جاری کرے"۔ دیدہ ودانستہ اور ارادۃً چھوڑ دیا۔ اگر وہ اس حصہ کو اس جملہ کے

درمیان سے چھوڑ نہ دیتے۔ تو ان کے لئے اس بات کو سمجھنا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ کیونکہ نبی کے لئے سابقہ تعلیم کو منسوخ کرنا اور اسکی بجائے نئی شریعت جاری کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ زیادہ تر اور بیشتر انبیاء وہی ہوئے ہیں۔ جنہوں نے نہ تو سابقہ تعلیم کو منسوخ کیا اور نہ ہی کوئی نئی شریعت جاری کی۔ اور وہ اپنے سے قبل مبعوث ہونے والے اپنی قوم کے صاحب شریعت رسول کے متبع اور خادم دین تھے۔ اس لئے حضور کی مراد اس فقرہ میں آئندہ کے متعلق مطلق طور پر نبوت کی نفی   نہیں ہو سکتی۔ بلکہ آپ کی مراد نبوت کی صرف ایک خاص قسم کی نفی کرنا تھی۔ جو سابقہ تعلیم کو منسوخ کر کے نئی شریعت جاری کرنیوالی ہو۔ اور جب نفی والے حصہ میں تصریح کے ساتھ صرف ایک خاص قسم کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس کے مقابل کی قسم کو نفی کے دائرہ سے بالصراحت باہر رکھا گیا ہے۔ تو نفی کے مقابل پر اس جملہ کے اثبات والے حصہ کا مقصود   نبوت کی نفی کرنا اور نفی بھی مطلق نبوت کی کرنا کیونکر ہو سکتا ہے۔ بالخصوص جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تریاق القلوب میں کھولکر بتا دیا ہوا ہے۔ کہ ولی کا لفظ درحقیقت لفظ نبی و رسول کے مقابل پر نہیں۔ بلکہ اپنے اصل معنوں کی رو سے یہ لفظ عام اور وسیع ہے۔ جو انبیاء و رسل پر بھی حاوی ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب یہ عذر بھی نہیں کر سکتے۔ کہ یہ اعتراض پیش کرنے سے پہلے میں اس تریاق القلوب والے ارشاد سے بے خبر تھا۔ کیونکہ انہوں نے ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۳۲ پر اسے خود پیش کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

"ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور ان میں سے نہیں ہوتے۔ جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلےٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان سب کا معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسرے ولی ہیں۔ جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں .... اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم

سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے۔ کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۶ و ۶۷)

علاوہ اس کے جب اس فقرہ میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں ہے۔ کہ آئندہ انبیاء ہونگے ہی نہیں۔ اور ان کی بجائے اولیاء ہوں گے۔ بلکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اب کوئی ایسی تعلیم نہیں آ سکتی۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لائے ہوئے (دین اور) تعلیم کو منسوخ کر کے اس کے مقابل پر نئی تعلیم جاری کر دے۔ اور آپ کی غلامی کے طفیل آپ کی امت کو منصب ولایت کے علاوہ مزید انعامات بھی مل سکتے ہیں۔ جو ولایت اور مقام تقویٰ کے حصول کے بعد ملتے ہیں۔ (اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ولایت کے بعد نبوت ہی ہے) تو اس سے الٹا نفی نبوت کا مفہوم کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اگر مولوی محمد علی صاحب اس اپنے حذف کردہ حصہ کو حذف نہ کرتے۔ اور اسے ذہن نشین رکھتے۔ تو تیرہ سو سال میں آج تک" کے الفاظ سے انہیں یہ ٹھوکر نہ لگتی کہ گویا اس میں مطلق طور پر دعویٰ نبوت کی نفی کی گئی ہے۔ کیونکہ "وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کر دے۔ اور نئی شریعت جاری کرے" کے الفاظ اسی وہم کے ازالہ کے لئے اس میں بڑھائے گئے تھے۔ نیز جب اس بحث کے شروع میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں۔ کہ "اب تک جس کو تیرہ سو برس گذر گئے ہیں۔ یا آئندہ آپ کی غلامی سے منکر شخص کی رسائی دربار الٰہی میں نہیں ہو سکتی۔" تو اس کے خلاف اس فقرہ کے کوئی معنے کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پر جو الزام مولوی محمد علی صاحب نے عائد کیا ہے۔ اور ان کے ایک مضمون مندرجہ اخبار بدر جلد ۱۰ نمبر ۱۶ پرچہ ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء کا ایک فقرہ لے کر اس سے سراسر غلط نتیجہ نکالا ہے۔ اس کا جواب چونکہ سید صاحب موصوف خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر اخبار الفضل جلد ۱۰ ع۷۴ پرچہ ۲۶ مارچ ۱۹۲۳ء میں شائع کرا چکے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں اس کے متعلق صرف اس قدر بیان کر دینے پر اکتفا کرتا

ہوں۔ کہ سید صاحب کے جس مضمون سے مولوی محمدؐ علی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ ”جس نبوت کو وہ مسیح موعود میں مانتے ہیں۔ وہ وہی نبوت ہے۔ جو محدثین امت میں جاری وساری ہے“۔ اسی مضمون کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مفتی محمدؐ صادق صاحب کی (مولوی شبلی صاحب کے ساتھ) گفتگو کے خلاف بتا کر یہ بیان کیا ہے۔ کہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کی آمد کو جاری بتایا گیا ہے اب مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمدؐ علی صاحب باہم فیصلہ کرلیں۔ کہ ان میں سے کونسا معترض اپنے اعتراض میں حق پر ہے اور کونسا باطل پر۔

جناب مفتی محمدؐ صادق صاحب پر جو الزام مولوی محمدؐ علی صاحب نے مولوی شبلی صاحب کے ساتھ ان کی گفتگو کی طرف اشارہ کرکے عاید کیا ہے۔ اگر یہی الزام انہی ایام میں مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مفتی صاحب پر نہ رکھ چکے ہوتے۔ اور مفتی صاحب خود اپنے قلم سے اس کا جواب لکھ کر اخبار بدر ہی میں متعدد مرتبہ شائع نہ کرچکے ہوتے۔ اور آج یہ سوال اٹھتا۔ تو شاید مولوی محمدؐ علی صاحب کو کچھ کام دے سکتا۔ مگر جب اس گفتگو کے شائع ہوتے ہی اس پر ایک شور برپا ہوگیا۔ جس کی بنا پر حضرت مفتی صاحب نے اسی وقت اسکی تشریح لکھ کر بدر میں شائع کردی۔ اور متعدد مرتبہ اس خیال کی تردید کی کہ آپ نے اس گفتگو میں نبوت کی مطلق طور پر نفی کی ہے۔ اور صرف محدثیت کا بقا تسلیم کیا ہے۔ اور اس وہم کے ازالہ کے لئے اسی وقت اسکی یہ تشریح شائع کردی۔ کہ ”آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ تو پچھلے نبیوں میں سے کوئی نبی آنے والا ہے جیسا کہ دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ مسیح ابن مریم عیسی علیہ السلام پھر بجسدہ العنصری آئیں گے۔ اور نہ کوئی ایسا نبی پیدا ہونے والا ہے۔ جو مستقل نبوت رکھتا ہو۔ بلکہ جو آنے والا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا فیضیافتہ اور ان کے ملئے بمنزلہ ظل کے فنافی الرسول کے مقام پر ہوگا“ (اخبار بدر

اور اس کے بعد ۶ر اپریل ۱۹۱۱ء کے پرچہ اخبار بدر میں مزید وضاحت کے ساتھ اپنا مدعا بیان کردیا۔ اور شبلی صاحب والی گفتگو سے جو دھوکا پیدا ہوسکتا تھا۔ اسکا اسی وقت ازالہ کردیا۔ اور جماعت کے استعجاب کو بھی دور کردیا۔ تو اس کے بعد مولوی محمدؐ علی صاحب کا اس گفتگو کو حضرت مفتی صاحب کے خلاف حجت کے طور پر پیش کرنا کیونکر دیانتداری پر مبنی ہوسکتا ہے۔ بالخصوص جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں بھی اور آپ کی رحلت کے بعد بھی اس گفتگو سے پہلے اور اس کے بعد کئی مضامین میں حضرت مفتی صاحب اپنے اس عقیدہ کا اعلان کرچکے ہوئے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی بمعنے محدث ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ واقعی معنوں میں نبی اور زمرۂ انبیاء ورسل میں شامل ہیں۔ مثال کے طور پر ذیل میں حضرت مفتی صاحب کے چند فقرے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) اخبار بدر پرچہ ۹ر مارچ ۱۹۰۶ء میں ملک مولا بخش صاحب آف گورانی کے اس سوال کا کہ ”کیا حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہیئے“۔ حضرت مفتی صاحب یہ جواب لکھتے ہیں۔ ”خدا تعالے کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے۔ ایک شخص آدم سے لیکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے۔ درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح بن مریم ہی سہی) نہیں مانتا۔ کہتا ہے۔ وہ تو کافر تھا۔ بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالےٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے۔ اس کا کیا حشر ہوگا آپ ہی بتلایئے مگر انصاف شرط ہے“۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی الفاظ اس بات کے ثبوت میں ہوسکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا نویسندہ واقعی اور حقیقی معنوں میں نبی اور رسول یقین کرتا ہے۔

(۲) پھر جلد ۷ ع۱ پرچہ ۹ر جنوری ۱۹۰۸ء میں آپ نے لکھا۔ "تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دنیا میں نظر آیا ہے۔" کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر نبی محدثین میں سے (جو تیرہ سو سال میں ہزارہا گذرے ہیں) نہیں۔ بلکہ زمرۂ انبیاء و رسل میں سے ہیں۔

(۳) اور بدر جلد ۸ ع۳۰ میں لکھتے ہیں۔ "اور نبیوں کے لئے تو صرف یہ بات منوانے کی ہوتی تھی۔ کہ میں نبی ہوں۔ مگر تیرے لئے دو مشکلات تھیں۔ اول تو یہ کہ کوئی نبی آسکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نبی ہوں۔ آخر تو نے چار لاکھ انسان کے جزو ایمان میں یہ بات داخل کر دی۔"

(۴) پھر بدر جلد ۱۰ ع۳۲ پرچہ ۸ر جون ۱۹۱۱ء میں لکھتے ہیں۔ "اس بات سے نہ گھبراؤ کہ مسیح موعود کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ نبی نہ تھے یا رسول نہ تھے۔ پھر وہ جس کو خدا نے بھیجا وہ رسول نہ کہلائے گا تو کیا کہلائے گا۔ اور جو وحی الٰہی سے خبر پا کر پیشگوئیاں کرتا ہے۔ وہ نبی نہ کہلائے گا تو کیا کہلائے گا۔ جس کو حدیث نے نبی کہا ہے۔ وہ نبی نہیں۔ تو پھر کون نبی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص قرآن شریف کا انکار کرے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے انکار کرے اور کہے کہ براہ راست خدا کے پاس پہنچ گیا۔ اور نبی بن گیا وہ جھوٹا ہے۔"

ان تصریحات کے باوجود حضرت مفتی صاحب کے عقیدہ دربارہ مسئلہ نبوت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا غلط فہمی پھیلانا اگر محض مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اب میں اس رسالہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رحم اور کرم سے اور اپنی ستاری سے میری عیب پوشی فرمائے۔ اور اس حقیر رسالہ کو قبول فرمائے۔ اور اس میں نور اور برکت ڈال کر اسے ہمارے جدا شدہ بھائیوں کی راہ یابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

خاکسار محمد اسمٰعیل عفی عنہ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۴ رمضان ۱۳۵۴ھ بروز یک شنبہ۔

مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ عقاید پر تبصرہ

(از حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ و علیٰ آلہ سیما المسیح الموعود مع التسلیم

مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلی عقیدہ

گذشتہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہمیشہ بہت سے آدمی ایسے گذرے ہیں جو ایک وقت میں ایک نیک عقیدہ رکھتے تھے۔ اور بڑی مضبوطی کیساتھ اس عقیدہ پر قائم تھے۔ بلکہ اس عقیدہ کو دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کرتے اور حتی الوسع ان کی تبلیغ کرتے۔ مگر بعد میں ایک ایسا وقت بھی اُن پر آگیا کہ وہ خود اس عقیدہ سے منحرف ہو گئے اور پھر جیسا وہ اس عقیدہ کی تبلیغ میں کوشش کرتے تھے دوسرے وقت میں اسی عقیدہ کی تردید میں زور لگانا شروع کر دیا۔ ایسی مثالوں کی تلاش کیلئے تاریخ کے صفحات کیطرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں اسی زمانہ میں ایسی مثالیں کافی تعداد میں مل سکتی ہیں بلکہ میں سخت افسوس اور رنج کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ایسے واقعات کی ایک افسوسناک مثال .... مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے اپنی ذات میں دنیا کے سامنے پیش کی ہے

مولوی محمد علی صاحب کے عقاید ریویو کی ایڈیٹری کے وقت۔

یہ وہ صاحب ہیں جو کئی سال تک رسالہ ریویو آف ریلیجنز* کے ایڈیٹر رہے اور اس رسالہ میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور نبی کے پیش کیا۔ انکو نبی۔ رسول۔ پیغمبر کے ناموں سے برابر پکارتے رہے۔ قرآن شریف کی آیات کی رو سے اُنکی نبوت اور رسالت کو ثابت کیا۔ کھلے الفاظ میں کہا کہ اس اُمت کے کسی اور فرد سے انکو مشابہت دینا سخت نادانی اور جہالت ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے مشابہت دینا بھی سخت غلطی ہے کیونکہ یہ بزرگ نبی نہیں تھے اور حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب کو اس اُمت کے دیگر بزرگوں سے الگ کر کے انکو انبیاء و رسل کے گروہ میں شامل

* یعنی رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

کرتے رہے ہیں بلکہ یہانتک بیان کیا کہ قرآن شریف آخر زمانہ میں اُمّت محمدیہ میں ایک نبی کے آنے کی خبر دیتا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی موعود نبی ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ گذشتہ انبیاءؑ نے آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظہور کی خبر دی اور وہ نبی آخرزمان یہی حضرت مرزا صاحب ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہونے کے مدعی ہیں اور قرآن سے انکا نبی اور رسول ہونا ثابت ہے۔

ریویو کے مولوی محمدؐ علی صاحب کے مضامین حضرت مسیح موعودؑ کو زمرۂ انبیاء میں سے بتاتے ہیں

ریویو کے مضامین کو پڑھو جو مولوی محمدؐ علی صاحب نے اپنی قلم سے لکھکر شائع کیئے ہیں اُنمیں وہ نہایت ہی یقینی طور پر حضرت مرزا صاحب کو انبیاءؑ کے گروہ میں شامل کرتے اور نبی ہونے میں انکو تمام دوسرے انبیاءؑ کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ظاہر کرتے ہیں کہ یہ نبوّت آپ کو براہ راست نہیں ملی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے حاصل ہوئی لیکن جو نبوّت حضرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی اُسکو وُہ وہی نبوت ٹھہراتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کو ملی۔ وہ حضرت مرزا صاحب کو فی الواقع نبی قرار دیتے ہیں۔ اور حقیقی معنوں میں اُنکو نبوت کا پانیوالا ظاہر کرتے ہیں۔ ریویو کے صفحات میں انہوں نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا جس سے ظاہر ہو کہ جو نبوت حضرت مرزا صاحب کو ملی وہ ناقص نبوت ہے یا وہ حقیقی معنوں میں نبوت نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں اُن کو نبی کہا گیا ہے ورنہ فی الواقع وہ نبی نہیں۔

ریویو کے مولوی محمدؐ علی صاحب کے مضامین حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت اور نبی و رسول بتلاتے ہیں

ریویو کے صفحات کو اوّل سے آخر تک پڑھ جاؤ تو تم یہ لکھا ہوا پاؤ گے کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔ نبی ہیں۔ رسول ہیں۔ پیغمبر ہیں اور ایسا اُنہوں نے اپنے دوستوں کو نہیں بلکہ مخالفوں کو بتایا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہونے کے مدعی ہیں اور اُنکی نبوّت اور رسالت قرآن شریف سے ثابت ہے اور کہ وہ فی الواقع اور فی الحقیقت ایسے ہی نبی اور رسول اور پیغمبر ہیں جیسا کہ پہلے انبیاء نبی اور رسول اور پیغمبر تھے اُنہوں نے ایک لفظ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ تمام الفاظ جو انبیاء کیمتعلق استعمال ہوتے ہیں لکھے ہیں۔ اور اُنکی کلام کے پڑھنے سے پڑھنے والے کو ذرا بھی شک باقی نہیں رہتا کہ ان مضامین کا لکھنے والا حضرت مسیح موعودؑ کو ایسا ہی نبی قرار دیتا ہے جیسا کہ دُوسرے انبیاءؑ نبی ہیں۔ کھُلے الفاظ اور صریح عبارات میں اُنہوں نے ناظرین کے

سامنے حضرت مسیح موعودؑ کو بطور نبی کے پیش کیا ہے کسی قسم کی شرط یا توجیہ ساتھ نہیں لگائی اور ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا جس سے یہ سمجھا جاتا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت ایسی نبوت نہ تھی جیسی دوسرے انبیاءؑ کی۔ بلکہ اُنکا لفظ لفظ یہ بتاتا اور ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت بعینہٖ وہی نبوت ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو ملی۔ بلکہ اُنہوں نے تو یہانتک ظاہر کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ایسی ہی ہے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت۔

مولوی محمدؐ علی صاحب کے ان مضامین کے چند فقرے بطور نمونہ

نمونہ کے طور پر مَیں اُنکے مضامین مندرجہ ریویو میں سے چند عبارتیں ذیل میں نقل کرتا ہوں اور ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ بغیر کسی طرفداری کے خیال کے محض انصاف سے بتائیں کہ ان عبارتوں میں مولوی محمدؐ علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی اور واقعی معنوں میں نبی قرار دیا ہے یا محض استعارہ کے طور پر

مولوی محمدؐ علی صاحب اپنی ان عبارتوں میں اب کوئی نئے معنے نہیں ڈال سکتے

مَیں ناظرین سے انصاف چاہتا ہوں کہ ان حوالجات کے بعد مولوی محمدؐ علی صاحب یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا غلط لکھا اور اُسوقت میرا عقیدہ صحیح نہیں تھا اور اب مجھے اپنی غلطی معلوم ہوئی ہے اور اب مَیں اپنے پہلے عقیدہ سے تائب ہو گیا ہوں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ مَیں نے ان عبارتوں میں حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی معنوں میں اور فی الواقع نبی قرار نہیں دیا۔ اب یہ عبارتیں اُنکی قلم سے نکلکر شائع ہو چکی ہیں اور اب ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے کہ ان عبارتوں کا مفہوم اور مطلب کیا ہے۔ اب اُنکے لیئے اس بات کی کوئی گنجایش باقی نہیں رہی کہ ان الفاظ میں اپنی طرف سے کوئی نئے معنے پھونک سکیں اب الفاظ بدلے نہیں جا سکتے اور نہ اُنمیں کوئی نئے معنے کسی عمل کے ذریعہ ڈالے جا سکتے ہیں۔ لکھنے والے کا مطلب صاف ہے اور اُسکے لیئے اب کسی پیچا پیچی کی گنجایش نہیں اور یہ امر اب اُنکی طاقت میں نہیں کہ اُنمیں کوئی ایسے معنے داخل کر سکے جنکے یہ الفاظ متحمل نہیں ہو سکتے یہ الفاظ اب مولوی صاحب کے قبضہ سے نکل گئے ہیں اور اب باوجود مولوی صاحب کے انکار کے ان الفاظ کے وہی معنے لیئے جائینگے جن معنوں کے ظاہر کرنے کے لیئے یہ الفاظ اوّل مرتبہ لکھے گئے تھے۔

مولوی محمدؐ علی صاحب اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ انہوں نے ان الفاظ کو انکے حقیقی معنوں میں استعمال کیا تھا

مولوی صاحب اس بات سے انکار نہیں کر سکینگے کہ مندرجہ ذیل حوالجات میں انہوں نے جہاں جہاں لفظ نبوت نبی۔ رسول پیغمبر کا استعمال کیا ہے وہاں

انہوں نے ان لفظوں کو انہی معنوں میں استعمال کیا ہے جو ان کے حقیقی معنے ہیں اور جن معنوں میں یہ لفظ عام بول چال اور تحریر میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور کہ مولوی صاحب کے مخاطبین نے بھی ان لفظوں کو ان کے عام مفہوم میں ہی سمجھا نہ کہ کسی استعارہ کے رنگ میں۔

(۱) مولوی محمد علی صاحب ایک مخالف سلسلہ یعنی خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید کو مخاطب کرکے ریویو جلد ۴ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"کیا ایک متعصب آدمی جو ایک نبی کے خلاف رائے قائم کر چکا ہے جیسے آپ اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اور سیل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر چکے ہیں وہ ایسی مبہم باتوں میں ایک نبی کیخلاف اعتراض پر ہاتھ ڈال سکتا ہے یا نہیں۔"

مولوی محمد علی صاحب نے اس حوالہ میں آنحضرتؐ کو اور حضرت مسیح موعودؑ کو ایک ہی معنے میں نبی بتایا ہے۔

اس عبارت میں مولوی محمد علی صاحب پہلے تو ایسے آدمی کا ذکر کرتے ہیں۔ جو متعصب ہے اور ایک نبی کے خلاف رائے قائم کر چکا ہے پھر وہ ایسے نام پیش کرتے ہیں جن پر یہ الفاظ صادق آتے ہیں اول سیل مترجم قرآن۔ دوسرا خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید ہر دو کو وہ ایسے آدمی قرار دیتے ہیں جنہوں نے تعصب کی وجہ سے ایک نبی کے خلاف رائے قائم کی ہے۔ جس نبی کے خلاف سیل نے رائے قائم کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نبی کے خلاف خواجہ صاحب نے رائے قائم کی وہ مولوی محمد علی صاحب کے بیان کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔ اب اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اس عبارت میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی قرار دیا ہے۔ اور نبی بھی انہی معنوں میں جن معنوں میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی قرار دیتے ہیں۔ اب اس بات کا فیصلہ مولوی صاحب خود کر سکتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کن معنوں میں نبی قرار دیتے ہیں۔ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فی الواقع نبی نہیں سمجھتے تو پھر بیشک وہ حق رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی فی الواقع نبی نہ سمجھیں لیکن اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فی الواقع نبی سمجھتے ہیں تو انکو قبول کرنا پڑیگا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی فی الواقع نبی قرار دیا ہے۔ اس عبارت میں

اگر مولوی محمد علی صاحب آنحضرتؐ کو نبی مانتے تھے تو حضرت مسیح موعودؑ کو بھی نبی مانتے تھے۔

اس ایک حوالہ میں دو دفعہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو انہی معنوں میں نبی بتایا ہے جن میں آنحضرتؐ نبی ہیں

مولوی صاحب نے ایکدفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو انہی معنوں میں نبی قرار دیا ہے جن معنوں میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھتے ہیں پہلے تو لکھا ہے کہ خواجہ صاحب موصوف اور سیل دونوں ایک نبی کے خلاف رائے قائم کر چکے ہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ یہ دونوں صاحب مبہم باتوں میں ایک نبی کے خلاف اعتراض پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔ پس عبارت مندرجہ بالا میں دو مرتبہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کہکر اپنے اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود بھی اُنہی انبیاءؑ کے گروہ میں شامل ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔ فتدبروا یا اولی الالباب۔

دوسرا حوالہ ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۴۱

(۲) پھر مولوی صاحب جلد ۵ نمبر ۴ صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ پر صریح الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کہکر زمرۂ انبیاءؑ میں شامل کرتے ہیں چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے ...... چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جیسا کہ متواتر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے مامور اور نبی کرکے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں ...... یہی سنت قدیم سے انبیاءؑ کی چلی آئی ہے۔"

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود کو ایسا ہی نبی بتایا گیا ہے جیسے دوسرے انبیاءؑ نبی تھے

اب اس حوالہ کے بعد میں نہیں سمجھ سکتا کہ کون شخص اس بات کا انکار کر سکتا ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو ایسا ہی نبی قرار دیا ہے جیسا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام نبی تھے۔ اس قسم کے اقرار کے بعد پھر حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے سے انکار کرنا مولوی محمد علی صاحب کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ اکیلے عبارت مندرجہ بالا کو پڑھو۔ کیا اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان الفاظ کا لکھنے والا حضرت مسیح موعودؑ کو انبیاء کے پاک گروہ میں شامل کرتا ہے ہاں اُسی گروہ میں شامل کرتا ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہیں اور کسی طرح بھی نبی ہونے میں حضرت مسیح موعودؑ کو کسی دوسرے نبی سے کم خیال نہیں کرتا بلکہ انکو ایسا ہی نبی قرار دیتا ہے جیسا کہ دنیا کے دوسرے انبیاء علیہم السلام نبی تھے۔ اب ناظرین ایک طرف مولوی محمد علی صاحب کا مندرجہ بالا بیان پڑھیں اور دوسری طرف

مولوی صاحب کا موجودہ عقیدہ

دیکھیں کہ اب وہ کیا بیان فرماتے ہیں۔ اب وہ اپنا عقیدہ مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں:۔

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی ہتک سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے"۔

(پیغام صلح جلد دوم نمبر ۱۱۹ - ۶ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء)

ان متقابل تحریروں کا تضاد

مکرم ناظرین! ہر دو بیانات کا مقابلہ کر کے فرمائیے کہ آپکے نزدیک یہ دونوں تحریریں ایک ہی شخص کی قلم سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں؟ اگر تحریروں کو دیکھکر اندازہ لگایا جائے تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ دونوں عبارتیں ایک ہی شخص کی تحریریں ہیں کیونکہ ایک جگہ تو حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کہا گیا ہے اور آپکو دوسرے انبیاءؑ کیساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اور دوسری جگہ یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب (نہیں نہیں۔ میں نے غلطی کی۔ "حضرت مرزا صاحب" نہیں بلکہ "مرزا صاحب") کو نبی کہتا ہے وہ اسلام کی ہتک کرتا ہے بلکہ خود حضرت مرزا صاحب (مولوی صاحب مجھے معاف فرماویں۔ میری قلم سے بار بار "حضرت مرزا صاحب" نکل جاتا ہے۔ اگر میں مولوی صاحب کی عبارت کو صحیح طور پر نقل کروں تو مجھے صرف "مرزا صاحب" کہنا چاہیئے) پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔

یہ دونوں متضاد تحریریں ایک ہی شخص یعنی مولوی محمدؐ علی صاحب کی تحریریں ہیں۔

نعوذ باللہ من ذالک۔ لیکن میرے مکرم ناظرین! اگرچہ ان دونوں تحریروں میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ ایک تو ایسے آدمی کی تحریر معلوم ہوتی ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی قرار دیتا ہے اور باقی تمام انبیاءؑ میں شامل اور داخل سمجھتا ہے اور دوسری تحریر ایک ایسے آدمی کی قلم سے نکلی ہوئی ہے جو حضرت مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہتک قرار دیتا ہے بلکہ اسکے نزدیک ایسا کہنے سے خود حضرت مرزا صاحب پر (نعوذ باللہ) "بہت بڑی زد پڑتی ہے"۔ مگر میرے مکرم ناظرین! اگرچہ تمھاری نظر میں یہ دونوں عبارتیں دو مختلف آدمیوں کی تحریریں معلوم ہوتی ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل متضاد مذہب رکھتے ہیں۔ مگر در اصل یہ دو مختلف آدمیوں کی تحریریں نہیں بلکہ ایک ہی شخص کی انگلیوں نے انکو لکھا ہے۔ اسی محمدؐ علی نے جو اب (حضرت) مرزا صاحب کو نبی کہنا اسلام کی ہتک خیال کرتا ہے اور اسکو (حضرت) مرزا صاحب پر "بہت بڑی زد" ٹھہراتا ہے اسی محمدؐ علی نے

پہلے یہ لکھا کہ (حضرت) مرزا صاحب نبی ہیں اور ایسے ہی نبی جیسے تمام دوسرے انبیاءؑ نبی ہیں۔ مگر

اس تضاد کی وجہ مولوی صاحب کی تبدیلی عقیدہ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ محمدؐ علی تو وہی ہے مگر دل وہ نہیں رہا۔ عقیدہ وہ نہیں رہا۔ ایمان وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ اسلیئے اگر ہم یہ کہیں کہ پہلی تحریر کا لکھنے والا اور محمدؐ علی تھا اور دوسری تحریر کا لکھنے والا اور محمدؐ علی ہے تو ایسا کہنا غلط نہ ہوگا۔ بلکہ بالکل درست اور بجا ہوگا۔

تیسرا حوالہ ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۹

(۳) ناظرین! اسی پر بس نہیں مولوی محمدؐ علی صاحب ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"ان ابتدائی اور خارجی امور کے فیصلے سے ہم اب اس حالت میں پہنچ گئے ہیں کہ اس نبی آخر زمان کے دعوی کی تصدیق کو سمجھنے کیلیئے اندرونی شہادت پر غور کریں"۔ (ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۹۹)

مولوی محمدؐ علی صاحب نے اس حوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی آخر زمان کہکر انبیاءؑ میں آپکی عظمت ثابت کی ہے۔

دیکھو اسجگہ مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف نبی کہکر پکارا ہے بلکہ انکو "نبی آخر زمان" کہکر انکی نبوت کی عظمت پر زور دیا ہے یعنی یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ حضرت کوئی معمولی نبی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نبی ہے جس نے آخری زمانہ میں کل دنیا کی اصلاح کے لیئے آنا تھا۔

چوتھا حوالہ ریویو جلد ۴ صفحہ ۲۶۵/۲۶۴

(۴) پھر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک نبی نے جو خدا کیطرف سے آیا دو باتوں پر زور دیا ہے اول یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں اور دوسرا یہ کہ اسکی نبوت کو اور اسکے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کریں۔۔۔۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ بعینہ اسی قدیم سنت اللہ کے مطابق اللہ تعالی نے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث فرمایا ہے"۔ (جلد ۴ صفحہ ۲۶۵)

اسجگہ مولوی محمدؐ علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف دوسرے نبیوں جیسا ایک نبی بیان فرمایا ہے بلکہ یہ بھی ظاہر کیا کہ جیسا کہ دوسرے نبی اس بات پر زور دیتے آئے کہ لوگ انکی نبوت کو تسلیم کریں۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی اسی قدیمی سنت کے مطابق اس بات پر زور دیتے ہیں کہ لوگ ان کی نبوت کو تسلیم کریں۔

اس حوالہ میں مولوی محمدؐ علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو فی الواقع نبی مانا ہے۔

مولوی صاحب کی خدمت میں اب میری التماس ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے قول کے بموجب فی الواقع نبی نہ تھے تو پھر اس بات کی کیا ضرورت پیش آئی تھی کہ وہ

بھی دوسرے نبیوں کیطرح اپنی نبوّت دنیا سے منوائیں. مولوی صاحب! سچ بتائیے کہ ان عبارتوں میں جب آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو دوسرے انبیاءؑ کے ساتھ شامل کیا تو آپکا اسسے یہی مطلب تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ فی الواقع نبی نہیں. یا یہ کہ وہ فی الواقع نبی ہیں۔

پانچواں حوالہ ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۸۲

(۵) پھر مولوی صاحب! اور دیکھئے۔ آپ ریویو میں کیا لکھتے رہے۔ آپ نے جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۸۲ پر تحریر فرمایا ہے:-

”خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے...... اس کا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جائیں جنکا اظہار صرف انبیاءؑ و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہا ہے اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاءؑ کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کرکے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے...... ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے۔ کیونکہ گذشتہ انبیاءؑ کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں“

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے اس زمانہ کیلئے ایک نبی کی ضرورت کو ثابت کیا ہے۔

مولوی صاحب بتلائیے کیا آپنے اس عبارت میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ اسوقت ایک نبی اور رسول کے ظہور کی ضرورت تھی اور کیا آپنے یہ لکھکر کہ گذشتہ انبیاءؑ کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں یہ ظاہر نہیں کیا کہ اس وقت ایک نبی کی ضرورت تھی جو تازہ نشان دکھلائے۔

مولوی محمد علی صاحب مانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاءؑ میں سے ہی ہیں

پھر مولوی صاحب! آپ نے ان الفاظ پر بھی غور فرماویں۔ آپ لکھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار صرف انبیاءؑ و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ آپکے اس قول میں خصوصیت کے ساتھ وہ الفاظ قابل غور ہیں جنکو موٹے الفاظ میں لکھا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار صرف انبیاءؑ و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار ہوا یا نہ۔ میرے خیال میں آپ اس سوال کا

یہی جواب دینگے کہ ہوا کیونکہ آپنے اس عبارت میں بھی جسکو میں نے اوپر نقل کیا ہے ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ پس جب آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار ہوا تو آپکو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ حضرت مرزا صاحب نبی اور رسول تھے۔ کیونکہ آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ ایسے نمونوں کا اظہار صرف انبیاءؑ و رسل کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اب مولوی صاحب! آپکے لئے یہ ایک حل طلب معمّہ ہے اور

مولوی محمد علی صاحب بتائیں کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ پر ان خارق عادت نشانوں کا ظہور نہیں ہوا یا آپ نبی ہیں۔

میں شوق سے اس بات کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ آپ اس مشکل سے کس طرح رہائی پا سکتے ہیں۔ یا تو آپ اس بات سے انکار کریں کہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ نہیں ہوا یا اس بات کو تسلیم کریں کہ حضرت مرزا صاحب فی الواقع نبی اور رسول تھے۔ اگر اب بھی آپ حضرت مسیح موعودؑ کے نبی اور رسول ہونے سے انکار کریں تو پھر لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلیگا کہ اب آپکا وہ عقیدہ نہیں رہا جو پہلے تھا اور یہ کہ اب آپ اپنے پہلے عقائد سے پھر گئے ہیں۔ اور یہی امر ثابت کرنا مقصود تھا۔

مولوی صاحب بتائیں کہ یہ استدلال اقلیدس کی کونسی شکل کے خلاف ہے

مولوی صاحب مجھے یہ تو علم نہیں کہ آپنے منطق پڑھی ہے یا نہ مگر مجھے یہ علم ہے کہ آپ علم اقلیدس کے بڑے ماہر ہیں۔ آپ خدا کیلئے مجھے یہ بتائیں کہ جو استدلال میں نے اوپر لکھا ہے اسمیں کس جگہ آپکو سُقم نظر آتا ہے۔ مجھے تو آپکے برابر اقلیدس کا علم نہیں مگر جہانتک مجھے علم ہے جو استدلال میں نے پیش کیا ہے اسمیں آپکے لئے کوئی نقص نکالنے کی گنجائش نہیں۔ یہ شکل بالکل صاف ہے آپ فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ ہی ہوتا ہے اور یہاں آپ انبیاء و رسل کے لفظ بھی اُنکے حقیقی معنوں میں ہی استعمال فرماتے ہیں۔ دوسری طرف آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی عبارت مندرجہ بالا سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوا۔ پس مولوی صاحب! آپ خود ہی بتائیں کہ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حضرت مسیح موعودؑ فی الواقع نبی اور رسول تھے۔ مولوی صاحب! بتائیے کیا یہ میرا استدلال درست نہیں۔ اگر اس

استدلال میں کچھ غلطی ہے تو اسکو ظاہر کیجیئے۔ وہ منطق کی کونسی شکل یا اقلیدس کی کونسی تحقیقات ہے جو اس استدلال کو غلط ٹھہراتی ہے۔ بھائیو ممکن ہے کہ مولوی صاحب مجھے

مولوی محمدؐ علی صاحب کی یہ تحریر حضرت مسیح موعودؑ کو ویسا ہی نبی اور رسول بتاتی ہے جیسے گذشتہ انبیاءؑ نبی اور رسول تھے

جواب نہ دیں۔ تم میری طرف سے مولوی صاحب سے پوچھو کہ کیا مولویصاحب اپنے بیان کردہ اصول کیمطابق حضرت مرزا صاحب ایسے نبی اور رسول ثابت نہیں ہوتے جیسے وہ انبیاءؑ نبی اور رسول تھے جنکو وہ حضرت مرزا صاحب کے مقابل میں گذشتہ انبیاءؑ کہکر پکارتے ہیں۔ اگر دنیا میں کوئی استدلال درست ہو سکتا ہے تو جو استدلال میں نے اوپر درج کیا ہے وہ بھی درست ہے۔ اگر یہ استدلال غلط ہے تو میں ڈنکے کی چوٹ سے مولوی صاحب کو بلاتا ہوں کہ وہ اس استدلال کا غلط ہونا ثابت کر کے دکھائیں۔ کیا غیر مبائعین احباب میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے۔ اگر کوئی شخص انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنیوالا ہے تو وہ ضرور یہ کہیگا کہ جہاں دوسری عبارتوں میں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا نبی اور رسول ہونا تسلیم کیا ہے ایسا ہی اس جگہ بھی انکو یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت مرزا صاحب نبی اور رسول تھے۔ مولوی صاحب کے لیئے ہرگز ہرگز کوئی گریز کی جگہ نہیں۔ جو حوالے میں اوپر درج کر چکا ہوں اُنمیں بھی حضرت مرزا صاحب کو مولویصاحب نبی اور رسول مانتا ہے اور جو حوالہ میں ابھی درج کر چکا ہوں اسمیں اُنہوں نے یہی ظاہر کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس زمانہ میں اُسی طرح ایک نبی اور رسول ہو کر ظاہر ہوئے ہیں جس طرح گذشتہ انبیاء نبی اور رسول ہو کر مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ مولوی صاحب صریح الفاظ میں تسلیم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور

اس حوالہ میں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے غیر نبی ہونے کی پرزور نفی کی ہے۔

علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے کسی غیر نبی کے ذریعہ سے نہیں ہوتا اور پھر یہ بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ ایسا اظہار حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ہوا۔ پھر کیونکر وہ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب گذشتہ انبیاءؑ کیطرح نبی اور رسول ہیں اور اگر وہ اس وقت اس سے انکار کرتے ہیں تو اس امر پر وہ خود مہر لگاتے ہیں کہ اب وہ اپنے پہلے عقیدہ سے انحراف فرما چکے ہیں۔ مندرجہ بالا حوالہ میں الفاظ ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے بھی خصوصیت سے قابل غور ہیں۔ کیونکہ انسے بھی مولوی صاحب کا وہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے جو

یہ حوالہ بتاتا ہے کہ سلسلہ ارسال انبیاء و رسل بند نہیں ہوا

اُن کے دل میں تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونوں کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ جن الفاظ کے اوپر خط کھینچا گیا ہے ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کا اُسوقت یہ ایمان تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں۔ آپ نے صرف ہوتا ہے نہیں لکھا بلکہ اسکے ساتھ ہوتا رہا ہے بڑھایا ہے۔ ایسے لفظوں کے لانے کا منشا ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جیسا ایک بات گذشتہ زمانہ میں ہوتی رہی ایسا ہی اب بھی ہوتی ہے۔ اگر مولوی صاحب کا یہ منشا نہ تھا کہ اب بھی نبوت مل سکتی ہے اور آپ کا یہی ایمان تھا کہ نبوت کے تمام دروازے اب بند ہو چکے ہیں تو ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے دو لفظوں کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ صرف اس بات کے ظاہر کرنے کے لیئے لکھے گئے کہ جیسے گذشتہ زمانہ میں خارق عادت نمونوں کا اظہار انبیاء و رسل کے ذریعہ ہوتا رہا ہے۔ ایسا ہی اب بھی ہوتا ہے۔ اگر مولوی صاحب کا یہ منشا نہ ہوتا تو آپکو دو لفظوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ زباندانوں سے پوچھو۔ جب ایسے دو فعل اکٹھے ذکر کیئے جائیں تو اُن کا منشا ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ یہ بات اب بھی ہوتی ہے اور پیچھے بھی ہوتی رہی۔ پس مولوی صاحب کے یہ لکھنے سے کہ خارق عادت نمونوں کا اظہار انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے یہی مطلب تھا کہ اب بھی ایسا ہوتا ہے اور گذشتہ زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ غرض مولوی صاحب کا ہوتا ہے کیساتھ ہوتا رہا بھی بڑھانا ظاہر کرتا ہے کہ اُسوقت اُن کا یہی عقیدہ تھا کہ نبوت کے تمام دروازے بند نہیں ہوئے۔ مگر ایک تو وہ زمانہ تھا جبکہ مولوی صاحب کی بات بات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ نبوت کے تمام دروازے بند نہیں ہوئے بلکہ اُمت محمدیہ کے کامل افراد کو یہ درجہ حاصل ہو سکتا ہے اور اب مولوی صاحب پر ایک وقت ایسا آگیا ہے جبکہ وہ کہتے ہیں:۔

اس عقیدہ کا ان کے موجودہ عقیدہ سے مقابلہ

"اگر تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو بیرحم دیکھ یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو"۔ (دیکھو پیغام صلح جلد دوم نمبر ۱۱۹) مگر مولوی صاحب۔ اگر یہ خطرناک راہ تھی تو آپ کیوں بار بار حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اور رسول لکھتے رہے اور کیوں آپنے حضرت مسیح موعودؑ کو انبیاء و رسل کے گروہ میں شامل کیا۔ جناب مولوی صاحب سچ فرمائیے۔ کیا آپنے حضرت

مولوی صاحب کا اقرار کہ نبوت کے تمام دروازے بند نہیں ہوئے۔

مسیح موعودؑ کی زبان سے اپنے کانوں سے بارہا یہ نہیں سُنا کہ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند ہیں مگر ایک کھڑکی اب بھی کھلی ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑکی ہے یعنی اب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے نبوت مل سکتی ہے۔ اور کوئی ذریعہ نہیں۔ میں اُمید نہیں کرتا کہ آپکا حافظہ ایسا کمزور ہوگیا ہو کہ ایک بات جو آپنے بارہا خود حضرت مسیح موعودؑ کی زبان سے سُنی آپ اُسے ایسی جلدی بھول گئے کہ اب آپ تمام دروازے نبوت کے بند قرار دیتے ہیں۔

چھٹا حوالہ ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۸۶

(۶) لیکن اگر آپ کا حافظہ فی الواقع ایسا ہی کمزور ہوگیا ہے کہ ایسی باتیں بھی آپکے ذہن سے قطعی طور پر نسیاً منسیاً ہوگئیں جو آپنے کئی بار حضرت مسیح موعودؑ کی زبان مبارک سے اپنے کانوں سے سُنیں تو آؤ میں آپ کے سامنے آپکا ایک تحریری اقرار پیش کرتا ہوں۔ اسکے دیکھنے سے تو آپکو یاد آجائیگا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہی تعلیم تھی کہ نبوت کا دروازہ اُمت محمدیہ کیلئے بند نہیں ہوا بلکہ کھلا ہے۔ اگر آپکو اسمیں شک ہو تو آپ اپنے اس مضمون کا مطالعہ فرماویں جو آپنے "سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات و عقائد" کے عنوان کے ماتحت ریویو جلد ۵ نمبر ۵ میں لکھا

مولوی محمدؐ علی صاحب نے یہ حوالہ عقائد کے بیان میں لکھا ہے

وہ مضمون تو ضرور آپنے بڑی احتیاط سے لکھا ہوگا کیونکہ اس مضمون میں آپکا فرض تھا کہ آپ دنیا کے آگے سلسلہ احمدیہ کے صحیح صحیح عقائد پیش کرتے پس ایسے مہتم بالشان مضمون میں تو آپنے ایک ایک لفظ تول تول کر لکھا ہوگا تا ایسا نہ ہو کہ عقائد کے بیان میں کسی طرح کی غلطی واقع ہو جائے پس آؤ دیکھیں کہ آپ اس مضمون میں نبوت کے دروازہ کے متعلق کیا تحریر فرماتے ہیں۔ آپ صفحہ ۱۸۶ پر سلسلہ احمدیہ کا عقیدہ اس طرح پر بیان فرماتے ہیں:۔

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پُرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جسکو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدائے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کیلئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں اُن کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا"

مولوی محمدؐ علی صاحب کا اس حوالہ میں اقرار کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا

دیکھو۔ مولوی صاحب! آپنے یہاں کیا لکھا اور اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ اب تو آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر تم آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک غلطی ہے" مگر پہلے آپنے کیا لکھا۔ پہلے تو آپ دنیا کو بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کامل کیلئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ مولوی صاحب فرمائیے یہ کونسا دروازہ ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کامل کیلئے بند نہیں ہوا۔ کیا وہ نبوت کا دروازہ نہیں۔ پھر اب آپ کیوں ہمیں یہ سُناتے ہیں کہ "اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے" اب ہم آپکا کونسا عقیدہ درست مانیں۔ وہ جو آپنے ریویو کے صفحات میں سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات اور عقائد کے عنوان کے ماتحت لکھا یا وہ جس کی آپ اب تلقین فرماتے ہیں۔ اسوقت ہمارا یہی عقیدہ ہے جو آپنے ریویو میں لکھا۔ یہی ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی زبان سے سُنا۔ یہی ریویو کے ناظرین نے آپ سے سیکھا۔ اب ہم آپ کے کہنے پر کس طرح مان لیں کہ رسالت اور نبوت کے تمام دروازے بند ہیں یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کیلئے بھی یہ دروازہ بند ہے اور جو اس دروازہ کو قطعی اور یقینی طور پر بند نہیں مانتا وہ سخت خطرناک غلطی کرتا ہے۔ مولوی صاحب! آپ

مولوی محمدؐ علی صاحب کا موجودہ عقیدہ ان عقائد سلسلہ احمدیہ کے خلاف ہے

کیوں ایسی تعلیم دیتے ہیں جو خود اس تعلیم کے برخلاف ہے جو آپنے ریویو میں دی اور جسکو آپنے سلسلہ احمدیہ کے عقائد کہکر پیش کیا۔ اب اگر آپ کے وہ عقائد نہیں رہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں تھے اور جنکو آپ ریویو میں اپنی قلم سے دشمنوں اور دوستوں کے آگے پیش فرماتے رہے تو پھر آپ میں کیوں اسقدر جرأت نہیں کہ یہ کہدیں کہ جو کچھ میں نے پہلے لکھا اگرچہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے مطابق اور سلسلہ احمدیہ کے عقائد کے موافق تھا مگر اب میں ان عقائد کو غلط قرار دیتا ہوں اور اب مجھے سمجھ آگیا ہے کہ اس قسم کے عقائد خطرناک ہیں اور کہ حضرت (مرزا صاحب) نے خطرناک عقائد کی تعلیم دی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فی الواقع

اگر سلسلہ احمدیہ کے نزدیک نبوت کا دروازہ بند تھا تو اس حوالہ میں آپنے بند کیوں نہ بتایا۔

کوئی نبی بھی نہیں آسکتا تھا اور یہی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم تھی تو آپکو اپنے مضمون سلسلہ احمدیہ کے عقائد میں اس طرح لکھنا چاہیئے تھا کہ "یہ سلسلہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پُرانا ہو یا نیا آپ کے بعد نہیں

آسکتا۔" آپ نے ایسا کیوں لکھا کہ وہ یہ سلسلہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جسکو نبوت بدوں آپکے واسطہ کے مل سکتی ہو۔" آپنے وہ الفاظ کیوں بڑھائے جنکے اوپر مینے خط کھینچا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تھا تو آپکو اس شرط کے بڑھانیکی کیا ضرورت تھی کہ ایسا نہیں آسکتا جسکو نبوت بدوں آپکے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے جسکو نبوت آپکے واسطہ سے ملی ہو۔ مولوی صاحب! کیا یہ صاف عبارت نہیں۔ کیا اسکا یہ مطلب نہیں جو مینے اوپر بیان کیا۔ مولوی صاحب۔ آپکا تو یہ

اس حوالہ کی رو سے اس امت میں نبوت کا دروازہ یقیناً کھلا ہے۔

دعوٰی ہے کہ خدائے تعالٰی نے آپکو "اعلٰی درجہ کا دماغ" دیا ہے۔ کیا آپ ایسی صاف عبارت بھی نہیں سمجھ سکتے۔ آپ ضرور سمجھتے ہیں کہ اس عبارت کا یہی مطلب ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے عقاید کی رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے جسکو نبوت آپکے واسطہ سے ملی ہو۔ مگر مولوی صاحب! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب آپکے عقائد میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے اور اگرچہ آپنے ان عقائد کا اظہار ریویو میں کیا اور ان کو سلسلہ احمدیہ کے عقائد قرار دیا مگر اب آپ ان عقائد کو صحیح قرار نہیں دیتے۔ پس مولوی صاحب۔ ان عبارتوں کے ہوتے ہوئے کوئی معمولی سمجھ کا آدمی بھی یہ نہیں مان سکتا کہ آپنے ریویو میں یہی لکھا تھا کہ نبوت کے تمام دروازے بند ہیں اور کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آسکتا۔ اگر آپکا یہ عقیدہ ہوتا تو آپ ایسے الفاظ نہ لکھتے کہ اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جسکو نبوت بدوں آپکے واسطہ کے ملی ہو۔ اگر اسوقت بھی نبوت کے آپکے نزدیک دروازے تمام لوگوں پر بند ہوتے تو آپ یہ نہ لکھتے کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدائے تعالٰی نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپکے متبعین کامل کیلئے جو آپکے رنگ میں رنگین ہو کر آپکے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں اُن کے لیئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔" مولوی صاحب! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ تمام لوگوں پر بند ہو گیا تھا تو آپنے یہ مگر کیوں لگایا۔ اسکی کیا ضرورت پیش آئی اور یہ خطرناک الفاظ کیوں لکھدیئے کہ متبعین کامل کیلئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ مولوی صاحب۔ اب آپ ہزار دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازہ کو تمام لوگوں پر بند کرنیکی کوشش کریں۔ یہ آپکا اگر کبھی آپکا پیچھا نہ چھوڑیگا

اگر نبوت کا دروازہ اس امت پر بھی بند تھا تو مگر کا لفظ اس حوالہ میں کیوں رکھا گیا تھا۔

جبتک کہ آپ یہ اقرار نہ کریں کہ اسوقت میں نے یہی لکھا تھا کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے مل سکتی ہے اور کہ کامل متبعین پر دروازہ نبوت کا بند نہیں ہوا اور اسوقت میں اس عقیدہ کو سچا عقیدہ سمجھتا تھا مگر اب میں اس عقیدہ سے تائب ہوں اور میرے نزدیک یہ عقیدہ غلط ہے اور کہ سلسلہ احمدیہ غلط عقیدہ سکھاتا ہے۔

پھر مولوی صاحب۔ آپکی عبارت مندرجہ بالا میں بعض اور لفظ بھی ہیں جو قابل غور ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے" مولوی صاحب! آپنے انہی دو لفظوں میں جنکے اوپر خط کھینچا گیا ہے اُسوقت کا اپنا عقیدہ ظاہر فرمایا۔ آپنے سچے معنوں میں کہکر یہ ظاہر کیا ہے کہ جو معنے مخالفین سلسلہ احمدیہ خاتم النبیین کے سمجھتے ہیں وہ غلط ہیں۔ مگر مولوی صاحب فرمایئے وہ کونسے معنے ہیں جو مخالفین سمجھتے ہیں۔ کیا وہ آپ کیطرح یہ نہیں کہتے کہ حضرت مرزا صاحب یا کسی اور شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی قرار دینا اسلام کی بیخکنی ہے اور کہ اگر کسی بزرگ کی نسبت یہ کہا جاوے کہ اسنے نبی ہونیکا دعوٰی کیا تھا تو اس سے اس بزرگ پر بہت بڑی زد پڑتی ہے اور کہ اگر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہ مانیں تو یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور ہم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر آپکو اس میں شک ہو تو کسی مخالف سلسلہ کے سامنے اپنے الفاظ پیش کریں وہ بڑی خوشی کیساتھ اس بیان کو قبول کریگا اور بول اُٹھیگا کہ بیشک مولوی صاحب! آپنے صحیح فرمایا جو کچھ آپ فرماتے ہیں بالکل صحیح اور درست ہے اسمیں ذرا بھی شک و شبہ نہیں۔ لیکن اگر آپ کسی مخالف کے سامنے وہ الفاظ پیش کریں جو آپنے ریویو میں لکھے تو وہ آپسے نفرت کا اظہار کریگا اور وہ بڑی زور سے کہیگا کہ آپنے غلط کہا ہے اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا! ایسے ویسے کی شرطیں سب فضول ہیں اور یہ آپکے مگر سب لغو ہیں۔ اور مولوی صاحب! ہمیں فرضی طور پر ایسا نہیں کہنا۔ الحمدیث آپکی نظر سے گذرتا ہوگا۔ وہ بارہا آپکو شائع کر چکا ہے کہ نبوت کے معاملہ میں صحیح عقیدہ وہی ہے جو اب آپ پیش کر رہے ہیں۔ اور اگر آپ اُسکے سامنے سلسلہ احمدیہ کے عقائد والا مضمون پیش کرینگے تو وہ آپکو صاف بتلا دیگا۔ کہ مولوی صاحب اس سے مجھے اتفاق نہیں سلسلہ احمدیہ کا بیشک یہی عقیدہ ہے مگر ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ پس مولوی صاحب۔ اس بات کے پرکھنے کیلیئے کہ آپکا اسوقت کا عقیدہ درست ہے یا اسوقت کا یہی دیکھ لینا کافی ہے کہ ان دونوں عقیدوں میں سے مخالفین کس کو قبول کرتے ہیں۔ پس مولوی صاحب اس

اس حوالہ کی رو سے خاتم النبیین کے سچے معنے اور بالمقابل جھوٹے معنے

اس سابقہ امتحان کا طریق کہ اُنکے ساتھ بیان کردہ معنے غیر مقدسین کے عقائد کے مقابل پر بالبعد کے بیان کردہ۔

امر کا امتحان کرلیں اور آزمائش طور پر کسی سخت مخالف کے سامنے اپنی دونوں عبارتیں رکھدیں۔ اور جو رائے وہ شخص آپ کے ان بیانات کے متعلق وہ ظاہر کرے اُس سے مولوی صاحب مجھے بھی از راہِ مہربانی اطلاع دیں۔ اس طریق سے میں یقین کرتا ہوں کہ مولوی صاحب کو اس بات کا علم ہو جائیگا کہ اُن کے ان دونوں عقائد میں سخت اختلاف ہے۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور کہ انکا موجودہ عقیدہ مخالفین کے عقیدہ کے عین مطابق ہے۔ اور چونکہ خود وہ اپنے بیان مندرجہ بالا میں مخالفین کا عقیدہ متعلق نبوت غلط قرار دے چکے ہیں اسلیئے ان کو ماننا پڑیگا کہ اُن کا یہ دوسرا عقیدہ جسکو مخالف صحیح تسلیم کرتے ہیں ضرور غلط ہے۔ پس مولوی صاحب کی خدمت میں میں سفارش کرتا ہوں کہ وہ ذرا اس طریق کو آزما کر دیکھ لیں۔ لیکن یہ تو ایسی صاف بات ہے کہ بغیر امتحان کے بھی انکو معلوم ہونی چاہیئے۔ اُنکا دل ضرور گواہی دیگا کہ جو عقیدہ ہیں اسوقت ظاہر کر رہا ہوں یہ مخالفین سلسلہ کے عقیدہ کے مطابق ہے۔ اور کہ پہلا عقیدہ جسکو وہ سلسلہ احمدیہ کے عقائد کے عنوان کے نیچے ظاہر کر چکے ہیں وہ مخالفین سلسلہ کے عقیدہ کے مخالف ہے۔ پس انکو ضرورت نہیں کہ وہ کسی دوسرے مخالف کے پاس جائیں۔ اپنے دل سے ہی پوچھ لیں اور اُسی کے فتویٰ کے مطابق فیصلہ کرلیں۔ اگر انکا دل یہی فتویٰ دے کہ اُنکا موجودہ عقیدہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیگر مخالفین سلسلہ کے عقیدہ کے مطابق ہے اور انکا عقیدہ جو وہ ریویو میں درج کر چکے ہیں ان لوگوں کے عقیدہ کے مخالف ہے تو مولوی صاحب کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اُنکا موجودہ عقیدہ وہ نہیں جو پہلے تھا اور کہ انکا پہلا عقیدہ سلسلہ احمدیہ کے مطابق اور موجودہ عقیدہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے عقیدہ کے مطابق ہے۔ پس اس معیار سے وہ اپنا حق یا باطل پر ہونا دیکھ لیں اور یہی معیار ہے جسکو خواجہ صاحب نے اپنے ایک تازہ مضمون میں بھی پیش کیا ہے۔ پس اس معیار کے مطابق اگر مولوی صاحب دیکھیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُنکے ساتھی اُنکے اس نئے عقیدہ کو پسند فرماتے ہیں تو خود خواجہ صاحب کے پیش کردہ معیار کے مطابق انکو سمجھ لینا چاہیئے کہ اب اُنکے عقیدہ میں فرق آگیا ہے اور کہ اب اُنکا وہ عقیدہ نہیں رہا جو پہلے تھا

مولوی محمد علی صاحب کا اپنا ضمیر ضرور اس تبدیلی کو مانتا ہے گو اُنکی زبان نہیں مانتی۔

(منقول از رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۱۴ نمبر ۹)

اخبار پیغام صلح لاہور کی طرف سے

"تبدیلی عقیدہ کے متعلق مولوی شیر علی صاحب سے ایک ضروری سوال"

(منقول از پیغام صلح جلد ۴ نمبر ۱۱۴ پرچہ ۲۳ مئی ۱۹۱۷ء)

"مکرم مولوی شیر علی صاحب قادیان کے ان بزرگوں میں سے ہیں۔ جو ابتدا سے خلافت محمودیہ کے پشت پناہ کا کام سر انجام دے رہے ہیں۔ ایک مدت تک ریویو آف ریلیجنز میں آپ نہ صرف بحیثیت نامہ نگار ہی بہت سے مضامین لکھتے رہے۔ بلکہ اسکی ادارت کے منصب پر بھی کچھ عرصہ تک فائز رہ چکے ہیں۔ آجکل آپ بہت* سے طویل خطوط کا ایک سلسلہ جماعت حقہ احمدیہ کے بعض ممبروں کے نام لکھ لکھ کر بھجوا رہے ہیں۔ جن میں جماعت کے موجودہ اختلافی مسائل نبوت مسیح موعود اور مسئلہ کفر وغیرہ پر آپ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ بحث کی ہو۔۔۔۔ اور بڑا زور اس بات پر دیا ہے۔ کہ ان مسائل نبوت اور کفر میں ان کا اعتقاد ہمیشہ وہی رہا ہے۔ جو اب ہے۔ خود حضرت مسیح موعود کے منہ سے آپ لگاتار انہی باتوں کو سنتے رہے۔ جو اب میخ کی طرح ان کے دل میں گڑ چکی ہیں۔ اور کسی طرح بھی نکل نہیں سکتیں۔ اور کہ یہ وہی باتیں ہیں۔ جو آپ ہمیشہ سے ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے رہے ہیں۔ جس کا جی چاہے۔ مقابلہ کرکے دیکھ لے۔ چنانچہ آپ کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

<u>Was Ahmad a Prophet?</u> <u>If so in what</u> sense? In reply to these questions I might have referred you to what I wrote in the Review of Religions on this subject, long before there was any sign of the present controversy. But that may cause you inconvenience. So I let you know what my belief was on the subject in the life time

* یہ ایڈیٹر پیغام کی ایک معمولی غلط بیانی ہے۔ صرف ایک صاحب کو حضرت مولوی صاحب نے ان کے سوال کے جواب میں خط لکھا تھا۔ جیسا کہ حضرت مولوی صاحب کے مضمون سے ظاہر ہے۔

of the Promised Messiah and you can verify it, if you like, by comparing it with what I wrote in the Review.

مطلب اس عبارت کا یہ ہے۔ کہ ان سوالات کے جواب میں کہ کیا احمد نبی اللہ تھے۔ اگر تھے تو کس قسم کے نبی تھے۔ میں آپ کو ان تحریرات کا حوالہ اگر دوں۔ جو اس مضمون پر موجودہ مباحث سے مدتوں پہلے جبکہ ان جھگڑوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ میں لکھ چکا ہوں۔ تو یہ آپ کے لئے باعث تکلیف ہوگا۔ اس لئے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں میرا کیا عقیدہ تھا اور آپ اگر پسند کریں۔ تو ریویو سے اس کا مقابلہ کرکے اس کی تصدیق بھی کر سکتے ہیں۔

اس سے آگے آپ نے جو اپنا عقیدہ بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

From what I repeatedly heard from the blessed lips of the Promised Messiah— from what I heard from him times out of number, I had come to believe with full and complete clearness that Ahmad was a Prophet a prophet in the same sense in which Moses, Jesus, Zoroaster and others were prophets. As to the prophethood itself there was no difference. I never regarded him inferior to any of these prophets in respect of prophethood and I believed him to be superior to many prophets in respect of Rank.

ترجمہ:۔ ان باتوں سے جو مسیح موعود کے دہان مبارک سے میں اکثر سنتا رہا ہوں۔ اور بے شمار مرتبہ

میرے کانوں میں پہنچتی رہی ہیں۔ میں کامل صفائی کے ساتھ اس یقین پر پہنچ گیا۔ کہ احمد نبی اللہ تھے۔ اور ان معنوں میں نبی اللہ تھے۔ جن معنوں میں موسےٰ۔ عیسیٰ۔ زرتشت اور دیگر انبیا علیہم السلام نبی تھے۔ بلحاظ نبوت ان کی اور مسیح موعود کی نبوت میں کوئی فرق نہیں۔ میں نے کبھی ان سب انبیاءؑ میں سے بلحاظ نبوت کسی طرح بھی آپ کو کم نہیں سمجھا۔ اور بلحاظ مرتبہ میں آپ کو اکثر انبیاء سے بڑھ کر یقین کرتا رہا۔

یہ ہے۔ وہ اعتقاد جو مولوی شیر علی صاحب کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے خود مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے ان گنت مرتبہ سنکر اختیار کیا۔ بلکہ ان موجودہ مباحث سے بہت عرصہ پہلے اسے ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے بھی رہے۔ جس کے لئے آپ اجازت دیتے ہیں۔ کہ ریویو کے فائلوں سے اسکا مقابلہ کرکے اسکی تصدیق کرلی جائے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ خود کسی خاص مضمون کا حوالہ نہیں دیا۔ اس لئے آؤ ذرا خود ہی ریویو آف ریلیجنز کو بھی دیکھیں اور اپنے مکرم مولوی شیر علی صاحب کی اس اجازت سے فائدہ اٹھا کر اس بات کی ٹوہ لگائیں۔ کہ آیا آپ نے اپنے اس مندرجہ بالا اعتقاد کو ہی حسب ادعائے خود اپنے مضامین میں بھی لکھا ہے۔ اور کہیں اسکے مخالف تو کوئی بات نہیں کہی۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ آپ اس مضمون پر ان مباحث سے مدتوں پہلے ریویو آف ریلیجنز میں لکھ چکے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ کا عقیدہ ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے۔ اور کبھی بدلا نہیں۔ آیا یہ واقعی صحیح ہے۔

"مدتوں پہلے" کی باتوں کو فی الحال تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کرکے ہم آپ کی خاص ان ایام کی ہی تحریرات میں نظر ڈالتے ہیں۔ جب یہ موجودہ مسائل کم از کم قادیان کی چار دیواری میں بڑے زور شور سے معرض بحث میں آچکے تھے۔ فروری ۱۹۱۴ء کا مہینہ وہ مہینہ ہے۔ جب حضرت مولنا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ بستر علالت پر تھے۔ اور آپ کی حالت دن بدن تشویشناک تھی۔ جس کے تھوڑے ہی دن بعد ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو آپ رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوگئے۔ اور ان پہلے کی پیدا شدہ ابحاث نے کھلم کھلا جماعت کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کردیا۔ اس ایسے وقت میں جبکہ قادیان کے مولوی صاحبان پوشش بڑی بڑی کتابیں سروں پر رکھ کر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر بھاگتے پھرتے اور

یَعۡمَلُ اَشۡغَالًا کی قرآنی تمثیل کو اپنے عمل سے ثابت کر رہے تھے۔ ہمارے مکرم مولوی شیر علی صاحب ایک مضمون لکھتے ہیں۔ Ahmad as a Prophet احمد بحیثیت نبی اس مضمون کے شروع میں لفظ Prophet پر ایک فٹ نوٹ* لکھتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے:

The word prophet is used here not in the strict terminology of the Muslim Law. The holy prophet Mohamad, may peace and blessings of God be upon him, being the last of the prophets in that sense, but in the broad sense of one endowed with the gift of prophecy by Divine inspiration, a gift which is promised to every true muslim by the holy Quran, and one which was possessed in an eminent degree by the late Mirza Ghulam Ahmad of Qadian.

ترجمہ۔ لفظ پرافٹ (نبی) اسلامی اصطلاح کے اصل معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ان معنوں کے لحاظ سے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ ہاں یہ لفظ اپنے وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس سے وہ شخص مراد ہے۔ جس کو الہام الٰہی کے ذریعہ سے پیشگوئیوں کے انعام سرفراز کیا گیا ہو۔ اور یہ انعام ہے۔ جس کا وعدہ قرآن کریم نے ہر ایک سچے مسلمان کے ساتھ کیا ہے یہی انعام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کو بھی زیادہ کثرت کے ساتھ ملا۔"

اب اس عبارت میں ہمارے مکرم مولوی شیر علی صاحب نے جن معنوں میں حضرت مسیح موعود کے متعلق نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ظاہر ہے۔ ایک طرف تو آپ کا بیان ہے۔ کہ " احمد نبی اللہ تھے اور اِنہی معنوں میں نبی اللہ تھے۔ جن معنوں میں موسےٰ۔ عیسٰی۔ زرتشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام نبی تھے۔ بلحاظ نبوت ان کی اور حضرت مسیح موعود کی نبوت میں کوئی فرق نہیں۔

* یہ نوٹ حضرت مولوی شیر علی صاحب کا نہیں۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کا لکھا ہوا ہے جو ان کے نئے عقائد کا بنیادی پتھر ہے۔
(دیکھئے صفحہ ۲۴ سطر ۲۰)

پھر آپ کا یہ دعوٰی ہے۔ کہ آپ اپنے اس اعتقاد کو ریویو آف ریلیجنز میں بھی بیان کرتے رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ریویو آف ریلیجنز کی ورق گردانی سے جو کچھ ثابت ہوا۔ جو کچھ اپنا اعتقاد اس ریویو میں مولوی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ اور انہی ایام میں لکھا ہے۔ جبکہ نبوت مسیح موعود پر کم از کم قادیان میں بڑے زور شور سے بحث شروع ہو چکی تھی۔ وہ صاف ثابت کر رہا ہے۔ ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

کجا موسےٰ۔ عیسٰی۔ زرتشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت اور کجا حضرت مسیح موعود کہ جن کے متعلق لفظ نبی کو استعمال کرتے ہوئے بھی مولوی صاحب اسقدر ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں کہ مبادا اسے کہیں اسلامی اصطلاح کے اصل معنوں میں قرار نہ دے دیا جائے۔ اور اس لئے اسکی تشریح فرما دیتے ہیں۔ اور اسے مکالمہ مخاطبہ کے ماتحت پیشگوئیاں کرنے والا کی حد تک محدود کر کے ہر ایک سچے مسلم کو اسکا جائز حقدار ٹھیراتے ہیں۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہم حیران ہیں۔ کہ ایک طرف تو مولوی صاحب اپنی اسی چٹھی میں لکھتے ہیں۔ کہ

Another fact which positively proves that Ahmad was a prophet in the real sense of the term is that in the word of God revealed to him, Ahmad is repeatedly spoken of as a Rasul and a Nabi.

ترجمہ: "ایک اور بات جس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ احمد نبی اللہ تھے۔ اور لفظ نبوت کے اصلی معنوں میں آپ نبی تھے۔ یہ ہے کہ وہ الہامات جو آپ کو ہوئے۔ ان میں آپ کو بار بار نبی کہہ کر پکارا گیا ہے۔"

لیکن دوسری طرف اپنے رسالہ کے اندر اسی "real sense" اصلی معنوں میں استعمال شدہ لفظ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ

The word prophet is used here not in the

strict terminology of Muslim Law.

لفظ نبی یہاں شریعت اسلام کی اصطلاح کے اصلی معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ اب بتائیے آپ کے کس بیان کو صحیح سمجھا جائے۔ ریویو آف ریلجنز میں تو وہ بات نہیں۔ جو آپ نے اس چٹھی میں لکھی ہے۔ حالانکہ آپ کا دعویٰ تھا۔ کہ آپ ان مباحثات کے شروع ہونے سے مدتوں پہلے انہی باتوں کو لکھتے رہے ہیں۔ اور اس کی تصدیق ریویو سے کی جا سکتی ہے۔ اب بتائیے تصدیق کہاں ہوئی۔ یہاں تو الٹی تکذیب ہو گئی۔ مسیح موعود سے آپ نے جو کچھ سنا تھا۔ وہ تو الگ رہا۔ یہاں تو اپنا لکھا ہوا بھی آپ کو یاد نہ رہا۔

صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی جہاں تک آپ کی تحریرات ہمارے دیکھنے میں آئی ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی حضرت مسیح موعود کو ان معنوں میں نبی نہیں کہا۔ کہ گویا آپ میں اور دیگر انبیاء میں کوئی فرق نہ ہو۔ بلکہ اس کے برخلاف جب کبھی لکھا۔ آنحضرت صلعم کو آخری نبی اور ایک ہی نبی تمام امت کے لئے تسلیم کیا۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں آپ "انبیاء عالم" کے عنوان سے سردار پریتم سنگھ ایم۔ اے کے جواب میں ایک مضمون لکھتے ہیں۔ اور اس میں صاف طور پر آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا اقرار کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھتے ہیں۔ کہ "آپ کل زبانوں کے لئے اور کل قوموں کے لئے ایک ہی نبی ہیں"*۔ حالانکہ مولوی صاحب کا بیان ہے۔ کہ وہ بار بار ان گنت مرتبہ حضرت مسیح موعود کے منہ سے سن کر اس پر ایمان لا چکے تھے۔ اور یہ عقیدہ آپ کے دل میں راسخ ہو چکا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود بھی نبی ہیں۔ اور بحیثیت نبوت ویسے ہی نبی ہیں۔ جیسے دیگر انبیاء علیہم السلام۔ پھر اس یقین و ایمان کے ہوتے ہوئے کیونکر انہوں نے اسلام کے لئے ایک ہی نبی ہونے پر فخر کیا۔ کیوں حضرت مسیح موعود کی نبوت کو وہاں بالکل بھلا دیا۔ دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو اسوقت آپ کا ایمان نہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ اور یا آپ نے اپنے اعتقاد کو اسوقت جان بوجھ کر چھپایا۔ اول الذکر صورت میں آپ کا یہ فرمان کہ آپ ان موجودہ مباحثات سے مدتوں پہلے اسی مضمون پر اپنے انہی خیالات کا اظہار ریویو میں کر چکے ہیں۔ صریحاً غلط ٹھیرتا ہے۔ اور مؤخر الذکر صورت میں آپ پر مداہنت کا الزام عائد ہوتا ہے۔ اب یہ خود مولوی صاحب کا کام ہے۔ کہ دونوں میں سے جو بات ان کو پسند ہو۔ اسے قبول کریں۔ ان کے دونوں بیانات ان کے سامنے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ اسی +متضاد دیانت کے ساتھ جس کے ساتھ وہ ان چٹھیوں کو لکھنے

+ نقل مطابق اصل

* "کل زمانوں کے لئے اور کل قوموں کے لئے ایک ہی نبی ہے"۔ (ریویو اردو جلد ۱۰ نمبر ۷ صفحہ ۲۵۵)

کے مدعی ہیں۔ خدا تعالٰے کو حاضر و ناظر جان کر اور یہ سمجھ کر کہ اس احکم الحاکمین کے روبرو انہیں ان باتوں کا جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اپنے ان متضاد بیانات کا صحیح مطلب بیان فرمائیں گے۔ اور اپنے اوپر سے تبدیلیٔ عقیدہ اور اس کے ساتھ جھوٹ کا الزام جو ان بیانات کو دیکھ کر ان پر عائد ہوتا ہے۔ دور کرنے کی کوشش کرینگے۔"

حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب کی طرف سے

"پیغام صلح کے ایک ضروری سوال کا جواب"

(منقول از اخبار الفضل جلد ۴ نمبر ۹۹ پرچہ ۱۶ رجون سنہ ۱۹۱۷ء)

"بخدمت مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ اخبار "پیغام صلح" کے ایک آرٹیکل کا (جس میں بندہ سے ایک سوال کیا گیا ہے) جواب جناب کی خدمت میں ارسال ہے۔ یہ جواب "پیغام صلح" کے نام روانہ کیا گیا ہے۔ تاکہ اس کے ناظرین بھی دھوکہ میں نہ رہیں۔ وہ تو غالباً شائع نہیں کرے گا۔ اس لئے جناب درج اخبار فرما کر ممنون فرماویں۔ شیر علی عفا اللہ عنہ۔ ۹ رجون سنہ ۱۹۱۷ء۔

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور۔ آپ نے ۲۳ رمئی سنہ ۱۹۱۷ء کے پیغام میں ایک لیڈر لکھا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "تبدیلی عقیدہ کے متعلق مولوی شیر علی صاحب سے ایک ضروری سوال"۔ جس میں آپ بزعم خود متضاد بیانات میری طرف منسوب کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں ان متضاد بیانات کا صحیح مطلب بیان کروں۔ "اور اپنے اوپر سے تبدیلی عقیدہ اور اس کے ساتھ جھوٹ کا الزام جو ان بیانات کو دیکھ کر عائد ہوتا ہے۔ دور کرنے کی کوشش کروں"۔

اس سے تو مجھے انکار نہیں۔ کہ میں بہت گنہگار ہوں۔ مگر اس معاملہ میں جو جھوٹ میری طرف منسوب کیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں اس کا مرتکب نہیں ہوا۔ اور چونکہ آپ کے لیڈنگ آرٹیکل میں مجھ پر جھوٹ کا الزام لگایا ہے۔ اس لئے امید ہے۔ کہ آپ اپنے اخبار میں ہی میرے مندرجہ ذیل ڈیفنس کو جگہ دے کر اپنی انصاف پسندی کا ثبوت دیں گے جس

جھوٹ کا مجھ پر الزام لگایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں نے اپنے ایک انگریزی خط میں (جو میں نے ایک صاحب کے استفسار کے جواب میں لکھا تھا) یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ موجودہ اختلاف سے مدتوں پہلے میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نفس نبوت کے لحاظ سے ایسے ہی نبی ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت زرتشت۔ حضرت کرشن وغیرہم تھے (علیہم السلام) اور یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ ریویو آف ریلجنز میں میرے مضامین اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس کے متعلق آپ لکھتے ہیں۔ کہ یہ بیان غلط ہے۔ کیونکہ میرے ریویو کے مضامین بجائے اس کے کہ اس دعویٰ کی تصدیق کریں۔ اسکی تکذیب کر رہے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں فروری ۱۹۱۴ء کا ایک فٹ نوٹ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود حقیقی اصطلاحی معنوں میں نبی نہ تھے۔ اگر آپ اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں مجھ پر الزام لگانے سے پہلے مولوی محمدؐ علی صاحب سے اس امر کا تذکرہ کر لیتے۔ تو شاید آپ کو جلد بازی سے ایک شخص پر جھوٹ اور تبدیلی عقیدہ کا غلط الزام لگانے کی خجالت نہ اٹھانی پڑتی۔ کیونکہ **نوٹ زیر بحث کا لکھنے والا میں نہیں۔ بلکہ مولوی محمدؐ علی صاحب ہیں۔** وہ ایڈیٹر رسالہ تھے۔ اور میں اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ اگرچہ ان کے قرآن شریف کے ترجمہ میں معروف ہونے کی وجہ سے مضامین میں ہی لکھا کرتا تھا۔ مگر چونکہ ایڈیٹر ہر طرح مضامین کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے ہدایت تھی۔ کہ چھپنے سے پہلے رسالہ کے پروف ان کو دکھا لئے جایا کریں۔ اس ہدایت کی تعمیل میں میں نے فروری ۱۹۱۴ء کے پروف بھی ان کے پاس بھیجے۔ اس سے پہلے میں کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود کو نبی اور حقیقی معنوں میں نبی لکھ چکا تھا۔ مگر انہوں نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ اور اعتراض کیوں کرتے؟ جبکہ ان کا اپنا یہی عقیدہ تھا۔ جیسا کہ ان کے مضامین سے ظاہر ہے۔ مگر فروری ۱۹۱۴ء میں ان کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی۔ کہ مسیح موعودؑ کے منکروں کو مسلم ثابت کریں۔ لیکن وہ مسلم ثابت نہیں ہو سکتے تھے۔ جب تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے انکار نہ کیا جاوے۔ اس لئے وہ مسیح موعودؑ کے منکرین کو مسلم ثابت کرنے کی خاطر خود حضرت اقدسؑ کی نبوت ہی کو اڑانے کے درپے ہو گئے۔ جنہیں خود خدا نے نبی اور رسول کہا۔ اور جن کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کا خطاب دیا۔ اور جنہوں نے خود یہ دعویٰ کیا۔ کہ میں اسلام کی اصطلاح میں نبی ہوں۔ اس اثناء میں جب ریویو فروری ۱۹۱۴ء کے پروف ان کے پاس پہنچے۔ تو ان میں ایک مضمون کا یہ عنوان دیکھ کر کہ Ahmad as a prophet (احمد بحیثیت ایک نبی کے) انہوں نے نیچے اپنے قلم سے ایک فٹ نوٹ دے دیا۔ کہ یہاں نبی کا لفظ حقیقی اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ مجھے یہ نوٹ سخت ناگوار گذرا۔ مگر چونکہ بحیثیت ایڈیٹر ان کو اس نوٹ کے لکھنے کا حق حاصل تھا۔ بلکہ وہ میرے اصل مضمون میں بھی جیسی چاہتے تبدیلی کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہی ان مضامین کے ہر طرح ذمہ وار تھے۔ اس لئے مجھے مجبوراً خاموش رہنا پڑا۔ **اس بیان کی صداقت پر میں قسم کھانے کے لئے بھی تیار ہوں۔ اور جن الفاظ میں آپ چاہیں۔ اس امر کے متعلق قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نوٹ مولوی محمدؐ علی صاحب نے لکھا۔** اور یہ کہ مجھے اس نوٹ نے بہت تکلیف دی مگر چونکہ وہ ایڈیٹر اور ذمہ وار تھے۔ اس لئے مجبوراً مجھے صبر کرنا پڑا۔ **اگر آپ کو میری قسم پر اعتبار نہ ہو۔ تو مولوی محمدؐ علی صاحب ہی قسم کھا کر کہدیں۔ کہ یہ نوٹ انہوں نے نہیں لکھا۔ بلکہ میں نے ہی لکھا تھا۔ اس طرح بھی فیصلہ ہو جائے گا۔**

اس نوٹ کے متعلق ہمارے سابق پرنٹر مولوی خدا بخش صاحب (غیر مبائع) نے بھی جب مارچ ۱۹۱۴ء میں اپنے مطبع واقع لاہور میں مجھ سے سوال کیا۔ تو اس وقت بھی میں نے یہی جواب دیا تھا۔ کہ یہ نوٹ ایڈیٹر صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ میں اسکا ذمہ وار نہیں۔ اسوقت مولوی خدا بخش صاحب اس نوٹ کے سخت مخالف تھے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ یہ رسالہ قومی ہے۔ اس میں وہی عقیدہ درج کرنا چاہیئے۔ جو قوم میں مسلم ہو۔ اسوقت ان کے نزدیک احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اصطلاحی معنوں میں مسلم تھی۔ آج کل معلوم نہیں۔ ان کا کیا عقیدہ ہے؟ اس واقعہ کے متعلق آپ ان سے بھی دریافت کر سکتے ہیں۔

اس امر کا ایک اور ثبوت کہ نوٹ زیر بحث میرا لکھا ہوا نہیں یہ ہے۔ کہ میں اسی نوٹ سے پہلے اور بعد میں بھی حضرت مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی ہی لکھتا رہا۔ مثال کے طور پر میں اسی مضمون کو پیش کرتا ہوں۔ جس کے ایک فقرہ کے سیاق و سباق کو آپ نے

نظر انداز کر کے میرے خلاف بطور شہادت کے پیش کیا ہے۔ یعنی ۱۹۱۰ء کا مضمون "انبیاء عالم"۔ اس مضمون میں میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے:۔

"تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے۔ تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زرتشت ایک نبی تھا۔ اگر بدھ اور کرشن نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے۔ تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زرتشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا معلوم ہوا۔ وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں"۔ (ریویو اردو جلد ۹ نمبر ۷ صفحہ ۲۴۸)

"الغرض جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لیگا۔ اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؐ اسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے۔ جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے۔ .... اگر وہ (سردار پریتم سنگھ صاحب) اپنے اصول پر خود کار بند ہوں۔ تو ان کو اس امر کے ماننے سے ہرگز چارہ نہ ہوگا۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ایک سچے نبی ہیں۔ اور اسی زمرہ میں سے ہیں۔ جن کو انبیاء اور رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے"۔ (ایضاً صفحہ ۲۵۲)

آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے یہ جھوٹ لکھا۔ کہ ریویو کے گذشتہ فائل میرے اس عقیدہ کے شاہد ہیں۔ لیکن اب آپ پر مندرجہ بالا عبارت کے ملاحظہ سے واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ میرا یہ کہنا بالکل درست تھا۔ کہ آپ نے مجھ پر جھوٹ کا الزام غلط لگایا ہے۔ نیز آپ کو یہ بھی پتہ لگ گیا ہوگا۔ کہ آپ کا مندرجہ ذیل بیان بھی غلط اور سراسر خلاف واقعہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔ ؎

؎ "صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی جہاں تک آپ کی تحریرات ہمارے دیکھنے میں آئی ہیں۔ ان میں سے کسی میں حضرت مسیح موعود کو ان معنوں میں نبی نہیں کہا گیا کہ گویا آپ میں اور دیگر انبیاء میں کوئی فرق نہ ہو"۔

جناب ایڈیٹر صاحب! آپ ذرا مندرجہ بالا اقتباس ہی ملاحظہ فرمادیں۔ کیا اس میں انہی

معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں کہا گیا؟ اور آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ مضمون آپ کی نظر سے نہیں گذرا۔ کیونکہ آپ اپنے آرٹیکل میں اس مضمون کا ذکر بھی فرماتے ہیں۔ اور اس میں سے بزعم خود اپنے دعوے کی تائید میں ایک عبارت بھی نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

"۱۹۱۰ء میں آپ انبیاء عالم کے عنوان سے سردار پریتم سنگھ صاحب ایم۔ اے کے جواب میں ایک مضمون لکھتے ہیں۔ اور اس میں صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھتے ہیں۔ کہ "آپ کل زمانوں کے لئے اور کل قوموں کے لئے ایک ہی نبی ہیں"۔

ایڈیٹر صاحب! آپ کو یہ فقرہ تو نظر آگیا۔ مگر وہ دوسری عبارت جو میں اوپر نقل کر چکا ہوں۔ اور جو اس مضمون میں درج ہے۔ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ اور جس کو آپ نے دیکھا اور پڑھا ہے۔ پھر یہ کیوں آپ کی نظر سے پوشیدہ رہی۔ کیا دیانتداری اسی کا نام ہے؟۔

ایڈیٹر صاحب! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے کس کو انکار ہے۔ اور کون کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور شریعت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ پھر کون کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کر دیا۔ کیوں آپ ایسے عقائد ہماری طرف منسوب کر کے خلق خدا کو دھوکہ دیتے اور ہماری نسبت بدظنی پھیلاتے ہیں۔ آپ اسی مضمون کو دوبارہ پڑھیں۔ اس میں اس بات کی پوری تشریح اور توضیح موجود ہے۔ اگر کوئی شخص عمداً آنکھ بند کر لے۔ تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج؟

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ نہ صرف مولوی محمد علی صاحب بحیثیت ایڈیٹر رسالہ اس مضمون کے ذمہ دار ہیں۔ بلکہ خود حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کو پڑھا۔ اور اسمیں کسی فقرہ پر اعتراض نہیں فرمایا۔ آپ نے اس مضمون کے پڑھنے کے بعد مجھ سے پوچھا۔ کہ سردار پریتم سنگھ ایم۔ اے کون ہیں۔ جس کے جواب

میں یہ مضمون لکھا گیا ہے۔

جناب ایڈیٹر صاحب! میں آپ سے ایک اور امر بھی دریافت کرتا ہوں۔ کہ جب میرا عقیدہ معلوم کرنے کے لیئے ریویو کے گذشتہ فائلوں کا مطالعہ فرمایا۔ تو کیا اسوقت آپ کو ان فائلوں کے مطالعہ سے مولوی محمد علی صاحب کے عقیدہ کا علم بھی ہوُا یا نہیں؟ کیونکہ ہمارا عقیدہ اسوقت وہی ہے۔ جو پہلے مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ دربارۂ نبوت حضرت مسیح موعود تھا۔ مولوی صاحب برابر حضرت مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی بیان فرماتے رہے ہے۔ اگر آپ کو اس امر کے ثبوت کی ضرورت ہو۔ تو بتوفیق الٰہی بندہ قطعی اور یقینی ثبوت دینے کے ملئے تیار ہے۔ کیا آپ کو اس کے سننے کا شوق ہے۔

میں یہاں ایک اور الزام کی تردید کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جو آپ کے مولوی محمد علی صاحب نے پچھلے دنوں مجھ پر لگایا۔ میں اپنی تحریروں میں اس امر کا اعتراف کر چکا ہوں۔ کہ ہم پہلے خلافت کی حقیقت سے بے خبر تھے۔ اور یہ سبق ہم نے حضرت خلیفۃ المسیحؑ اول رضی اللہ عنہ سے سیکھا۔ جب حضرت مولوی صاحب نے اپنی خلافت کی ابتدا میں انجمن اور خلیفہ کے باہمی تعلقات کے بارہ میں چند سوالات بعض آدمیوں کے پاس بغرض جواب بھیجے۔ تو آپ نے وہی سوالات بندہ کے پاس بھی بھیجے۔ اور جو کچھ اسوقت میری سمجھ میں آیا۔ میں نے جواب لکھ دیا۔ مگر چونکہ اسوقت بندہ خلافت کی پوری حقیقت سے بے خبر تھا۔ اس لئے میرے اس جواب میں بعض نقص بھی تھے۔ وہ جواب مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ میں آیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اس میں سے کوئی فقرہ جو ان کے مفید مطلب تھا۔ نقل کرکے اپنے پاس محفوظ کرلیا۔ اور اب مناسب موقع دیکھ کر اس کو شائع کردیا۔ مگر بہتر ہوتا۔ کہ وہ ایسا نہ کرتے۔ کیونکہ ان کے اس فعل سے ان کے تقویٰ پر بڑا بھاری حرف آتا ہے۔ کیونکہ اول حضرت خلیفۃ المسیحؑ رضؓ نے اس وقت علی الاعلان حکم دیا تھا۔ کہ میرے پاس جو تحریریں اس امر کے متعلق پہنچی ہیں۔ وہ میں نے سب کی سب جلا دی ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی تحریر اس امر کے متعلق ہو۔ تو تم بھی تلف کردو۔ مولوی محمد علی صاحب نے یہ حکم سنا۔ مگر عمداً اسکی خلاف ورزی کی۔ یہ کس شخص کے حکم

کی خلاف ورزی تھی۔ اسی شخص کے حکم کی جسکو وہ خلیفۃ المسیح تسلیم کرکے اس کے ہاتھ پر یہ عہد کرچکے تھے۔ کہ ہم پر آپ کے احکام کی اطاعت اسی طرح واجب ہوگی۔ جس طرح حضرت مسیح موعود کے احکام کی اطاعت واجب تھی۔

دوئم۔ میں نے انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیحؑ رضؓ کے وعظ کے بعد بذریعہ تحریر مولوی محمدؐ علی صاحب کو اطلاع دی۔ کہ میری پہلی رائے غلط تھی۔ اور اب میرے نزدیک خلیفہ صدر انجمن کے لیئے بھی ایسا ہی مطاع ہے۔ جیسا کہ دوسرے افراد قوم کیلئے اب دیانت اس بات کی مقتضی تھی۔ کہ وہ میری پہلی رائے کو تلف کردیتے۔ کیونکہ میں نے انہی ایام میں اس کی تحریرًا تردید کرکے اسے غلط قرار دے دیا تھا۔ اور اس کے مخالف اپنی رائے ظاہر کردی تھی۔ مگر مولوی صاحب نے میری اس پہلی تحریر کی نقل کو سنبھال کر نہایت احتیاط سے آئندہ اپنا کام نکالنے کے لئے اپنے پاس محفوظ و مقفل رکھا۔ مگر میری دوسری تحریر کو نہایت غصہ کے ساتھ واپس کردیا۔

سوم۔ مولوی صاحب کی اس کارروائی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابتدا سے ان کے دل میں خلافت کے برخلاف ایک منصوبہ تھا۔ گو اس وقت ان کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ خلافت کا مقابلہ کریں۔ مگر آئندہ مقابلہ کرنے کے لئے اپنے پاس مصالح جمع کرتے رہے۔ اور وہ بھی ناجائز طور پر۔ اور حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے صریح حکم کے خلاف۔ اور باوجودیکہ میں نے اس رائے کی تردید کردی۔ مگر پھر بھی اسکو سنبھال کر محفوظ رکھا۔ تا آئندہ کام آئے۔ اگر میں اس وقت اپنی بریت کرنے کے لئے موجود نہ ہوتا۔ تو انہوں نے تو اپنی طرف سے کوئی دقیقہ لوگوں کو دھوکہ دینے میں فروگذاشت نہ کیا تھا۔"

نوٹ:۔ اس جواب میں حضرت مولوی شیر علی صاحب نے زیر بحث نوٹ کو نہایت صراحت کے ساتھ اور نہایت پرزور الفاظ میں مولوی محمد علی صاحب کا لکھا ہوُا بتایا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ "وہ نوٹ زیر بحث کا لکھنے والا میں نہیں بلکہ مولوی محمد علی صاحب ہیں ...... اس بیان کی صداقت پر میں قسم کھانے کے لیئے بھی تیار ہوں۔ اور جن الفاظ میں آپ چاہیں۔ اس امر کے متعلق قسم کھا سکتا ہوں۔ کہ یہ نوٹ مولوی محمدؐ علی صاحب نے لکھا...... اگر آپ کو میری قسم

پر اعتبار نہ ہو۔ تو مولوی محمد علی صاحب ہی قسم کھا کر کہدیں۔ کہ یہ نوٹ انہوں نے نہیں لکھا۔ بلکہ میں نے ہی لکھا تھا۔ اس طرح بھی فیصلہ ہو جائے گا۔"

اس کا جواب دینا مولوی محمد علی صاحب کا فرض تھا۔ اور اگر انہیں اپنے ہاتھ سے جواب لکھنے سے کوئی معذوری اور مجبوری مانع تھی۔ تو ان کی طرف سے کوئی اور شخص لکھ کر شائع کر سکتا تھا۔ مگر انہوں نے "لا تکتموا الشھادۃ کی خلاف ورزی کی۔ اور وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ اور من اظلم ممن کتم شھادۃ عندہٗ من اللہ کے ماتحت آثم اور اظلم بننے کو آسان سمجھا۔ مگر شہادت حقہ کی ادائیگی کو موت سے بدتر سمجھ کر اس کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ اس طرح شہادت کا اخفا کر کے بھی وہ اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے۔ کہ انہوں نے اپنے عقیدوں میں تبدیلی کر لی ہے۔ اور اب ان کے عقائد وہ نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود ؑ کے وقت میں تھے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم کے ایسے صریح حکم کے ہوتے ہوئے...... شہادت کا انکار صاف طور پر یہ ثابت کر رہا ہے کہ مطالبۂ حلف کا جواب ان کے خلاف ہے"۔ اور اب تک وہ اسی بارہ میں مہر بلب ہیں۔ ہاں ایڈیٹر پیغام صلح نے اس پر ایک نوٹ لکھا۔ جو درج ذیل ہے :۔

"مولوی شیر علی صاحب کی چٹھی"

(منقول از پیغام جلد ۴ ع ۱۲۲ پرچہ ۲۴ جون ۱۹۱۷ء)

"گذشتہ ۲۳ مئی ۱۹۱۷ء کی اشاعت میں ہم نے مولوی شیر علی صاحب کے ایک بیان پر جو انہوں نے اپنی ایک چٹھی میں اپنے عقائد کے متعلق کیا تھا۔ اور اسمیں اپنے سابقہ عقائد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز کو موجودہ عقیدہ نبوت کے مطابق ظاہر کیا تھا۔ ریویو آف ریلیجنز کے بعض حوالجات سے ثابت کیا تھا۔ کہ ان کا یہ بیان صحیح نہیں۔ اور کہ ریویو آف ریلیجنز میں جو کچھ آپ وقتاً فوقتاً لکھتے رہے ہیں۔ وہ ان کے موجودہ عقیدہ کے سراسر خلاف ہے اس پر مولوی شیر علی صاحب کا ایک مضمون ہمارے پاس بغرض اندراج اخبار پہنچا ہے

جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ہم نے ان کا عقیدہ جو ریویو آف ریلیجنز سے لیا گیا تھا۔ صحیح بیان نہیں کیا ہے۔ مولوی صاحب اپنی سابقہ خاموشی کی عادت کے خلاف بہت واویلا کرتے ہیں۔ کہ ان کے متعلق غلط بیانی کی گئی ہے۔ اور اس لئے ان کا جواب اخبار پیغام صلح میں چھپنا چاہیئے۔ ہم بحیثیت اخبار نویس خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص کو موقعہ دیا جانا چاہیئے۔ کہ اسکا جواب بھی چھاپے۔ مگر کیا کریں۔ قادیان کے رویہ نے ہمیں مجبور کیا ہے۔ کہ ہم بطور قیاس ان لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو ان کے اخبار ہمارے ساتھ کر رہے ہیں۔ مولوی شیر علی صاحب اپنے متعلق ایک فرضی غلط بیانی کا تو اسقدر رونا روتے ہیں۔ مگر ان کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد نہ رہی۔ کہ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ شاید اس لئے کہ اب مسیح موعود کا مان لینا سب گناہوں کا کفارہ سمجھ لیا گیا ہے۔ کیا انہی مولوی شیر علی صاحب نے اپنی آنکھوں سے وہ مضمون نہیں دیکھے۔ اور کانوں سے نہیں سنے۔ جنمیں نہایت جھوٹے الزامات ہمارے بزرگان قوم پر لگائے گئے۔ اسوقت انہوں نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ جن پر یہ الزام اول پیر اور پھر مرید لگا رہے ہیں۔ ان کا جواب بھی ہو سکتا ہے۔ اسکی بیسیوں مثالیں ہم پیش کر سکتے ہیں۔ اگر مولوی شیر علی صاحب کو اس حدیث پر ایمان ہے۔ اور وہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے متعلق جو کچھ ہم نے لکھا تھا۔ اس کا جواب بھی ہمارے اخبار میں شائع ہو۔ تو پہلے اپنے خلافت پناہ کو یہ سمجھائیں۔ کہ جو معاملہ ہم ان لوگوں سے چاہتے ہیں۔ وہی ہمیں بھی ضروری ہے۔ کہ ان کے ساتھ کریں۔ وہ اپنے اخبار الفضل کے کالموں کو ان جھوٹے الزامات اور بے بنیاد افتراؤں کی تردید کے لئے کھولیں۔ جو بزرگان قوم پر لگائے گئے ہیں۔ ہم خوشی سے جو کچھ وہ جواب لکھیں گے۔ اسے اپنے ریمارک کے ساتھ شائع کر دیں گے۔ اور اگر وہ خود ایسا معاملہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو کم از کم انہیں شرم آنی چاہیئے۔ کہ وہ دوسروں سے اس معاملہ کے خواستگار کیوں ہوتے ہیں۔ ہم زیادہ نہیں چاہتے۔ سر دست صرف اس قدر چاہتے ہیں۔ کہ جو کچھ ان کی طرف سے حضرت امیرؓ کے عقائد کے متعلق لکھا گیا ہے۔ وہ

اس کی تردید الفضل میں شائع کرا دیں۔ اور اس پر جو ریمارک چاہیں لکھیں۔ ہم ان کے مضمون کو درج کر دیں گے۔ اور اس پر جو ریمارک چاہیں گے لکھیں گے۔ دوسری شرط یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کا یہ مضمون مکمل نہیں ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ان کا عقیدہ پہلے بھی یہی تھا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی سمجھتے تھے۔ ہم ان سے صرف اسقدر دریافت کر لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ قارئین اخبار اسکے متعلق صحیح رائے قائم کر سکیں۔ کہ انہوں نے بیعت سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تھی۔ اب یا تو موجودہ عقیدہ ان کا بیعت کے وقت سے ہی ہے۔ یعنی غالباً سنہ ۹۷ء یا سنہ ۹۸ء جو ان کی بیعت کا زمانہ ہوگا۔ اور یا بیعت کے وقت اور عقیدہ تھا۔ بعد میں تبدیل کر لیا۔ ہم مولوی صاحب سے صرف اسقدر تشریح چاہتے ہیں۔ کہ وہ قسم کھا کر اس بات کو بیان کریں۔ کہ میرا عقیدہ کہ حضرت مسیح موعود حقیقی معنوں میں نبی ہیں۔ میری بیعت کے وقت سے ہے۔ اور یا قسم کھا کر یہ بیان کر دیں۔ کہ پہلے میرا عقیدہ حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ تھا۔ کہ وہ حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی معنوں میں نبی ہیں۔ پھر سنہ ۱۹۰۱ء میں میں نے یہ عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ اور سمجھ لیا تھا۔ کہ غلطی کے ازالہ میں حضرت صاحب ان تمام حوالوں کو جن سے یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت محدثیت سے بڑھ کر نہ تھی منسوخ قرار دے چکے ہیں۔ اور ایسا ہی یہ بھی قسم کھائیں۔ کہ یا تو وہ سنہ ۹۵ء سے ہی تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے۔ ماسوا ان کے جو فی الواقع حضرت مسیح موعود کی بیعت کر چکے ہوں۔ جیسا کہ ان کے پیر کا مذہب ہے۔ اور خواجہ غلام فرید مرحوم چاچڑاں والے کو بھی انہی کافروں میں سے ایک سمجھتے تھے۔ اور یا اس وقت تو وہ ان کو مسلمان ہی کہتے تھے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے سمجھ لیا تھا۔ کہ اب تمام روئے زمین کے مسلمان کافر ہو گئے ہیں۔ اس امر کو اگر وہ صاف کر دیں۔ تو ہم پہلی شرط کے ساتھ ان کے خیالات کو اخبار میں شائع کر دیں گے مگر ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اور مولوی صاحب کبھی سچی قسم اس معاملہ میں کھا کر خلق خدا کو دھوکہ سے باہر نکلنے نہ دیں گے۔ یہ گولی ان کے حلق سے نیچے نہیں اتر سکتی۔ کیونکہ اس سے اس مسئلہ نبوت کی تمام حقیقت کھل جاتی ہے۔"

نوٹ ۹۔ ایڈیٹر پیغام نے حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب پر "جھوٹ" اور "تبدیلی عقیدہ" کا جو سراسر جھوٹا اور مفتریانہ اتہام لگا کر آپ سے اس کے جواب کا مطالبہ کیا تھا۔ اس کے

متعلق حضرت ممدوح کے جوابی مضمون کو اپنے اخبار میں درج کرنے سے انکار کرتے ہوئے اس نے حضرت ممدوح کے جواب کا یہ مدعا ظاہر کیا ہے۔ کہ گویا آپ نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ زیر بحث نوٹ واقعی آپ ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اور انکار اس کے صرف اس مطلب سے کیا ہے۔ جو ایڈیٹر مذکور نے بیان کیا تھا۔ جیسا کہ ایڈیٹر مذکور کے الفاظ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

"مولوی شیر علی صاحب کا ایک مضمون ہمارے پاس بغرض اندراج اخبار پہنچا ہے۔ جسمیں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ہم نے ان کا عقیدہ جو ریویو آف ریلیجنز سے لیا گیا ہے۔ صحیح بیان نہیں کیا۔"

حالانکہ حضرت ممدوح کے جواب کا مدعا اسکے بالکل برعکس یہ ہے۔ کہ اس زیر بحث نوٹ کا جو مطلب ایڈیٹر مذکور نے بیان کیا ہے۔ اس سے آپ کو اختلاف نہیں ہے۔ لیکن یہ نوٹ آپکا لکھا ہوا نہیں۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ اور وہی ہر طرح سے اسکے ذمہ وار ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب کو حضرت ممدوح پر یہ دوسرا افترا کرتے وقت بھی شرم نہ آئی۔

پھر حضرت ممدوح نے ایڈیٹر مذکور کے افترا اور اتہام کے جواب میں نہ صرف خود قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کے حلفیہ بیان پر فیصلہ چھوڑا تھا۔ مگر ایڈیٹر مذکور نے خدا تعالیٰ کی قسم کی بھی کچھ پروا نہ کر کے اور اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کی خاموشی کی طرف سے بھی آنکھیں بند کر کے اپنے کھلم کھلے افترا کا نام "فرضی غلط بیانی" رکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی فطرت بھی مسخ ہو چکی ہے۔

ایڈیٹر مذکور نے حضرت ممدوح کے جوابی مضمون کو جو اسکے پر زور مطالبہ پر لکھ کر اسے بھیجا گیا تھا۔ درج اخبار نہ کرنے کی یہ وجہ بتائی ہے۔ کہ ہم نے جو مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات پیش کر کے ان کے سابقہ عقائد ظاہر کئے ہیں۔ ان میں بقول اس کے ہم نے "جھوٹے الزامات اور بے بنیاد افتراؤں" سے کام لیا ہے۔ اور گویا مولوی محمد علی صاحب نے انہیں نہایت جھوٹے الزامات ثابت کر کے اپنا جواب الفضل میں درج کرنے کی غرض سے کبھی یہاں بھیجا تھا۔ مگر اسے درج نہ کیا گیا۔ اس لئے اب وہ بھی ہم سے وہی سلوک کرنا چاہتا ہے۔ جو

بقول اس کے ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کیا تھا۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے آج تک ہمارے پیش کردہ سینکڑوں حوالجات میں سے کبھی کسی ایک حوالہ کا بھی انکار شائع نہیں کیا۔ اور نہ ہی ان حوالجات میں سے کسی حوالہ کو نقل کر کے اس کے الفاظ سے اس کا کوئی اور مطلب ثابت کر کے دکھایا ہے۔ چہ جائیکہ انہوں نے کبھی ان حوالجات میں سے کسی حوالہ کو بناوٹی یا کسی اور کا لکھا ہوا ثابت کر کے یا ان میں سے کسی حوالہ کے اصل الفاظ کی روشنی میں اس کا کوئی اور مطلب بیان کر کے اپنا جواب اشاعت کی غرض سے الفضل کو بھیجا ہم ایڈیٹر صاحب مذکور سے اس "انصاف و دیانت" کا جس کا انہیں دعویٰ ہے۔ استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ "خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اور یہ سمجھ کر اس احکم الحاکمین کے روبرو انہیں ان باتوں کا جوابدہ ہونا پڑیگا" مولوی محمد علی صاحب کا کوئی ایسا جواب ہمیں دکھائیں۔ جو انہوں نے بصورت مذکورہ بالا لکھ کر شائع کیا ہو۔ اور الفضل میں درج کرنے کے لئے کبھی یہاں بھیجا ہو۔ جسے شائع کرنے سے ایڈیٹر صاحب الفضل نے انکار کر دیا ہو۔ اور اگر وہ اسکی کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتے۔ تو انہیں اس جھوٹے عذر کے پیش کرتے وقت شرم کرنا چاہیئے تھا

باقی رہا ۱۹۰۱ء کا جھگڑا۔ سو ایڈیٹر صاحب پیغام کو اسے حضرت مولوی شیر علی صاحب کے پاس لانے کی معلوم نہیں کیوں ضرورت پیش آئی۔ جبکہ مولوی محمد علی صاحب آج سے پچیس تیس سال قبل ریویو آف ریلجنز میں نہایت عمدگی کیساتھ اسکا تصفیہ کر چکے ہوئے ہیں جنہیں ۲۳ فروری ۹۷ء والے اعلان ۹۶ء کے حاشیہ انجام آتھم والی ہدایت اور مکتوب اگست ۹۹ء کے بعد جو ایڈیٹر مذکور کو اب یاد آئے ہیں) ۱۹۰۴ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک برابر نہایت شد و مد کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی۔ رسول پیغمبر۔ مدعی نبوت۔ مدعی رسالت۔ نبی آخر زماں۔ پیغمبر آخر زماں لکھتے رہے ہیں۔ اور حضور کو زمرہ انبیاء و رسل میں سے ایک نبی اور رسول اور ٹھیک انہی معنوں میں نبی اور رسول ثابت کرتے رہے ہیں۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور گذشتہ تمام انبیاء نبی اور رسول تھے۔ اور جن میں تیرہ سو سال تک کوئی نبی اور رسول نہیں گذرا۔ حتیٰ کہ خلفاء اربعہ اور سلاطین میں سے بھی کوئی نبی اور رسول نہیں تھا۔ اب بھی اگر نہ سمجھو۔ تو سمجھائیگا خدا (خاکسار محمد اسمٰعیل مرتب رسالہ ہذا